مجموعۂ خیر البیان

تالیف

حضرت علامہ شاہ ابوالحسن زید فاروقی قدس سرہ

فاضل جامعہ ازہر

ناشر

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

مجموعہ خیر البیان

مصنف

حضرت علامہ شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی قدس سرہٗ

(فاضل ازہر)

ناشر

شاہ ابوالخیر اکاڈمی

2358، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی۔ 110006

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

84237

کتاب کا نام	:	مجموعہ خیر البیان
صفحات	:	148
مصنف	:	حضرت علامہ شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (فاضلِ ازہر)
مہتمم	:	ابوالنصر انس فاروقی
طابع وناشر	:	حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی، درگاہ شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ، 2358، ترکمان گیٹ، دہلی۔110006
بار اوّل	:	1406ھ / 1985ء
بارِ دوم	:	1428ھ / 2007ء
کتابت	:	(اردو) مولانا سید غیاث الحسن مظاہری
	:	(عربی کمپیوٹر کمپوزنگ) عبدالتواب
قیمت	:	-/70 روپیہ
تعداد	:	500
مطبع	:	ایچ-ایس- آف سیٹ، نئی دہلی-۲

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	اداریہ	5
2	دیباچۂ رسالہ	6
	مجموعۂ خیر البیان	14
3	**پہلا محسنہ:** آپ کے بعض اُن فضائل کے بیان میں جن کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے	14
4	**دوسرا محسنہ:** آپ کے اور آپ کے ذکر شریف کے احترام میں	25
5	**تیسرا محسنہ:** آپ کے نسب اطہر کے بیان میں	27
6	**چوتھا محسنہ:** خلقت نور نبوی کے بیان میں	29
7	**پانچواں محسنہ:** از ابتدائے حمل شریف تا ولادت شریف کے بیان میں	34
8	**چھٹا محسنہ:** درعرض سلام بہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام	39
9	**ساتواں محسنہ:** ولادت شریف کے بیان میں	40
10	**آٹھواں محسنہ:** رضاعت اور شق صدر کے بیان میں	46
11	**نواں محسنہ:** ابوطالب کے ساتھ شام کا سفر کرنے کے بیان میں	50
12	**دسواں محسنہ:** حضرت خدیجہ سے نکاح اور اولادِ امجاد اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھنے کے بیان میں	53
13	**گیارھواں محسنہ:** نبوت کے بیان میں	55
14	**بارھواں محسنہ:** معراج شریف کے بیان میں	62
15	**تیرھواں محسنہ:** ہجرت کے بیان میں	70
16	**چودھواں محسنہ:** فتح مکہ کے بیان میں	78
17	**پندرھواں محسنہ:** حجۃ الوداع کے بیان میں	84
18	**سولھواں محسنہ:** حلیۂ شریفہ کے بیان میں	85
19	**سترھواں محسنہ:** اخلاق مبارکہ کے بیان میں	90
20	**اٹھارھواں محسنہ:** معجزات مبارکہ کے بیان میں	97
21	**تتمہ:** ۔قدم شریف کا نشان مبارک	110
22	رسالہ ۔ رحلت حبیب ﷺ	124
23	نظم شمائل	136

Marfat.com

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدیؒ

Marfat.com

اداریہ

کتاب ہٰذا موسوم بہ ''مجموعۂ خیر البیان'' کی طبع اوّل 21 دسمبر 1985ء میں ہوئی تھی۔ اب دوسری مرتبہ طبع ہو کر الحمد للہ قارئین و شائقین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کا اصل مأخذ ''سَعِیْدُ الْبَیَان فِیْ مَوْلِدِ سَیِّدِ الْاِنْس وَالْجَانّ'' اور اس کی دیگر فروعات کی تفصیلات مضمون ''دیباچۂ کتاب'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اس مرتبہ طباعت میں جو تبدیلیاں کی گئیں ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1. اس مجموعہ میں رسالہ ''خیر المورد فی احتفال المولد'' شامل نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہ رسالہ ایک کتابچہ کی شکل میں 1419ھ/1995ء میں ''اثباتِ استحسان برائے محفل میلاد ذیشان ﷺ'' کے نام سے حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی سے شائع کر دیا تھا۔ آج بھی وہ رسالہ اس اکاڈمی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔
2. ''مجموعہ خیر البیان'' کی عربی تحریر میں کتابت کی اغلاط ہونے اور بعض جگہ تحریر کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے کمپیوٹر سے کمپوزنگ کرائی گئی ہے۔
3. کتاب کا ٹائٹل اس مرتبہ بدلا گیا ہے۔

اس کے علاوہ کوئی اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ناظرین و قارئین سے گزارش ہے کہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی کی تشکیل کرنے والے افراد کو اپنی دُعائے خیر میں یاد رکھیں۔

ابوالنصر انس فاروقی
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ، دہلی

دوشنبہ 22 ذوالقعدہ الحرام 1428ھ
3 دسمبر 2007ء

Marfat.com

دیباچۂ رسالہ

خیر البیان من محسنات سعید البیان

فی مولد سید الانس والجانّ

علیہ السلام والرحمۃ والرضوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَا یُحْصٰی ثَنَاؤُہٗ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ وَھُوَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الَّذِیْ رَفَعَ ذِکْرَہٗ وَاَعْلٰی شَانَہٗ وَھُوَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَنَصَرُوْہُ، فَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.

وبعد کمترین درویشاں وخاک پائے اہل خیر وعرفاں زید ابو الحسن مجددی فاروقی عرض کرتا ہے کہ جناب سیدی الوالد قبلۃ الاماثل والاماجد عالی مقام و بلند سیر حضرت شاہ محی الدین عبد اللہ ابو الخیر کے جدِّ اعلیٰ مقبول بارگاہِ کبریا قطب وحید حضرت شاہ احمد سعید رَفَعَ اللّٰہُ اَقْدَارَھُمَا وَقَدَّسَ اَسْرَارَھُمَا نے اب سے ایک سو دس سال پہلے ۱۲۶۲ھ ہجری کو حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات وازکی التسلیمات کے احوال شریفہ میں ایک مبارک مختصر رسالہ اُردو زبان میں تالیف فرمایا تھا، جس کا نام سعید البیان فی مولد سید الانس والجانّ ہے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے یہ رسالہ شریفہ لکھا گیا ہے وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے ؎

ہے سعید البیاں بیانِ سعید
ہیں وہ مقبولِ بارگاہِ رشید

Marfat.com

جناب مؤلف کے حسنِ نیت اور اپنی سلاست اور لطافت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس کو مقبول خلائق بنایا ؎

کیوں نہ ہو مقبول دُنیا میں سدا
ہیں مؤلف جب کہ مقبولِ خدا

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ جدِّ بزرگوار والاتبار نائب سید البشر حضرت شاہ محمد عمر کے اشارے اور اپنے پیر دستگیر صاف کیش و روشن ضمیر، رازدانِ سرِّ خفی حضرت شاہ عبد المغنی برادرِ کہین جناب مؤلف رحمۃ اللہ علیہم وافاض علینا من برکاتہم واسرارھم کی اجازت سے مولوی ظہور علی صاحب ظہور دہلوی نے اس سرمایہ سعادت اور کانِ کرامت کو بڑی سلاست اور روانی اور بہت برجستگی اور خوش بیانی کے ساتھ صرف تین ہفتہ کی قلیل مدت میں ۱۲۶۴ھ ہجری کو رشتۂ نظم میں پرو کر اس کا نام مولدِ سعیدیہ رکھا جزاہ اللہ فی الدارین خیراً۔

مولوی صاحب کے فرزندِ نخستین مولوی ذوالفقار حسین صاحب غنیؔ نے ۱۳۰۲ھ میں وہ نسخۂ منظومہ حضرتِ سیدی الوالد رحمہ اللہ کو دکھایا، آپ نے پوری طرح اس کا مطالعہ کیا بعض غلطات کی تصحیح فرمائی اور پھر از رہِ نوازش فارسی میں ایک تقریظ تحریر فرما کے غنیؔ صاحب کو عنایت فرمائی۔ تقریظ کیا ہے ایک گلدستہ معرفت ہے جو آنکھوں کے لئے نور اور دل کے لئے سرور ہے پڑھ کے بے ساختہ زبان پر سُبحَانَ اللّٰہِ آتا ہے ؎

کیوں نہ ہو معلوم وہ دل کو بھلی | ہیں مقرظ حق کے شیدائی ولی
نور سے معمور ایک ایک لفظ ہے | سچ تو یہ ہے نور کی ہے وہ لڑی

غنیؔ صاحب نے اس مولود منظوم کو مع تقریظ اور وفات نامہ کے ۱۳۰۲ھ کو مطبع چشمۂ فیض دہلی میں طبع کرایا اَحسَنَ اللّٰہُ اِلَیہِ۔

جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مجددی فاروقی ساکن پانی پت ضلع کرنال نے سعید البیان کے اصل نسخہ کو بلا کسی تصرف اور تغیر کے ماہ صفر ۱۳۰۸ھ ہجری کو مطبع رضوی دہلی میں باہتمام سید میر حسن صاحب طبع کرایا رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً۔ کاتب کی غلطی اور مصحح کی بے توجہی کی وجہ سے بعض الفاظ میں غلطی یا تقدیم و تاخیر واقع ہوگئی۔ صفحہ ۳۸ پر اُردو کا ایک شعر رہ گیا ہے جو فارسی کے شعر ثناخواں کے بعد واقع ہے وہ شعر یہ ہے ؎

صورت پکڑ کے معجزہ احیائے موتیٰ کا ہوا
پردے میں لب کے برملا لب ہے کہ گویا جان ہے

Marfat.com

اور صفحہ ۱۸ پر انبیاء کے اوصاف میں اخلاصِ موسیٰؑ کی جگہ اخلاق موسیٰ لکھا گیا ہے۔ اور داؤدؑ کے بعد تواضع سلیمانؑ کی رہ گیا ہے۔

حضرتِ مولف کے پسرِ اکبر کے فرزندِ دلبند جناب عمِ محترم حضرت شاہ محمد معصوم رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْھِمَا وَرَفَعَ اَقْدَارَھُمَا نے اپنے وقت کے لحاظ سے سعید البیان کی عبارت کو عام فہم کر کے ذی الحجہ ۱۳۰۷ھ ہجری کو مطبع مطلع علوم رامپور میں چھپوایا۔ آپ نے کتاب میں قدرے ردوبدل اور بیشی بھی کی ہے۔ پھر چودہ سال کے بعد آپ نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے اور کتاب کو معجزات شریفہ کے اخیر پر لاکر ختم کر دیا ہے۔ علالت شریف اور وفات شریف کے بیان کو حذف کر دیا ہے، اشعار بھی زیادہ تر بدل دے ہیں اور ۱۳۲۱ھ ہجری کو مطبع احمدی لاہور میں طبع کرایا ہے، آپ نے دونوں مرتبہ کتاب کو سعید البیان ہی کے نام سے طبع کرایا ہے، مناسب تھا کہ آپ نام میں کچھ اضافہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیتے کہ کتاب میں کافی تصرف ہوا ہے بالخصوص دوسری طباعت میں تو کتاب کا ایک حصہ حذف کر دیا گیا ہے یا پھر اس کو صراحتہً ذکر کر دیا جاتا کہ کتاب میں کمی بیشی کی گئی ہے، ایک حصہ کو حذف کر دیا گیا ہے اور اشعار بھی زیادہ تر بدل دے گئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب رامپوری نے سعید البیان کو سلیس اردو کا جامہ پہنایا ہے اشعار تقریباً سب بدل دے ہیں علالت شریف اور وفات شریف کے بیان کو حذف کر دیا ہے اور اس کو اپنی کتاب "فلاح دین و دُنیا" کا ایک حصہ بنا کر اس کے اخیر میں حسنِ خاتمہ کا دوسرا حصہ قرار دے کر طبع کرایا ہے یہ کتاب کئی مرتبہ چھپی ہے جو نسخہ میری نظر سے گزرا ہے وہ خواجہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی کا جید برقی پریس دہلی میں طبع کرایا ہوا ہے اس طباعت میں مولود شریف کے بارے میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ اس حصہ کو تمامہ سعید البیان سے لیا گیا ہے جس طرح پر کہ اس کتاب کے پانچویں باب دربیان حقوق کے حاشیہ پر لکھدیا ہے از رسالہ حقیقت الاسلام مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، اسی طرح یہاں بھی اشارہ کرنا چاہیے تھا۔

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ ہر سال بارہ ماہ مبارک ربیع الانور کی شب کو حضرت مولف کا اصل نسخہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے ایک مخلص صادق حافظ حفیظ الدین صاحب میرٹھی اس قلمی نسخہ کو لے گئے تاکہ اس کو طبع کرائیں۔ انھوں نے طبع کراتے وقت ۱۳۰۷ھ کا مطبوعہ نسخہ بھی سامنے رکھا ہے صفحہ نو اور دس پر عبارت "جائے تعجب بلکہ محلِ صد افسوس ہے" سے "کہ اس خوشی کا مانع ہو" تک کا اضافہ کر دیا ہے بعض جگہ

Marfat.com

الفاظ میں کمی بیشی بھی کی گئی ہے جملِ دُعائیہ مثلاً رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور الفاظِ احترام مثلاً لفظِ حضرت کا اضافہ بھی کیا گیا ہے اردو کا شعر جو حافظ محمد یعقوب مجددی کی طباعت میں رہ گیا تھا وہ بھی اس طباعت کے صفحہ چالیس پر رہ گیا ہے۔ اسی طرح صفحہ چوالیس پر اوصاف انبیاء میں حافظ محمد یعقوب کی طباعت کی غلطیاں اس میں بھی ہیں اور صفحہ باون پر یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ، الخ کو بصورت نثر لکھا ہے اس کے بعد لفظ اشعار لکھ کر فارسی کے اشعار لکھے ہیں حالانکہ یہ عبارت نثر نہیں ہے بلکہ یہ اُن اشعار کا پہلا شعر ہے جو اس طرح پر ہے۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَیْكَ

یہ نسخہ مطبع شمس المطابع میرٹھ میں ۱۳۳۸ھ ہجری کو مطابق ۱۹۲۰ء میلادی کے طبع ہوا ہے۔ جناب برادر محترم صاحب العلم والفضل والفہم والکمال حضرت شاہ ہلال ابوالفیض اَدَامَ اللّٰہُ ظِلَّہٗ عَلٰی رُؤُسِ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ وَعَمَّ فَیْضُہٗ لِلطَّالِبِیْنَ نے سعید البیان کی عبارت کو عام فہم کیا ہے، پرانے ڈھب کے اشعار حذف کر دیئے ہیں فارسی اور عربی اشعار کا اضافہ فرمایا ہے اور اُن روایات کو بھی حذف کر دیا ہے جن کی صحت میں علماء کو کلام رہا ہے وہ ہر سال بارہ ماہِ مبارک ربیع الازہر کی شب کو اسی ترتیب دادہ نسخہ کو بڑے ذوق اور شوق سے پڑھتے ہیں آخر کیوں نہ ہو کہ ؎

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا بیاں ہوتا ہے

ایسے موقع پہ ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے

اتفاق سے ایک سال ان ایام مبارکہ میں آپ کا قیام کابل میں تھا وہاں آپ نے سعید البیان کو جامۂ فارسی پہنا کر مجمع عام میں پڑھا از شاہ تا گدا سبھی محظوظ اور مسرور ہوئے اَعْظَمَ اللّٰہُ صِلَتَہٗ برادرِ عزیز حضرت شاہ سالم ابوالسعد سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَسْعَدَہٗ فِی الدَّارَیْنِ نے بھی کچھ حصہ کو فارسی میں کیا ہے اور قندھار میں پڑھا ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ ممکن ہے کسی اور نے بھی اس تالیف شریف کا خلاصہ کیا ہو یا اس میں سے کچھ اخذ کیا ہو یا اس میں کچھ کمی اور بیشی کی ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو جزائے خیر عنایت کرے کہ انھوں نے ایسی مبارک تالیف فرما کے اُمّتِ محمدیہ کو عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ صَلَاۃٍ وَّتَحِیَّۃٍ اس سے بہرہ مند اور لطف اندوز ہونے کا موقع دیا۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ کتاب اپنے موضوع شریف میں بہترین تالیفات میں سے ایک تالیف ہے اس کی عبارت دل کش، پُر کیف اور موثر ہے، وہ

Marfat.com

قدیم طریقہ پر لکھی ہوئی ہے چونکہ عربی اور فارسی کا رواج ان دنوں کم سے کمتر ہو گیا ہے۔ اور اردو زبان میں کافی تبدیلی ہو چکی ہے اس لئے عوام کے لئے اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دِقّت پیدا ہو گئی ہے۔ اسی بنا پر حضرت عم محترم اور جناب محمد علی رامپوری اور حضرت برادر محترم نے اس کی عبارت کو عام فہم کیا۔ پہلے دو اصحاب نے تو اپنے مرتّب کردہ نسخوں کو طبع بھی کرا دیا ہے اور اس کے بعد چنداں ضرورت نہ تھی کہ میں ازسرِ نو کتاب کی عبارت کو عام فہم بناتا لیکن یہ خیال کر کے کہ جب حضرت مؤلف رحمہ اللہ کی عبارت میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے تو پھر کیوں نہ اس میں بعض ضروری اور مفید مضامین شریفہ کا اضافہ کر دیا جائے جن کا بیان کرنا اور پڑھنا عوام کے واسطے نافع تر ہو خاص کر اب ایسے دَور میں جبکہ مسلمانوں کا عام طبقہ دین کی باتوں سے غافل تر ہوتا جا رہا ہے۔ بنا بریں میں نے پہلے اصل کتاب کی عبارت کو عام فہم کیا جو اشعار قدیم طرز کے تھے اور بعض روایات جن کی صحت میں علماء کو کلام تھا حذف کر دیا اور پھر مندرجہ ذیل مضامین کا اضافہ کیا۔

دوسرا محسنہ، آپ کی تعظیم اور آپ کے ذکر شریف کی تعظیم کے بیان میں۔

چھٹا محسنہ، عرض سلام بہ حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اصل کتاب میں قیام میں پڑھنے کے اشعار عربی کے تھے ان کی جگہ یہ سلام لکھا گیا ہے، یہ سلام اللہ جَلَّ شَانُہٗ وَعَمَّ اِحْسَانُہٗ کے لطف و کرم سے بہ عجب کیفیت نظم ہوا ہے اس رسالہ مبارکہ کو مرتب کرنے کے بعد چہار شنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۲ھ ہجری کو خیال آیا کہ سلام اب تک کوئی دستیاب نہیں ہوا ہے اس خیال کے آنے کے بعد طبیعت میں موزونی پیدا ہوئی اور آمد شروع ہو گئی جو کہ یقیناً فیضانِ الٰہی تھی پون گھنٹہ یہ کیفیت رہی۔ اس عرصہ میں یہ سلام اور اس کے قبل کے تین شعر، جو پانچویں محسنہ کے اخیر میں لکھے گئے ہیں موزوں ہو گئے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

گیارہواں محسنہ نبوت کے بیان میں۔ اس محسنہ میں ان واقعات کا اضافہ کیا گیا ہے سید الشہداء عم جناب مصطفٰے حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ، خلیفۂ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ۔

اس پاک خون کا بیان جو اسلام میں سب سے پہلے اللہ کی راہ میں صرف اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے بہا ہے اور وہ حضرت عمّار بن یاسرؓ کی والدہ شریفہ حضرت سُمَیّہؓ کا پاک خون ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔

قریش کا معاہدہ بنی ہاشم سے قطعِ علائق کرنے کا۔

Marfat.com

تیرہواں محسنہ ہجرت کے بیان میں۔
چودہواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں۔
سترہواں محسنہ، اخلاق منیفہ کے بیان میں، اس محسنہ میں بعض اخلاق شریفہ کا اضافہ اور بعض کا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
اٹھارہواں محسنہ، معجزات شریفہ کے بیان میں۔ اس محسنہ میں بعض معجزات مبارکہ کا اضافہ اور بعض کی کمی کی گئی ہے۔
باقی ماندہ محسنات میں بھی بعض مضامین شریفہ کا اضافہ ہوا ہے، آیاتِ شریفہ اور عربی اشعار وعبارات کا بامحاورہ اُردو ترجمہ کردیا گیا ہے اردو وفارسی عربی اشعار کا بھی اضافہ ہوا ہے۔
معجزاتِ شریفہ کے اخیر پر مولد شریف کے بیان کو ختم کر دیا ہے اس کے بعد تتمہ در بیان اثرِ قدم شریف کا اضافہ کیا گیا ہے اس معجزۂ شریفہ کے متعلق اکابر علماء کی کتابوں سے جو معلوم ہوا ہے وہ لکھدیا گیا ہے۔
حضرت مولف رحمہ اللہ نے معجزاتِ شریفہ کے بعد علالتِ شریف اور وفات شریف کا بیان لکھا ہے علماء اعلام نے فرمایا ہے کہ مَولِدِ شریف کی مبارک محفل میں ولادت باسعادت اور آپ کے احوال مبارکہ کا بیان کرنا مناسب ہے، وفات شریف کا بیان کرنا غیر مناسب ہے یہ خوشی کی محفل ہے یہ بزم میلاد مبارک ہے۔ خوشی کے اظہار کے لئے اس مبارک محفل کو آراستہ وپیراستہ کیا گیا ہے۔ عُود اور اگر کی بتی جلا کر مکان کو معطر کیا گیا ہے تاکہ لوگ بہ صد شوق حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف سُن کر حق تعالیٰ شانُہ وعمّ احسانُہ کا شکر بجالائیں کہ اس نے ہم کو کیسا محبوب سردار عنایت کیا۔ آپ کا اُمّتی بنا کر ہم کو خیر الامم کا عالی رتبہ عنایت کیا، اس مبارک محفل میں وہی بیان پڑھا جائے جس سے خوشی میں اضافہ ہو، ایسا بیان نہ پڑھا جائے جس سے دل کو رنج پہونچے۔ آپ کی وفات شریف کا بیان بڑے رنج کا بیان ہے مسلمان کے واسطے اس سے بڑھکر کوئی رنج وغم نہیں ہوسکتا۔ علامہ جلال الدین سیوطی حُسنُ المَقصِدِ فی عَمَلِ المَولِدِ میں لکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت شریف ہمارے واسطے اللہ کی بڑی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کی وفات شریف بڑی مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے شریعت نے ہم کو نعمتوں کے شکر کو ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے اور مصیبت کے صبر وسکون اور اس کو پوشیدہ کرنے کو کہا ہے۔ شریعت نے ہم کو بچے کے پیدا ہونے پر خوشی کرنے اور عقیقہ کرکے شکر کو ظاہر کرنے کو کہا ہے شریعت نے وفات کے وقت کچھ ___ ذبح کرنے یا کسی دوسری بات کرنے کے لئے نہیں کہا ہے بلکہ نوحہ اور جزع فزع کے اظہار سے منع کیا ہے شریعت کے قواعد ہم کو بتاتے

Marfat.com

ہیں کہ اس مبارک مہینہ میں ہم آپ کی ولادت شریف کی خوشی کا اظہار کریں نہ کہ آپ کی وفات شریف کے حزن وملال کا اظہار کریں۔ ابن رجبؒ اپنی تصنیف کتاب اللطائف میں روافض کی مذمت کرتے ہوئے بوجہ اس کے کہ انھوں نے عاشورا کے دن کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس دن میں قتل ہونے کی وجہ سے ماتم کا دن بنا رکھا ہے۔ لکھتے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول نے ہم کو انبیاء کی مصیبتوں کے دنوں اور اُن کی وفات کے دنوں کو ماتم کا دن بنانے کو نہیں کہا تو پھر اُن کا کیا ذکر ہے جو انبیاء سے درجہ میں کم ہوں اگر دیکھا جائے تو لفظِ مَولِد، میلاد اور مَولُود خود ہی اس بات کو چاہتے ہیں کہ اس مبارک محفل میں ولادت شریف کی خوشی کا اظہار کیا جائے اور آپ کے مبارک احوال بیان کئے جائیں غالباً اسی بات پر نظر فرماتے ہوئے حضرت سیدی الوالد نے مولد سعیدیہ کی تقریظ میں کتاب کا نام سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان تحریر فرمایا ہے بظاہر احوال تو آپ کا تحریر کردہ نام اَنسب اور اَولیٰ ہے۔ حضرت مؤلف نے کیا نام تجویز فرمایا تھا یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ شہرت تو مطبوعہ نام کی ہے معلوم ہوتا ہے حضرت عمِّ بزرگوار اور جناب محمد علی رامپوری نے اسی وجہ سے وفات شریف کے حصّہ کو مولد شریف کی کتاب میں سے حذف کر دیا ہے اس بات پر نظر رکھتے ہوئے مناسب یہی سمجھا کہ مولد شریف کے بیان کو معجزات شریفہ کے اخیر پر لاکر ختم کر دیا جائے پھر تتمہ در بیان اثر قدم شریف لکھ کر وفات شریف کے بیان کو ایک مستقل بیان کی صورت میں "رحلتِ حبیب" کے نام سے لکھ دیا جائے۔

ان سب تبدیلیوں اور تصرفات کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ اس تالیف لطیف کا نام ایسا رکھا جائے جس کو سُن کر ہر ایک سمجھ لے کہ یہ کتاب بعینہٖ سعید البیان نہیں ہے بلکہ یہ مبارک اَصل کی ایک فرع ہے اس لئے اس کا نام:

خَيْرُ الْبَيَانِ مِنْ مُحْسَنَاتِ سَعِيْدِ الْبَيَانِ فِيْ مَوْلِدِ سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ رکھا گیا مُنَاسَبَةً لِاسْمِ سَيِّدِى الْوَالِدِ الشَّرِيْفِ لِمَا لَهُ مِنَ الْأَيَادِى الصَّالِحَةِ عَلَى هٰذَا الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ. ــــ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے لطف وکرم سے اس فرع کو اس کی اصل کی طرح شرفِ قبولیت عنایت کرے وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ.

مستزاد

ہر چند نیم لائقِ درگاہِ سلاطیں، اُمّید بہ اُمّید
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا، گاہے بہ نگاہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خیر البیان کو شروع کرنے سے پہلے ایک مختصر اور مفید رسالہ جو کہ ان ہی ، ایام میں محفل میلاد مبارک منعقد کرنے کے اثباتِ استحسان میں تالیف ہوا ہے اور جس کا نام "خَيْرُ الْمَوْرِدِ فِيْ إِحْتِفَالِ الْمَوْلِدِ" رکھا گیا ہے لکھ دیا جائے تاکہ

Marfat.com

اگر اللہ کے کسی بندہ کے دل میں کسی وجہ سے اس کارِ خیر میں کوئی شک وشبہ پڑ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کے مطالعہ کرنے سے اس کے شک اور شبہ کو رفع فرمائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

ابوالحسن زید فاروقی مجددی

شنبہ ۲۰ ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۷۲ھ ہجری یکم اگست ۱۹۵۳ء میلادی
خانقاہ حضرت غلام علی شاہؒ معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ
بازار چتلی قبر، شہر دہلی

Marfat.com

رسالہ

خَیْرُ الْبَیَانِ مِنْ مُحْسِنَاتِ سَعِیْدِ الْبَیَانِ

فِیْ مَوْلِدِ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ازل سے ابد تک تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور صلاۃ کاملہ نازل ہو ہمارے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا اسمِ گرامی محمد ہے اور ان کی آل وازواج واصحاب اور اتباع پر۔

اِلٰهِیْ وَمَوْلَائِیْ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

مقدر ہمیں کب تیرے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح وقلم کا

اور ایسے ہی تیرے حبیب کی تعریف سے ہم قاصر ہیں، جیسی کہ تو نے ان کی تعریف اپنے کلام پاک میں فرمائی ہے۔

رسولِ پاک ہے ممدوح ذاتِ کبریائی کا
کرے بندہ گر ان کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

پہلا محسنہ آپ کے بعض فضائل کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(آل عمران:۱۶۴)

(یعنی) اللہ نے مومنوں پر یقیناً احسان کیا ہے کہ انہی میں کا رسول ان کو بھیجا، جو اللہ کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو پاک صاف کرتا ہے اور ان کو قرآن مجید اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ صاف طور پر گمراہی میں تھے۔

اور فرمایا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ ــــــ (التوبہ:۱۲۸) البتہ تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا، تمہاری تکالیف

Marfat.com

اس پر شاق ہیں تمہاری بھلائی کا اس کو بہت خیال ہے، ایمان لانے والوں پر بہت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

ابنِ عباسؓ اور زہریؒ نے مِنْ اَنْفَسِكُمْ کے فَا کو زبر سے پڑھا ہے یعنی مِنْ اَنْفَسِكُمْ اور اس کا ترجمہ ہوا "البتہ تمہارے پاس رسول تم سب میں سے اچھا آیا"۔ مروی ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَنْفَس ہونے کی تشریح دریافت کی، آپ نے فرمایا میں اپنے نسب اور رشتوں کی بنا پر سب سے اچھا ہوں، آدمؑ سے لے کر میرے والد تک میرے آباؤاجداد میں نکاح کا طریقہ جاری رہا ہے کبھی سفاح نہیں ہوا ہے۔

علامہ ابنِ کلبیؒ نے لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سَوْ والدات یعنی دادیاں نانیاں شمار کیں ان میں جاہلیت کے رسوم نہیں پائے۔ ابنِ عباسؓ، عکرمہؒ اور مجاہدؒ سے وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ کی تفسیر اس طرح منقول ہے : يَرٰى تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ فِي اَصْلَابِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ نَبِيٍّ اِلٰى نَبِيٍّ حَتّٰى اَخْرَجَكَ نَبِيًّا فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ "اے حبیب، اللہ نے دیکھا عبادت گزار موحد بندوں کی پیٹھوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی تک تمہارے منتقل ہونے کو یہاں تک کہ اس اُمت میں تم کو نبی بنا کر بھیجا۔"

آپ کے مبارک نسب کی اس پاکیزگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قصیدہ بُردہ کے ناظم نے قصیدہ ہمزیہ میں کہا ہے :

وَبَدَا لِلْوُجُوْدِ مِنْكَ كَرِيْمٌ ۔۔۔ مِنْ كَرِيْمٍ آبَاءُهٗ كُرَمَاءُ
نَسَبٌ تَحْسَبُ الْعُلَا بِعُلَاهُ ۔۔۔ قَلَّدَتْهَا نُجُوْمَهَا الْجَوْزَاءُ
حَبَّذَا عِقْدُ سُوْدَدٍ وَ فَخَارٍ ۔۔۔ اَنْتَ فِيْهِ الْيَتِيْمَةُ الْعَصْمَاءُ

آپ جیسا ایک کریم اس عالم وجود میں ایک ایسے کریم سے ظاہر ہوا ہے جس کے آباؤاجداد کا ہر فرد کریم رہا ہے۔ اس سلسلۂ نسبِ اطہر کی رفعتِ شان اور زیبائش کو تم دیکھ کر یہ خیال کرو گے کہ جوزا نے اپنے ستاروں کا ہار بنا کر اس مبارک سلسلہ کو پہنا دیا ہے۔ سروری اور افتخار کا کیا ہی اعلیٰ سلسلۂ نسب ہے جس میں آپ سا ایک دُرِّ یتیم اور فرد بے بہا ہے۔

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو نام آپ کو دیئے ہیں ایک رؤف اور دوسرا رحیم، جو کسی اور کو نہیں دیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اے حبیب ہم نے تم کو اہلِ جہاں کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے : اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ ۔ میں تحفۂ رحمت ہوں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امینؑ سے پوچھا کیا میری رحمت سے تم کو کچھ ملا۔ انھوں نے کہا مجھ کو اپنی عاقبت کا کھٹکا تھا آپ کی وجہ سے مجھ کو اطمینان نصیب ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری تعریف اس طرح فرمائی ہے ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ﴿20﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ﴿21﴾ وہ قوت والا ہے، مالکِ عرش کی بارگاہ میں باوقار ہے آسمانوں میں فرشتوں کا افسر امانت دار ہے۔

بے شک خدا کا وہ ملے ہم کو پیمبر
خلقت کی نظر اُن کے کرم پر ہی رہی ہے
کیا جن و بشر حور و ملک پر بھی ہے منّت

جن سا نہ ہُوا اور نہ ہو گا کوئی سرور
محبوبِ خدا وہ ہیں وہی شافعِ محشر
ہے رحمتِ حق ذاتِ نکو ان کی سراسر

حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری سے مخلوق کو عاجز جان کر ان ہی میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا ہے ان کو اپنے اوصاف میں سے رافت اور رحمت کا خلعت پہنایا اور اُن کی فرمانبرداری کو اپنی فرمانبرداری قرار دی اور کہدیا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ابوبکر بن طاہرؒ نے کہا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو رافت اور رحمت کا لباس پہنا دیا، آپ کا وجود اور آپ کی صفات تمام عالم کے واسطے رحمت ہے۔ مسلمان کو ہدایت ملی ہے منافق کو قتل سے امن ملا اور کافر کے عذاب میں تاخیر ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے حبیب کہدو، اگر اللہ سے تم محبّت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبّت کرے گا سُبحان اللہ کیا شانِ محبوبی ہے جس نے آپ سے محبّت کی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوا۔

عجب آں نیست کہ محبوبِ خدائی تو بہ لُطف
عجب آں است کہ محبّانِ تو محبوب ہانند

اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نُور اور سراجِ مُنیر یعنی روشن چراغ رکھا ہے وہ فرماتا ہے:
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿45﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿46﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ﴿47﴾ (الاحزاب) اے نبی ہم نے تم کو دیکھنے والا اور خوشی سُنانے والا اور عذاب سے آگاہ کرنے والا اور اللہ کی طرف اس کے حُکم سے بُلانے والا اور چمکتا چراغ بنا کر بھیجا۔ تم ایمان والوں کو یہ مسرّت افزا پیام سُناؤ کہ اللہ کی طرف سے ان کے لئے بڑی بزرگی ہے یعنی ان کو تمام اُمتوں سے برتری حاصل ہے۔

آپ کے قیام کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شہر مکّہ کی قسم کھائی ہے وہ فرماتا ہے لَاۤ اُقْسِمُ

Marfat.com

بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿1﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿2﴾ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی جبکہ تم اس شہر میں رہتے ہو۔ (البلد:۱-۲)

مکہ مکرمہ کو جو شرف بیت اللہ کی وجہ سے حاصل ہے وہ ظاہر ہے لیکن اللہ کے محبوب کے قیام کرنے کی وجہ سے اس کی فضیلت میں اضافہ ہوا اور رب العزت نے اس کی قسم کھائی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان عالی شان کی قسم کھائی ہے وہ فرماتا ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿72﴾ اے محبوب قسم ہے تمہاری جان عالی شان کی یہ لوگ اپنی بدمستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ (الحجر:۷۲)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے مَا خَلَقَ اللّٰهُ نَفْسًا اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَقْسَمَ بِحَيَاتِ اَحَدٍ اِلَّا بِحَيَاتِهٖ. اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم کسی نفس کو نہیں پیدا کیا اور آپ کی جان عالی شان کے علاوہ کسی کی جان کی قسم نہیں کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانِ مکرم کی قسم کھا کر آپ کی تکریم و تعظیم کی انتہا کردی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿33﴾ اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا جب تک اے محبوب تم ان میں ہو اور اللہ ان کو عذاب دینے والا نہیں جبکہ وہ مغفرت کے طلب گار ہوں۔ (الانفال، آیت ۳۳)

جب تک آپ اپنی اُمت میں رہے امت عذاب الٰہی سے محفوظ رہی اور آپ کے بعد جب تک آپ کی سُنت پر عمل رہا امانِ اعظم حاصل رہا اور جب آپ کی سنت چھوڑ دی گئی، آفات و بلیات کا دور شروع ہوا۔

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو آپ کے مدفن فیض مخزن کو روضۂ رضوان میں ترتیب دیا جائے اور اگر آپ چاہیں تو زاویۂ خاک میں استراحت فرمائیں، آپ نے فرمایا، دل نہیں چاہتا کہ اُمت کو چھوڑ کر باغِ رضوان جاؤں، جب تک میں اپنی امت میں رہوں گا وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گی۔

اہلِ نار دوزخ میں آرزو کریں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

اللہ فرماتا ہے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿66﴾ یاد کرو اس دن کو جبکہ اُن کے مُنہ آگ میں اُلٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی۔ اور ہم نے اُس کے رسُول کی اطاعت کی ہوتی۔ (الاحزاب، آیت ٦٦)

سورۂ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف اس طرح فرمائی ہے کہ اے حبیب ہم نے کھول دیا تمہارا دِل ایمان اور ہدایت کے لئے اور وسیع کر دیا علم و حکمت کے واسطے اور دُور کر دیا

Marfat.com

تم سے جاہلیت کے کاموں کا بوجھ اور بلند کر دیا تمہارا ذکر۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے تم کو خبر ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کس طرح بلند کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جبریلؑ نے کہا اللہ فرماتا ہے، جب میرا ذکر کیا جائے تمہارا ذکر میرے ساتھ کیا جائے۔

اللہ نے کلمۂ شہادت میں اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دی چنانچہ فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ نے ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مؤمنوں کو حکم دیا کہ آپ پر درود پڑھیں اور معزز خطابات سے آپ کو خطاب کیا آسمانی صحیفوں میں آپ کا ذکر شریف کیا، تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ آپ پر ایمان لائیں، دُنیا کے گوشہ گوشہ میں دن رات میں پانچ بار آپ کی رسالت کا اعلان ہو رہا ہے، کیا مؤذن کیا خطیب کیا نمازی ہر ایک کہتا ہے ـــــ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تکبیر میں کلمہ میں نماز دل میں اذاں میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمدؐ

حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف کے بلند ہونے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام انبیاء عرش کے چاروں طرف پھرتے ہیں اور آپ کا طائر ہمت عرشِ بریں پر پرواز کرتا ہے۔

سورۂ فتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار فضائل مذکور ہیں، آپ کے غالب آنے اور شریعتِ مبارکہ کے پوری طرح ظاہر ہونے کا بیان ہے اور بشارت ہے کہ آپ سے کسی بات کی پوچھ نہ ہوگی، گزری ہوئی بات ہو یا پیش آنے والی بات ہو اور اتمام نعمت اور مؤمنوں کے دلوں پر نزولِ سکینہ کا بیان ہے اور پھر ارشاد کیا ہے جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

سورۂ وَالنَّجم معراج شریف کے اسرار پر مشتمل ہے، آپ کے دل، زبان، آنکھوں اور اعضاء کی پاکی کا بیان ہے چنانچہ فرمایا ہے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى آپ کے مبارک دل نے مشاہدات میں جھوٹ کی ملاوٹ نہیں کی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ آپ خواہشات نفسانیہ سے کوئی بات نہیں کرتے ہیں مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ آپ کی مبارک آنکھ نے مقصد سے تجاوز نہیں کیا اور فرمایا لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ یقیناً آپ نے اپنے رب کی بعض نشانیاں دیکھیں، اس آیتِ مبارکہ میں

Marfat.com

اجمالاً اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے اس دولتِ سرمدی سے آپ کو نوازا ہے۔
تفسیر روح المعانی میں امام احمدؒ کے متعلق لکھا ہے کہ جب اُن سے دریافت کیا جاتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے تو وہ فرماتے ہاں کیا ہے، کیا ہے اور کیا ہے کیا ہے کی تکرار اتنی مرتبہ کرتے جب تک سانس نہ ٹوٹتا۔
اتنا خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ، بے مثال ہے اُس کے دیکھنے کی کیفیت بھی بے مثال ہے۔ اُس کی تعبیر سے زبان قاصر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ نہ نگاہ بھکی اور نہ حد سے بڑھی، یعنی حدِ ادب میں رہی۔
سورۂ نٓ میں آپ کے فضائل اور اخلاقِ اعلیٰ کا بیان ہے فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ اے محبوب یقیناً تمہارے اخلاقِ عظیم ہیں۔
سورۂ وَالضُّحٰی آپ کی تعریف سے بھری ہوئی ہے خصوصاً یہ ارشادِ گرامی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ۝ تمہارا رب تم پر ایسی عنایت کرے گا کہ تم خوش ہو گے جس وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی، آپ نے فرمایا، اے میرے پروردگار اگر میری اُمت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا میں خوش نہ ہوں گا۔
صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دُعا پڑھی جو سورۂ ابراھیم کی آیت ۳۶ ہے ــــــ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو اے پروردگار تُو بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے اور پھر حضرت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا پڑھی جو سورۂ مائدہ کی آیت ۱۲۱ ہے ــــــ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ اے پروردگار اگر تُو اُن کو عذاب دے وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو اُن کو معاف کر دے بے شک تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنے مُبارک ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔ اے اللہ، میری اُمّت پر رحم فرما۔ میری امت پر رحم فرما۔ اور آپ رونے لگے اسی وقت حضرت جبریل رب العزت کا پیام لے کر پہنچے کہ اے حبیب تم اپنا دل آزردہ نہ کرو، ہم تمہاری امت کے بارے میں تم کو خوش کر دیں گے۔ ابنِ جریرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، محمد کی خوشی اس میں ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد بھی دوزخ میں نہ رہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

طلب کر رہا ہے رسولِ رحیم	کرم کر رہا ہے خدائے کریم
خطا کار ہر اک خراماں خرام	بلا خوف جاتا ہے دارُ السّلام

Marfat.com

ابنِ شریح کہتے ہیں میں نے اہلِ عراق کی روایت کردہ حدیث کے متعلق حضرت باقرؒ سے اُس کی صحت کے متعلق دریافت کیا، کیونکہ اس حدیث میں ایسا بیان ہے کہ آپ کی شفاعت سے آپ کی اُمّت کا ایک فرد بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔ حضرت باقرؒ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم ہے یہ روایت پوری طرح صحیح ہے مجھ سے میرے چچا محمد بن حَنَفِیَّہ نے کہا اور اُن سے حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اپنی اُمّت کو اتنا بخشواؤں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا اے محمد تم راضی ہو گئے اور میں کہوں گا میرے پروردگار میں راضی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی فضیلت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ (آل عمران:۸۱) اور جب لیا اللہ نے انبیاء سے محکم وعدہ کہ میں تم کو جو کتاب اور حکمت دوں اور پھر آئے تمہارے پاس رسول جو تصدیق کرنے والا اس کا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور تم اس کی مدد کرو گے۔

حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ نے ہر نبی سے یہ وعدہ لیا ہے کہ اگر اُس کی حیات میں نبیِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔

علامہ سید آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے " عارفوں نے اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ نبیِ مطلق اور رسولِ اکمل اور مستقل طور پر شریعت کے لانے والے صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور باقی تمام انبیاء علیہم السّلام کا حکم تبعیّت کا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور تم سے اور نوحؑ، ابراھیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بیٹے مریمؑ سے۔ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی بزرگی اللہ کے نزدیک اس درجہ کی ہے کہ آپ کو اگرچہ سب انبیاء کے بعد بھیجا ہے لیکن آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے ؎

پیش از ہمہ شاہانِ غیور آمدۂ	ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدۂ
اے ختمِ رُسُل قربِ تو معلوم شد	دیر آمدۂ زراہِ دُور آمدۂ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كُنْتُ اَوَّلَهُمْ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ میں پیدائش میں اُن کا اوّل ہوں اور بھیجے جانے میں اُن کا آخر ہوں۔

اور آپ نے فرمایا ہے: كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ــــ میں نبی تھا اور آدمؑ ابھی رُوح وجسد کے مابین تھے۔

Marfat.com

اور تورات میں آپ کے متعلق لکھا ہے، محمد اللہ کے حبیب ہیں اور لکھا ہے اے نبی ہم نے تم کو سب پر گواہ بنا کر بھیجا ہے تم ایمان لانے والوں کو جنت کی خوش خبری اور کفر کرنے والوں کو دوزخ کے عذاب کی خبر سنانے والے ہو اور ان پڑھ لوگوں کے پشت پناہ ہو تم میرے بندے اور رسول ہو، ہم نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے نہ تم طبیعت کے سخت ہو اور نہ سخت کلام ہو اور نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والے ہو تم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے بلکہ تم بخشنے والے اور لوگوں کے قصور معاف کرنے والے ہو۔

اور لکھا ہے، آپ ہرگز انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ دین درست ہو جائے جو کہ نادرست تھا سب کہیں گے : لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ــــ اُن کی وجہ سے اللہ اندھی آنکھیں، بہرے کان، اور غافل دل کھول دے گا، اُن کا دین اسلام ہوگا اور نام احمد،

اور تورات کی دوسری روایت میں ہے "میرا بندہ احمد اچھا ہے اُن کی پیدائش کی جگہ مکّہ اور ہجرت کی جگہ مدینہ، اُن کی اُمت ہر حال میں اللہ کی تعریف کرنے والی۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السّلام کو اُن کے ناموں سے خطاب کیا ہے جیسے یا آدمؑ، یا نوحؑ، یا ابراہیمؑ، یا داؤد یا موسیٰ یا عیسیٰ یا زکریا یا یحیٰی۔ لیکن ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز اوصاف سے خطاب کیا ہے جیسے یَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ، يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ، يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ، يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے ایک سال تین مہینے اور تین دن بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی خواہش تھی کہ بیت الحرام کی طرف نماز پڑھیں آپ اکثر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ کہیں حضرت جبریل وحی تو نہیں لاتے ہیں پندرہ رجب ۲ھ پیر کے دن زوال کے بعد یہ مبارک آیت نازل ہوئی۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ (البقرہ:۱۴۴) ہم دیکھتے ہیں تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا تو البتہ ہم پھیریں گے تم کو اس قبلہ کی طرف جسے تم پسند کرتے ہو اب پھیر لو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے محبوب کی پیاری ادا کا ذکر کیا ہے کہ آپ بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور پھر آپ کی خواہش کا بیان کیا ہے اور پھر ارشاد کیا ہے کہ اب تم اپنی خوشی کا قبلہ لو۔

طلبگارِ رضائے حق بہ سُن لے ــــــ رضائے حق ہے رضوانِ محمدؐ

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ پہلی اُمتیں اپنے انبیا علیہم السّلام کو اُن کا نام لے کر آواز دیا کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو اس طرح آواز دینے سے منع کیا ہے وہ فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ (النور:۶۳)

Marfat.com

رسول اللہ کے بلانے کو آپس میں معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے ایک کو ایک بلاتا ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا ہے عرب آپ کو یا محمد، یا ابا القاسم کہکر آواز دیا کرتے تھے اللہ نے اُن کو اسی طرح آواز دینے سے منع فرمایا ہے۔ اور ان کو تعلیم دی یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہکر خطاب کریں۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ ——— اِنَّمَا الْفَوْزُ وَ الْفَلَاحُ لَدَیْکَ

اور آپ کے فضائل میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اگر اُن کی اُمت کسی غلط بات کی طرف نسبت دیتی تھی تو وہ حضرات خود اپنی مدافعت کیا کرتے تھے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم نے کہا، تم گمراہ ہوگئے ہو آپ نے ان سے فرمایا: یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلَالَۃٌ اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں ہے۔

اور جیسے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا، تم میں سفاہت یعنی بے وقوفی آگئی ہے۔ آپ نے اُن سے فرمایا یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ اے میری قوم مجھ میں سفاہت یعنی حماقت نہیں ہے۔

اور جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے کہا، تم جادوگر ہو۔ آپ نے اُس سے فرمایا: وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یَا فِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ اے فرعون میں خیال کرتا ہوں کہ تیری شامت آگئی ہے۔

لیکن ہمارے حضرت سید الانبیاء والمرسلین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر بدبخت کافر کچھ کہتے تھے تو رب العزت نے حلفیہ بیان سے ان کا جواب دیا ہے۔ کافروں نے آپ سے کہا تم بھٹک گئے ہو اور بہک گئے ہو تو اللہ جل شانہ نے فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ① مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ② قسم ہے روشن تارے کی جب وہ نیچے چلا تمہارا رفیق (ساتھی) نہ بھٹکا ہے اور نہ بہکا ہے۔ (النجم ۱-۲)

اور کافروں نے آپ سے کہا تم دیوانے ہوگئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے مدافعت کی نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ① مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ② یعنی قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔ (القلم:۱-۲)

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ عرصے ابتدائے نبوت میں وحی نہیں آئی اور وہ عرصہ بارہ یا پندرہ یا پچیس یا چالیس دن کا تھا، بدبخت کافروں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد کو اس کے رب نے چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے جواب میں کہا وَالضُّحٰی ① وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ② مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ③ قسم ہے دن کی جب دھوپ چڑھ جائے اور رات کی جب وہ چھا جائے نہ تمہارے رب نے تم کو چھوڑا ہے اور نہ وہ تم سے بیزار ہوا ہے۔ (الضحیٰ:۱،۲،۳)

حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن ہے اور لیل سے شبِ معراج مراد ہے۔

84237

Marfat.com

اور بعض نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد حضور پرنور کا روئے انور ہے اور لیل سے مراد زلفِ عنبریں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے ضحیٰ سے مراد نورِ علم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے جس کے سبب سے عالمِ غیب کے مخفی اسرار آپ پر ظاہر ہوئے اور لیل سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم اور عفو کرم ہے جس نے اُمت کے عیبوں کو چھپا دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد آپ کے ظاہری اخلاق ہیں جن سے مخلوق واقف ہے اور لیل سے مراد آپ کے احوالِ باطن ہیں جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی فضیلت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿56﴾ بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو درود بھیجو اُن پر اور سلام بھیجو سلام کہکر۔ (الاحزاب:۵٦)

اللہ کی صلاۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی تعریف کرتا ہے اور اس کے ذکر کو بلند کرتا ہے اور اُس کے دین کو پھیلاتا ہے اور دُنیا میں ان کی عزت بڑھاتا ہے اور قیامت کے دن آپ کی شفاعت قبول فرماکر اور مقامِ محمود عنایت کرکے آپ کی شان بڑھائے گا۔

اور فرشتوں کی صلاۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کے واسطے دُعا کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ پر تحفۂ درود وسلام عرض کریں۔

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ آپ پر صلاۃ وسلام کا تحفہ پیش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں اور آپ کے ذکرِ شریف کے وقت درود شریف کا پڑھنا سُنّت ہے اور کسی مبارک محفل میں آپ کا مبارک نام بار بار لیا جائے تو ایک بار درود شریف کا پڑھنا سنّت اور ہر بار مستحب ہے۔

درود شریف کا پڑھنا مفتاحِ خیرات وحسنات ہے۔ حضرات مشائخ نے فرمایا ہے جس کو مرشدِ کامل نہ ملے وہ درود شریف پڑھے اور درجات ولایت حاصل کرے ؎

یا الٰہی صد درود وصد سلام
بر رسولِ پاک و بر آلِ کرام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، جب تک دعا کرنے والا درود شریف نہیں پڑھتا اُس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ درود شریف گناہوں کے زائل کرنے کے لئے بہ نسبت پانی کے جس سے آگ بجھائی جاتی ہے، زیادہ مُوثر ہے۔

حضرت ابوطلحہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ انور پر ظاہر تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے رُوئے انور پر

Marfat.com

خوشی کے آثار پاتے ہیں، آپ نے فرمایا، میرے پاس فرشتہ آیا اور اُس نے کہا اے محمد کیا اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے تمہارا جو اُمتی تم پر ایک بار درود پڑھے گا میں اُس پر دس بار رحمت کروں گا اور تمہارا جو اُمتی تم پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اُس پر دس بار سلام بھیجوں گا میں نے فرشتہ سے کہا میں خوش ہوں۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا۔

حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت علی زین العابدین سے وہ اپنے والد حضرت حسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں جب رات کے دو حصے گزر جاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر فرماتے اے لوگو، اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، تھرا دینے والی آگئی اور اس کے پیچھے اور ہے موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آپہونچی، موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آپہونچی۔ ابی بن کعبؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا، میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں آپ فرمائیں کہ میں کس قدر پڑھا کروں فرمایا جتنا دل چاہے، میں نے عرض کیا، کیا وقت کا چوتھائی حصہ، فرمایا جتنا دل چاہے۔ اگر اس سے زیادہ پڑھے تیرے واسطے بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی، فرمایا جتنا دل چاہے اگر اس سے زیادہ پڑھے تیرے واسطے بہتر ہے، میں نے عرض کیا نصف حصہ، فرمایا جتنا دل چاہے اگر اس سے زیادہ پڑھے تیرے واسطے بہتر ہے، میں نے عرض کیا میں اپنا سارا وقت آپ پر درود شریف میں صرف کروں گا۔ فرمایا، اب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کے لئے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخشدئے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اذان سنو تو اس کے کلمات دُہراؤ اور پھر مجھ پر درود پڑھو تم پر اللہ دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی مجلس میں لوگ بیٹھتے ہیں اور اس مجلس میں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ اُس کے نبی پر درود پڑھیں وہ مجلس اُن کے لئے قیامت کے دن وبال ہوگی۔ اللہ چاہے تو اُن کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخشدے۔

یا رسول اللہ بس در ماندہ ام ۔۔۔ باد در کف خاک بر سر ماندہ ام
بے کساں را کس توئی در ہر نفس ۔۔۔ من ندارم در دو عالم جز تو کس
یک نظر سوئے من غم خوارہ کن ۔۔۔ چارۂ کار من بے چارہ کن

Marfat.com

گرچہ ضائع کردہ ام عمر از گناہ | توبہ کردم عذرشس از حضرت بخواہ
از درِ تو گر شفاعت در رسد | معصیت را مُہرِ طاعت در رسد

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

دوسرا محسنہ آپ کے اور آپ کے ذکرِ شریف کے احترام میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ
يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (1) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (2)
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (3) اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (4)
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (5) (الحجرات: ۱تا۵)

یعنی اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ چڑھ کر باتیں نہ بنایا کرو اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سب کی سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے، اے ایمان والو پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور ان کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولتے ہو کہیں تمہاری کی کرائی محنت اکارت نہ ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو، جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازوں کو نیچا کر لیا کرتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے واسطے جانچ لیا ہے ان کے واسطے گناہوں کی بخشش اور بڑا اجر ہے اے پیغمبر جو لوگ تم کو تمہارے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جن کو عقل نہیں ہے اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ تم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

امام مالکؒ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے، خلیفہ ابوجعفر منصور عباسیؒ اپنے حشم وخدم کے ساتھ داخل ہوا، امام نے خلیفہ سے کہا اے امیر المومنین اس مسجد شریف میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو پھر انھوں نے ان آیات شریفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہم کو اس طرح پر آپ کا ادب کرنا سکھایا ہے اور اچھی طرح سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آپ کی وفات کے

Marfat.com

بعد بھی اسی طرح برہے جس طرح پر کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ میں تھی۔

قاضی عیاض کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور تعظیم اور احترام آپ کی وفات شریف کے بعد جب آپ کا ذکر شریف کیا جائے یا آپ کی حدیث شریف بیان کی جائے یا آپ کی سنتِ مبارکہ کا بیان ہو یا آپ کا اسمِ مبارک سُنا جائے یا آپ کی سیرتِ مبارکہ سُنی جائے اسی طرح برہے جس طرح پر کہ خود آپ کی، آپ کی حیاتِ طیبہ میں تھی اور اسی طرح آپ کی آل وعترت واہلِ بیت اور صحابہ کی تعظیم کی جائے، ابو ابراھیم نے کہا ہے۔ ہر مومن پر واجب ہے جب وہ آپ کا ذکر شریف کرے یا اس کے سامنے آپ کا ذکرِ شریف کیا جائے تو وہ باخضوع با خشوع باوقار اور پُر سکون رہے اس پر آپ کی ہیبت اور اجلال غالب ہو وہ اسی طرح باادب رہے جس طرح آپ کے سامنے اس کو باادب رہنا چاہیئے تھا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کرنے کو کہا ہے اس کے بعد قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ ہمارے سلفِ صالح اور ہمارے گزرے ہوئے ائمہ کا یہی طریقہ رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور:۶۳) یعنی پیغمبر کے بُلانے کو آپس میں معمولی بُلانا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں ایک کو ایک بُلاتا ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرب آپ کو یا محمد اور یا ابا القاسم کہکر آواز دیتے تھے۔ اللہ نے اُن کو اس طرح آواز دینے سے منع کیا اور ان سے کہا کہ ادب سے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہکر آپ کو خطاب کیا کریں۔

قاضی عیاض نے لکھا ہے صحابہ آپ کی اتنی تعظیم اور احترام کرتے تھے کہ وہ آپ سے کوئی بات پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے ان کو عمَن قضی نحبَہٗ کے متعلق آپ سے کچھ دریافت کرنا تھا لیکن وہ آپ کی تعظیم اور ہیبت کی وجہ سے خود نہیں دریافت کر سکے انھوں نے ایک دیہاتی سے کہا تاکہ وہ آپ سے دریافت کرے اور براء بن عازبؓ کہتے ہیں میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن برسوں گزر جاتے تھے اور آپ کی ہیبت کی وجہ سے ہمت نہیں پڑتی تھی کہ میں آپ سے دریافت کر سکوں اور مغیرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ آپ کے دروازہ کو ناخن سے کھٹکھٹاتے تھے۔ ابن ماجہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرو تو اچھے الفاظ سے اچھی طرح پڑھا کرو تم کو معلوم نہیں ہے کہ تمہارا یہ تحفہ درود شریف کا آپ پر پیش کیا جاتا ہے لوگوں نے کہا آپ ہم کو تعلیم دیں، آپ نے فرمایا اس طرح پر درود شریف پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ. اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

Marfat.com

محفل مبارک میلاد شریف میں آپ ہی کے احوال شریفہ بیان کئے جاتے ہیں، جو شخص ایسی مبارک محفل میں شریک ہو اس کو چاہیئے آدابِ محفل کا خیال رکھے ـــــ وہ بہت شوق اور محبّت سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریفہ سُنے اور وقتاً فوقتاً آپ پر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ آپ جیسے نبی رحمت عالی مرتبت سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ہم کو پیدا کیا، اس نعمتِ عظمیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جس کے دل کو اس مبارک محفل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاؤ پیدا نہ ہو اور تھوڑی دیر اللہ اور اللہ کے حبیب کی یاد میں پُرسکون ہو کر نہ بیٹھ سکے، اُس کو نہ آدابِ محفل مبارک کا خیال ہو اور نہ آپ کے ذکر شریف کا کوئی لحاظ ہو اُس کی زبان پر بجائے درود شریف کے دُنیوی باتیں ہوں ایسے لوگ سرمایۂ سعادتِ اُخروی کو برباد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو سمجھ دے تاکہ وسائلِ سعادت کو اپنے لیے اسبابِ شقاوت نہ بنائیں۔

ہر شخص کی مُرادِ دل اے مصطفیٰ مِلے
زاہد کو کعبہ ہم کو ترا نقشِ پا مِلے

ظلِّ ہمائے اَوجِ سعادت میں جا ملے
گر ہم کو سایۂ درِ دولت سَرا ملے

کچھ تاجِ سلطنت کی نہیں آرزو مجھے
مجھ کو شِراک آپ کی نعلین کا ملے

ہیں آپ ماہتاب ستارے ہیں انبیا
تاروں میں شکل ماہ کی کیونکر بھلا ملے

خورشیدِ حشر سے نہیں جھپکے گی اُس کی آنکھ
محشر میں جس کو دامنِ اہلِ عَبا ملے

لوحِ دل اس کا نقشِ دو عالم سے پاک ہو
جس کو طرانِ خواجۂ مشکل کُشا ملے

جامِ جہاں نما ہوں مرے دیدۂ پُر آب
گر کچھ غُبارِ راہِ گزرِ مصطفٰے ملے

اے بادشاہِ لُطف و کرم عین عدل ہے
اس بندۂ گریختہ کو جو سزا ملے

وہ ہیں گُناہ میرے کہ دوزخ کو عار آئے
مجھ سے سیاہ کار کو گر اس میں جا ملے

ہاں آپ کی شفاعتِ عظمٰی سے یا نبی
اُمّید ہے کہ حکم مجھے خُلد کا ملے

مِل جائے خیرِ دولتِ دُنیا و دیں مجھے
مدفن کو گر بقیع میں تھوڑی سی جا ملے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تیسرا محسنہ آپ کے نسبِ اطہر کے بیان میں

الٰہی بے نہایت درود وسلام نازل فرما حضرت سیّد المرسلین امام المتّقین خاتم النبیّین پر جن کا

Marfat.com

اسم شریف مُحمّدؐ ہے اور آپ فرزند عبد اللہ کے ہیں وہ فرزند عبد المطلب کے اُن کا نام شیبہ تھا چونکہ وہ کثرت سے اچھے کام کرتے تھے، اس واسطے اُن کو شَیْبَۃُ الْحَمْد کہتے تھے، عبد المطلب اُن کا نام اس لئے پڑا کہ وہ چھوٹے تھے جب اُن کے والد کا انتقال ہوا ہے وہ مدینہ میں اپنی والدہ کے پاس رہتے تھے، پھر اُن کے چچا مُطّلِب جاکر ان کو مکّہ لائے یہاں کسی کو خبر نہ تھی کہ وہ اپنے بھتیجے کو لا رہے ہیں اُن کو جب مطلب کے ساتھ دیکھا سمجھے کہ مطلب کا کوئی نوکر یا غلام ہے لہٰذا عبد المطلب کہنے لگے رفتہ رفتہ اسی نام کی شہرت ہوگئی وہ فرزند ہاشم کے اُن کا نام عَمْرو تھا چونکہ وہ تمام مُحتاج کو روٹی توڑ کر ثرید بنا کر کھانا کھلاتے تھے اس لئے اُن کو ہاشم کہنے لگے یعنی توڑنے اور چُورنے والا اَبُو الْبَطْحَآء اور سَیِّدُ الْبَطْحَاء ان کے اعزازی القاب تھے وہ فرزند عَبدِ مَناف کے اُن کا نام مُغیرہ تھا قَمَرُ الْبَطْحَآء اُن کا لقب تھا کیونکہ وہ بہت جمیل تھے وہ فرزند قُصَیّ کے اُن کا نام زید تھا۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ اُن کا نام یزید تھا چونکہ والد کے انتقال کے بعد اپنے وطن سے دُور بنی قُضَاعَہ میں اپنی والدہ کے پاس مدت تک قیام رہا اس لئے ان کو قُصَیّ کہنے لگے یعنی دُور افتادہ، وطن آنے کے بعد انھوں نے اپنی قوم کو جو پراگندہ ہو چکی تھی جمع کرکے مکہ میں آباد کیا اس لئے ان کو مُجَمِّع بھی کہتے تھے۔ یعنی جمع کرنے والا وہ فرزند کِلَاب کے اُن کا نام حَکیم تھا چونکہ وہ شکار بہت کھیلتے تھے اور ہر وقت شکاری کُتّے اُن کے پاس رہا کرتے تھے، اس لئے ان کا نام کِلَاب پڑ گیا۔ وہ فرزند مُرّہ کے وہ فرزند کَعْب کے وہ فرزند غَالِب کے وہ فرزند فِہر کے۔ اکثر عُلمار کا قول ہے کہ فِہر کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے وہ فرزند مَالِک کے وہ فرزند نَضْر کے اُن کا نام قَیس تھا چونکہ وہ بہت جمیل تھے اور ان کے چہرہ پر ہمیشہ نَضَارت رہتی تھی اس لئے اُن کو نضر کہنے لگے۔ علامہ شعبیؒ اور بعض دوسرے عُلمار کا قول ہے کہ نَضْر کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے وہ فرزند کَنَانَہ کے وہ فرزند خُزَیمہ کے وہ فرزند مُدرِکہ کے وہ فرزند اِلیَاس کے وہ فرزند مُضَر کے وہ فرزند نِزَار کے وہ فرزند مَعَد کے وہ فرزند عَدنَان کے، یہاں تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسبِ شریف بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ میرے آبا و اجداد میں سے ہیں، علمائے کرام نے عدنان کے بعد سلسلۂ نسب بیان کرنے کو منع کیا ہے، حضرت عائشہ حضرت عَمرو بن العاص اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام تک سلسلۂ نسب مِلانے والوں کو جھوٹا کہتے تھے عبد اللہ بن مسعودؓ جب اس آیتِ شریفہ کی تلاوت کرتے تھے اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۃ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِھِمْ ۃ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ "کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں ہے جو تم سے پہلے گزرے ہیں قومِ نوحؑ کی اور عاد کی اور ثمود کی اور وہ دوسرے لوگ جو اُن کے بعد گزرے ہیں جن کی خبر بجز خدا کے کسی کو نہیں ہے" الخ تو اس طرح پر کہتے تھے کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ وَقَدْ نَفَی اللّٰہُ عِلْمَھَا عَنِ الْعِبَادِ عدنان سے اوپر سلسلۂ نسب کو بیان کرنے والے جھوٹے ہیں" یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں سے اس کے

Marfat.com

علم کو منتفی کردیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ اُن قوموں کا حال سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السّلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تسبیح کرنے میں مشغول تھا فرشتے اس نور کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ جب اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا اس نور کو آدمؑ کی پیٹھ میں ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے مجھکو زمین کی طرف آدمؑ کی پیٹھ میں نازل کیا، پھر مجھ کو نوحؑ کی پیٹھ میں منتقل کیا پھر ابراہیمؑ کی پیٹھ میں پھر ہمیشہ میں منتقل ہوتا رہا پاک پیٹھوں سے پاک رحموں میں یہاں تک کہ مجھ کو میرے ماں باپ سے نکالا جو کبھی حرام پر جمع نہیں ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۲۱۷ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۲۱۸ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِينَ ۲۱۹ (الشعراء)

یعنی اے نبی زبردست اور مہربان خدا پر بھروسہ رکھو جو تمہارے کھڑے ہونے کو جب تم کھڑے ہوتے ہو اور سجدہ کرنے والی جماعت میں تمہارے الٹ پلٹ کو دیکھتا ہے۔ ابن عباسؓ، عکرمہؓ اور مجاہدؒ سے ان آیاتِ شریفہ کی تفسیر اس طرح پر منقول ہے اَلَّذِيْ يَرَاكَ تَقُوْمُ بِالنُّبُوَّةِ وَيَرٰى تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ فِيْ اَصْلَابِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ نَبِيٍّ اِلٰى نَبِيٍّ حَتّٰى أَخْرَجَكَ نَبِيًّا فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یعنی اے نبی زبردست اور مہربان خدا پر بھروسہ رکھو، جو تمہارے نبوّت کا بوجھ لیکر کھڑے ہونے کو اور عبادت گزار موحّد بندوں کی پیٹھ میں ایک نبی سے دوسرے نبی تک تمہارے منتقل ہونے کو دیکھتا رہا ہے۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقیؒ اسی مضمون شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِيْمًا ۔۔۔ تَلَأْ لَأَ فِيْ جِبَاهِ السَّاجِدِيْنَا
تَنَقَّلَ فِيْهِمُوْ قَرْنًا فَقَرْنًا ۔۔۔ اِلٰى اَنْ جَآءَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَا

یعنی نورِ مبین کی شکل میں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوتے رہے وہ نورِ عظیم سجدہ کرنے والوں یعنی عبادت گزار بندوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا، ان عبادت گزار بندوں کی پیشانیوں میں وہ نور قرناً بعد قرنٍ منتقل ہوتا رہا یہاں تک حضرت خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چوتھا محسنہ خلقتِ نورِ نبوی کے بیان میں

اللہ تعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ کنزِ مخفی تھا اُس نے ارادہ فرمایا کہ اپنے اَسمائی اور صفاتی کمالات کو پردہ غیب سے عالمِ شہود میں ظاہر کرے پہلا تعیُّن جو اُس ذاتِ جَلَّ جلالہٗ میں ہوا وہ حقیقتِ نورِ احمدی ہے ازل سے ابد تک اس پر درود وسلام نازل ہو، جس وقت اس نورِ منظور کا ظہور ہوا عالمِ وجود نے آواز دی کہ اے عدم کے سونے والو بیدار ہو جاؤ ساقی مے خانہ نے جلوہ دکھایا۔

Marfat.com

رُوحی فداک ساقیٔ میخانۂ اَلست | مجھ کو بھی جام بادۂ منصور کا ملے
وہ جام جس کے مست شہ نقشبند ہیں | وہ جام جس سے راہِ فنا وبقا ملے
وہ جام جس کی بُو سے اُڑیں قدسیوں کے ہوش | وہ جام سلسبیل میں جس کا مزا ملے
وہ جام جس سے لالہ وگل میں ہے رنگ وبُو | وہ جام نیرِّین کو جس سے ضیا ملے
وہ جام جس سے خاتمہ بالخیر ہو نصیب | وہ جام جس کی بادہ کشی سے خدا ملے

ایک مدت تک وہ نور عالمِ غیب میں پھرتا رہا پھر اُس نور سے دس چیزیں بنائی گئیں ایک عرش، دوسرے کرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم، پانچویں آفتاب، چھٹے ماہتاب، ساتویں، دن، آٹھویں جنت، نویں فرشتے، دسویں رُوحِ پاک محمدی کو خلعت، خلقت کا پہنا کر چار ہزار سال اپنی تسبیح میں عرش پر مشغول رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ اُس نور سے چار حصّے لیکر چار چیزیں بنائیں ایک عرش، دوسرے کُرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم، پھر قلم کو حکم ہوا اُكْتُبْ يَا قَلَم یعنی اے قلم لکھ، قلم نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا لکھوں، حکم ہوا، میری توحید لکھ، قلم نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھا، پھر حکم ہوا، سب چیزیں لکھ، قلم نے عرض کیا کیونکر، ارشاد ہوا، ساری اُمتوں کا روزنامچہ اس طرح پر کہ ـــــــــ اُمَّةُ آدَم مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَى اللّٰهَ اَدْخَلَهُ النَّارُ اُمَّةُ نُوحٍ، اُمَّةُ اِبْرَاهِيمَ اُمَّةُ مُوسٰى اُمَّةُ عِيْسٰى اُمَّةُ مُحَمَّدٍ یعنی آدمؑ کی اُمّت میں سے جو اللہ کی فرماں برداری کرے گا اُس کو اللہ جنّت میں داخل کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اُس کو دوزخ میں ڈالے گا، اسی طرح نوحؑ کی اُمّت، ابراھیمؑ کی اُمت، موسیٰؑ کی اُمت، عیسیٰؑ کی اُمت اور محمدؐ کی اُمّت کے بارے میں لکھ، قلم نے موافق ارشاد کے لکھنا شروع کیا آدمؑ کی اُمت سے لے کر عیسیٰؑ کی اُمت تک سب کے متعلق یہی حکم لکھ دیا اور اس نے ارادہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے بارے میں بھی یہی حکم لکھ دے قلم کے ارادہ کرنے پر اس کو خطاب ہوا اے قلم ادب کر، ادب کر، یہ خطاب سُن کر قلم شق ہو گیا اور ایک ہزار سال تک ندامت اور شرمندگی کے باعث کانپتا رہا، پھر دستِ قدرت سے اس کو قط لگا اور ارشاد ہوا لکھ:
اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی امت گنہگار اور پروردگار آمرزگار ہے۔

ہے خیر الامم قوم خیر البشر کی | شرف جس نے پائے سدا کیسے کیسے
حبیبِ خدا ہی کا صدقہ ہے سارا | کرم کر رہا ہے خدا کیسے کیسے
ازل ہی سے چشمِ عنایت رہی ہے | مراتب ملے دیکھنا کیسے کیسے
مٹے اس کی رحمت سے ایک ایک کرکے | بڑے چھوٹے جرم وخطا کیسے کیسے
ہر امت کے بارے میں لوحِ بریں پر | قلم حکم لکھتا رہا، کیسے کیسے

Marfat.com

جنابِ محمد کی اُمت پہ آ کر | حوادث ہوئے رُو نما کیسے کیسے
برابر سمجھتے یہ اوروں کے اُس کو | وہ رنج و محن میں پھنسا کیسے کیسے
خطاب آیا فوراً، ادب کر ادب کر | یہ سنتے ہی رُو رُو دِیا کیسے کیسے

ضروری ہے اے زید حفظ مراتب
بنے جس سے اہلِ صفا کیسے کیسے

پھر ارادہ ہوا کہ اس نورِ مخزون کا جس سے آپ کی ذاتِ گرامی صفات کا ظہور ہونے والا ہے کوئی محافظ ہو، عالمِ ملکوت میں کسی کو اس بارِ امانت اٹھانے کے قابل نہ پایا ارادہ ہوا آدمؑ کو ترکیب دے کر یہ امانت اس کے سپرد کر دی جائے چنانچہ جبرائیل کو حکم ہوا کہ قدرے خاک پاک لاؤ، جبرئیل فرشتوں کی جماعت کو لے کر اترے اور اُس مبارک مقام سے جہاں اب آپ کا مدفنِ فیض مخزن ہے خاک پاک لے کر بصد اعزاز و تکریم ماء تسنیم سے گوندھ کر اُس کو تمام عالم عُلوی اور سفلی میں پھرایا تاکہ تمام مخلوق حقیقتِ محمدی سے واقف ہو جائے، پھر اس خمیر سے آدمؑ کا پتلا بنایا گیا اور وہ امانت اس کے سپرد کی گئی۔

دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند | گلِ آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
آسماں بارِ امانت نتوانست کشید | قرعۂ فال بہ نامِ منِ دیوانہ زدند

پھر روح کو ارشاد ہوا کہ آدمؑ کے رگ و ریشے میں داخل ہو جائے روح کو اپنی لطافت اور بدن کی کثافت دیکھ کر تامل ہوا لیکن جب اُس کی نظر نورِ محمدی کے جمالِ باکمال پر پڑی تو لاکھ تمنا سے زیب دہِ قالب ہوئی۔

قفسِ تن میں پھنس گئی جو رُوح
جلوہ فرما مقیّں کو دیکھا تھا

سیرۃ نبویہ میں ابن عساکرؒ سے نقل ہے اور وہ سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا پیام لا کر پہنچایا کہ اگر میں نے ابراھیمؑ کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ میں نے تم کو اپنا حبیب بنایا ہے مخلوقات میں ــــ تم سے گرامی تر میں نے کسی کو نہیں پیدا کیا ہے، میں نے دُنیا اور اہلِ دُنیا کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ تمہاری بزرگی اور منزلت کا علم سب کو ہو جائے، اگر تم نہ ہوتے میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا جناب عارف باللہ سیدی کرتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور کیا ہی خوب کہا ہے ؎

سَكَنَ الْفُؤَادَ فَعِشْ هَنِيًا يَا جَسَدْ | ذَاكَ النَّعِيْمُ هُوَا الْمُقِيْمُ اِلَى الْاَبَدْ
اَصْبَحْتَ فِيْ كَنَفِ الْحَبِيْبِ وَمَنْ يَكُنْ | جَارَ الْكَرِيْمِ فَعَيْشُهٗ عَيْشُ الرَّغَدْ
عِشْ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ تَحْتَ لِوَائِهٖ | لَا خَوْفَ فِيْ هٰذَا الْجَنَابِ وَلَا نَكَدْ

Marfat.com

یعنی مُبارک ہوا ے جَسدِ خاکی کہ نورِ محمدی کا تجھ میں ظہور ہوا تیرا دل اس نور کا مسکن بنا اب تو خوشی کی زندگی بآرام بسر کر، کیونکہ یہ نعمت تو ایسی نعمت ہے جو ہمیشہ ہی رہے گی اب تو تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ اور اُس کے پڑوس میں آگیا ہے اور جو شخص کسی کریم کے زیر سایہ آجاتا ہے اس کی زندگی بڑی راحت کی زندگی ہوتی ہے اے جسدِ خاکی اللہ کی اماں میں اس کے حبیب کے جھنڈے تلے آرام کی زندگی بسر کران کے جناب میں یعنی ان کی حضوری اور قرب میں نہ کسی قسم کا کوئی خوف ہے اور نہ کسی قسم کے خیر کی کوئی کمی ہے۔

حاکم اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب آنکھ کھولی عرش مجید پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ شریف لکھا ہوا دیکھا۔

چو آدم دیدہ بکشاد اوّل از فرش | نوشتہ دید اورا نام بر عرش
بہ پیش نامِ او بر خاک اُفتاد | ولے چوں خاکِ او شد پاک افتاد

ایک روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش بریں پر اللہ کے نام کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھا یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

رافت یہ محبّت کی بھی کیا ہے تاثیر | محبوب و مُحِب کی اِک جا ہے تصویر
نام اپنے کے پاس بے نشاں ذات نے واہ | محبوب کے نام کو کیا ہے تحریر

آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے میرے فرزند میرے بعد تم میرے خلیفہ ہوگے۔ قصرِ خلافت کو تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ کرو، جس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف بھی لیا کرو، میں نے اُن کا اسم شریف جبکہ میں مٹی اور روح کے مابین تھا عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا ہے، پھر میں عالمِ ملکوت میں پھرا میں نے وہاں کوئی جگہ نہیں پائی جہاں آپ کا اسم شریف لکھا نہ ہو۔ اور میرے پروردگار نے مجھ کو جنت میں بسایا، میں نے جنت کا کوئی قصر اور کوئی کمرہ ایسا نہ پایا جس پر آپ کا اسمِ شریف تحریر نہ ہو، میں نے آپ کا اسمِ شریف حوروں کے سینوں پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہٰی کے پتوں پر اور پردوں کے اطراف پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر لکھا دیکھا ہے، لہٰذا تم اُن کا ذکرِ شریف بہ کثرت کیا کرو فرشتے بھی ان کا ذکر شریف ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوّا نے اپنا مہر طلب کیا، آپ نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا ارشاد ہوا میرے حبیب محمد بن عبداللہ پر بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر حقِ مہر ادا کرو۔

کیوں نہ چھوٹے وہ رنج سے تجھ کو سلام جو کرے
کیا خوف اُسے حشر کا تجھ کو امام جو کرے

بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آدم علیہ السلام سے

Marfat.com

خطا سرزد ہوئی، انھوں نے بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ یارب بحق محمد میری خطا معاف فرما، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خطاب ہوا، اے آدم تم نے محمد کو کس طرح پہچان لیا وہ تو اب تک عالم وجود میں نہیں آئے ہیں۔ عرض کیا، اے میرے پروردگار، تو نے جب اپنی قدرت کاملہ سے بغیر ماں باپ کے مجھ کو پیدا کیا اور میرے جسد خاکی میں تو نے روح ڈالی اور میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو میں نے عرش مجید کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے پاس اسی ذات والاصفات کا نام لکھا ہے جو تمام خلقت میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے ارشاد ہوا، اے آدم تو سچ کہتا ہے یقیناً وہ مخلوق میں سب سے زیادہ میرے محبوب ہیں تم نے ان کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کیا ہے، میں تمہاری خطا معاف کرتا ہوں اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آدمؑ نے اس طرح دعا مانگی اے میرے پروردگار اس فرزند عالی قدر کے طفیل اس عاجز والد پر رحم فرما، ارشاد ہوا، اے آدم تو نے صرف اپنے ایک گناہ کے واسطے میرے حبیب کو شفیع کیا، اگر اہل آسماں اور زمین کے تمام گناہوں کے واسطے میرے حبیب کو شفیع لاتا میں تیری دعا قبول کرتا اور سب کے گناہ معاف کرتا۔

محمد کی تم شان دیکھو ذرا
خدا سے جب آدمؑ نے کی التجا
کہ یارب بحق محمد نبی
خطا بخش میری جو سرزد ہوئی
ہوا ان کو ارشاد رب العلا
دیا ہے یہ تو نے بڑا واسطہ
فقط اپنے اک جرم کے واسطے
تو کیوں اتنا مضطر ہے بندے میرے
اگر عرض کرتا جہاں کے لیے
گنہ بخشتا سب کے چھوٹے بڑے
لے سن مجھ سے تو مژدۂ جانفزا
کہ جا بخش دی میں نے تیری خطا

دُعا

عجب لطف مولیٰ کا ہے سربسر
گناہوں کی بخشش کا سامان کر
دعا مانگ تو بھی بہ صد التجا
کہ یارب بہ حق شہ دوسرا
گنہ بخش دے میرے چھوٹے بڑے
مجھے بھی بہ چشم کرم دیکھ لے
اگرچہ میں از حد سیہ کار ہوں
گنہ گار ہوں اور خطاوار ہوں
ہوئیں مجھ سے سرزد خطائیں بہت
دغاؤں پہ کی ہیں جفائیں بہت
مرے جرم و عصیاں ہیں گو انتہا
ترا لطف و احساں ہے حد سے سوا
مجھے نفس و شیطاں سے محفوظ رکھ
مجھے لطف سے اپنے محفوظ رکھ

Marfat.com

عبادت کروں تیری لیل و نہار — اطاعت کروں تیری لیل و نہار
رہوں ماسوی اللہ سے میں بے خبر — نہ ہو نفس و شیطاں کا مجھ تک گزر
ہمیشہ رہے دل میں تیرا خیال — رہے میری آنکھوں میں تیرا جمال
محبت میں سرشار دائم رہوں — میں جب تک جیوں اس پہ قائم رہوں
میں تجھ سے رہوں مجھ سے تو شادماں — ہمیشہ رہے مجھ پہ تو مہرباں
ہو فردوسِ اعلیٰ الٰہی نصیب — ہو دیدار تیرا الٰہی نصیب
میرے پیر بھی اور اُستاد بھی — میرے بھائی بند اور اولاد بھی
میرے والدین اور سب اقربا — بہشتِ بریں میں رہیں دائما
زن و مرد یارب مسلمان سب — ہوں جنت میں داخل فرح و طرب
بُلا کر وہاں سب کو مسرور کر — شرابًا طہورا سے مخمور کر
ملیں مجھ سے احباب سارے وہاں — کہ ملتے ہیں روزانہ جیسے یہاں

یہ ساری دُعائیں ہوں میری قبول
الٰہی بہ جاہِ جناب رسول

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

پانچواں محسنہ از ابتدائے حمل شریف تا ولادت شریف کے بیان میں

حمل شریف[1] سے پہلے آپ کے جدِ امجد عبد المطلب نے خواب دیکھا۔ سعید البیان میں لکھا ہے

---

[1] سیرت کی کتابوں میں ابتدائے حمل شریف کو گیارہ ماہ ذی الحجۃ الحرام یا یوم عاشورا دس ماہِ محرم الحرام لکھا ہے، یہی دو قول زیادہ مستند اور مشہور مانے گئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں لیکن اُن کو زیادہ قابلِ اعتبار نہیں سمجھا گیا ہے اور مدتِ حمل شریف جمہور علماء کے نزدیک پورے نو مہینے ہے بلکہ بعض علماء نے اس پر محققین کا اتفاق لکھا ہے اور ولادتِ با سعادت کا مہینہ جمہور علماء کے نزدیک ماہِ ربیع الاوّل ہے یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب تولد شریف کا مہینہ جمہور کے نزدیک ماہِ ربیع الاوّل ہے اور مدتِ حمل شریف نو مہینے ہے تو پھر ابتدائے حمل شریف ذی الحجہ یا محرم کا مہینہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ ذی الحجہ کی صورت میں حمل شریف کی مدت تین مہینے رہے گی اور محرم کی صورت میں یہ مدت صرف دو مہینے ہو گی، چنانچہ بعض علماء نے اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ مدتِ حمل شریف صرف تین مہینے ہے' باقی ۳۵

کہ شب جمعہ پنجم جمادی الآخرۃ کو عبد المطلب نے خواب دیکھا تھا، ابو نعیم دلائل النبوہ میں ابو طالب سے اور وہ اپنے والد عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجر میں سو رہا تھا، حجر بیت اللہ شریف کا وہ شمالی حصہ ہے جس پر چھوٹی دیوار بنی ہوئی ہے۔ اُس کو حطیم بھی کہتے ہیں یہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے عبد المطلب کہتے ہیں یہ عجیب وغریب خواب دیکھ کر میں گھبرا گیا اور فوراً میری آنکھ کھل گئی، میں اسی وقت قریش کی کاہنہ کے پاس گیا، اُس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کیا بات ہے جو اتنے گھبرائے ہوئے آئے ہو کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے میں نے اپنا خواب اُس سے بیان کیا کہ میں حجر میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک درخت اُگا، دوسری روایات میں آیا ہے کہ ایک درخت میری پیٹھ سے اُگا۔ وہ بہت جلد بلند ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اُس کی چوٹی آسمان کو پہونچ گئی اور اُس کی شاخیں تمام عالم پر پھیل گئیں۔

رَوضُ الأُنُف کی روایت میں ہے کہ عبد المطلب نے خواب میں دیکھا میری پیٹھ میں سے ایک

بقیہ حاشیہ صـ ۳۴

یا دو مہینے ہے اور بعض علماء نے اس اشکال کی وجہ سے ولادت شریف کا مہینہ رمضان شریف یا شوال المکرم کا مہینہ قرار دیدیا ہے، لیکن جمہور علماء نے ان اقوال کو ہرگز قابل اعتنا نہیں سمجھا ہے۔

اگر کوئی شخص عرب کے احوال پر نظر ڈالے تو یہ اشکال بہت آسانی سے رفع ہوجاتا ہے۔ عرب ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب الفرد کو اشہر حُرُم کہتے تھے یعنی احترام کے مہینے۔ وہ ان چار مہینوں کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ان مہینوں میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے تھے، اگر ان کو کسی خاص وجہ سے ان مہینوں میں سے کسی مہینہ میں لڑائی کی ضرورت پیش آجاتی تھی تو وہ اُس احترام والے مہینہ کو کسی دوسرے غیر احترام والے مہینہ سے بدل دیا کرتے تھے، اس صورت میں یہ دوسرا مہینہ ہر طرح سے محترم مہینہ ہوجاتا تھا۔ کیا باعتبار نام کے اور کیا باعتبار احترام کے، عرب میں ایک تو یہ طریقہ رائج تھا اور ایک دوسرا طریقہ ان میں ہر تیسرے سال ایک لوند کا مہینہ بڑھانے کا تھا جیسا کہ ہندوستان کے ہندو کرتے ہیں۔ یہ طریقہ عرب اس لئے کرتے تھے کہ حج ایک ہی موسم میں رہا کرے، چونکہ قریش کی گزراوقات تجارت پر تھی، سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف ان کے قافلے جاتے تھے اور حج کا انتظام اور حاجیوں کی خدمت بھی اُن کے سپرد تھی اس لئے وہ ہر تیسرے سال ایک مہینہ بڑھا کر حج کو ایک ہی موسم میں رکھتے تھے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے اب کوئی اشکال باقی نہیں رہتا جس سال آپ کا حمل شریف رہا ہے اس سال عرب کی بعض مصلحتوں کی بنا پر جمادی الآخرہ کا مہینہ ذی الحجۃ الحرام یا محرم الحرام کا مہینہ بن گیا تھا، ذی الحجہ کی صورت میں گیارہ یا بارہ تاریخ تھی اور محرم کی صورت میں دسویں تاریخ تھی هٰذَا مَا قَالَهُ الْعُلَمَاءُ وَمَا ظَهَرَ لِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

Marfat.com

چاندی کی زنجیر نکلی اور وہ بڑھتی گئی اُس کا ایک سرا آسمان پر پہونچ گیا اُس زنجیر میں سے اور بہت سی زنجیریں نکل کر چاروں طرف دُنیا پر چھاگئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ زنجیر درخت کی صورت میں تبدیل ہوگئی اُس درخت میں اتنا نور تھا کہ آفتاب کا نور اُس کے سامنے کوئی شئے نہیں میں نے عرب و عجم یعنی سارے عالم کو اس کی طرف سجدہ کرتے دیکھا۔ لحظہ بہ لحظہ اس درخت کی عظمت اور ارتفاع اور نور میں زیادتی ہوتی جاتی تھی کبھی وہ مخفی ہوتا تھا اور کبھی ظاہر ہوجاتا تھا، میں نے قریش کی ایک جماعت دیکھی جو اس کی شاخوں کو پکڑ کر لٹکی ہوئی تھی اور ایک دوسری جماعت دیکھی جو اُس کے کاٹنے کا ارادہ کرتی تھی، جب وہ اس ارادہ سے درخت کے پاس پہنچتی تھی تو ایک بڑا ہی وَجیہ خوبصورت مُعَطّر جوان کہ اس جیسا وجیہ اور تشکیل اور مُعَطّر شخص میں نے ہرگز کوئی نہیں دیکھا ہے اس جماعت کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر رکھدیتا تھا۔ اور اُن کی آنکھیں پھوڑ دیتا تھا، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تاکہ اس درخت میں سے اپنا نصیبہ لے لوں لیکن میں کچھ نہ لے سکا میں نے اس جوان سے دریافت کیا کہ اُس درخت سے کون بہرہ مند ہوگا اُس نے کہا وہی لوگ جو اُس سے لٹکے ہوئے ہیں اور تم سے پہلے اس تک پہنچ چکے ہیں وہی اس سے متمتع ہوں گے۔

عبدالمطلب اس خواب کو بیان کرکے کاہنہ سے بولے اس خواب کی وجہ سے میں گھبرا کر تمہارے پاس آیا ہوں تم اس کی تعبیر بتاؤ۔ اس خواب کو سُن کر کاہنہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر وہ سنبھل کر بولی اگر تمہارا خواب سچ ہے تو تمہاری نسل میں سے ایک ایسے آدمی کا ظہور ہوگا جو تمام عالم کا مالک ہوگا، لوگ اُس کے دین پر ہوں گے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اُس نے کہا اُس کا دین تمام اَدیان کا ناسخ ہوگا اور اس کا نور آفتاب کے نور سے بھی روشن تر ہوگا وہ نور بڑھتا جائے گا اور تمام عالم کو گھیر لے گا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

کیوں نہ ہو دِن بدن زیادہ وہ نور
جس کے ناخن کا ماہِ نو ہے ظہور

ابوطالب کہتے ہیں کہ اس خواب کو بیان کرنے کے بعد عبدالمطلب نے مجھ سے کہا شاید وہ شخص تمہاری ذات ہو، راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بعثت کے بعد جب ابوطالب اس خواب کو بیان کرکے اپنے والد کے مقولہ کو نقل کرتے تھے تو اس طرح پر کہا کرتے تھے قسم ہے خدا کی وہ درخت ابوالقاسم الامین ہی کی ذاتِ گرامی ہے صلی اللہ علیہ وسلم، ابوطالب سے پوچھا گیا جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم ایمان کیوں نہیں لے آتے وہ بولے کہ صرف ننگ و ناموس کی وجہ سے رُکا ہوا ہوں لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑھاپے میں آکر اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ دیا اور اپنے بھتیجے کا پیرو بن گیا۔

Marfat.com

جب آپ کے ظہور کا وقت قریب ہوا اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آپ گلستانِ ارواح سے خیابانِ
انتباح پر گزر فرمائیں، آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد
کہنا شروع کیا، معالمِ جبروت اور مجامعِ قدسِ ملکوت کو معطر کیا گیا، محافظوں کو حکم ملا کہ جنتوں کے
دروازے کھول دو اور اُن کو از سرِ نو آراستہ و پیراستہ کرو کیونکہ اب وہ دُرِّ یتیم مکنون اور
وہ نورِ مبین مخزون جس سے پیغمبر آخرِ زماں وجود میں آنے والے ہیں صدفِ بطنِ بی بی آمنہ میں قرار
پانے والا ہے۔

بہارِ روضۂ رضواں تمہارا جلوۂ رُو ہے
کہ فخرِ گل ہے عارض رشک سنبل جعد گیسو ہے

پیر کی رات تھی اور ماہ جمادی الآخرہ کی بارہ تاریخ تھی کہ وہ نور جو مادۂ صورتِ محمدیہ تھا جناب
عبداللہ سے بی بی آمنہ کو منتقل ہوا۔

برج حمل میں مہر مبیں جلوہ گر ہے آج
مت شبہ لاؤ اس میں کہ ظاہر اثر ہے آج

اس رات زمین پر جتنے بُت تھے اور بادشاہوں کے جتنے تخت تھے سب سرنگوں ہوئے۔
مشرکوں اور کاہنوں کا جادو دُور ہوا، شیاطین گمراہ کرنے سے باز رہے ابلیس کے تخت کو فرشتوں
نے دریا میں ڈبو دیا، اُس نے اپنی بدنصیبی پر رونا شروع کیا۔

باطل نہ کیوں مٹے کہ یہاں حق نمود ہے
وہ حق کہ جس پہ حق سے سلام و درود ہے

حضرت جبریلؑ نے رب جلیل کے فرمان سے سبز رنگ کا علم لا کر بیت اللہ شریف پر نصب کر دیا اور
کہا یہ نشان پیغمبر آخر زماں کا ہے۔ جو قیامت میں سب کا شفیع ہوگا، اُس رات ساری زمین منور
ہو گئی۔ ہر جانور نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی کہ آج کی رات حبیبِ رب العالمین سید الانبیاء والمرسلین
کا حمل رہا جو سارے عالم کا امام ہوگا۔ اس رات بی بی آمنہ کو خواب میں فرشتہ نے کہا اے آمنہ تم کو
مبارک ہو کہ تمہارے بطن میں نبی آخر زماں صاحب کتاب و معراج ہے اور آپ نے خواب میں دیکھا
کہ میرے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بُصریٰ کے محل جو ملک شام کی سرحد پر واقع ہے روشن ہو گئے۔

بہ شب یاں جلوہ فرما کون سا شعلہ شرارا ہے
کہ جس کے نور سے از مکہ تا شام آشکارا ہے

احمد طبرانی، بیہقی، ابن سعد، ابونعیم اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنے متعلق ہم کو کچھ بتائیں، آپ نے فرمایا میں ابراہیمؑ کی دُعا

Marfat.com

اور بھائی عیسیٰ کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے جب وہ مجھ سے حاملہ ہوئیں خواب میں دیکھا کہ اُن کے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بُصریٰ کا شہر روشن ہو گیا۔

خاکِ پا ہوں میں ایسے حضرت کا
تاج ہے جو سرِ رسالت کا
تختِ پیغمبری کی زینت ہے
زیب ہے افسرِ نبوّت کا
اُس کے باعث ظہورِ عالم ہے
ہے وہ موجب جہاں کی خلقت کا
ماہ ہے چرخِ اصطفا کا وہ
مہر ہے آسمانِ رفعت کا
حق ہے صانعِ جہاں ہے مصنوع
پر سبب وہ ہوا ہے صنعت کا
دُرِّ بخشش جو ہے اُسی سے ہے
بحرِ موّاج ہے وہ رحمت کا
واہ رے صاحبے کرہے گا وہ
ہر جگہ خیر خواہ اُمّت کا
اُس کا میدانِ نعت کیا ہو طے
کہ قدم یاں قلم ہے طاقت کا
رافتا ہو خموش ادب سے بیٹھ
یہ نہیں ہے مقامِ جرأت کا
ہاں مگر عرضِ مطلب اُس سے کر
کہ وہ دریا ہے اک سخاوت کا
یا امامِ رُسل نبیَّ اللہ
جام دے مجھ کو اپنی اُلفت کا
ہے تو ہی ساقیِ شرابِ طہور
مست کر بادۂ محبت کا
ساتھ اپنے بلا حساب و کتاب
کیجو سائر ریاضِ جنّت کا
دو جہاں میں عزیز رکھ مجھ کو
دینے والا تو ہی ہے عزّت کا

تیرا فِدوی ہوں رکھ نگاہِ کرم
میرے والی تو ہی ہے رافت کا

اس سال بہ سببِ کرامت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام رُوئے زمین کی مستورات بیٹوں سے حاملہ ہوئیں، جب حمل شریف دو مہینے کا ہوا، آپ کے والد ماجد جن کا اسمِ گرامی عبداللہ تھا انتقال فرما گئے۔ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا، فرشتوں نے بارگاہِ بے نیاز میں عرض کیا اے پروردگار برتر و دانا تیرے نبی کے والد انتقال کر گئے، اب وہ یتیم ہو گئے ارشاد ہوا میں خود ان کا محافظ اور مددگار ہوں، جب حمل شریف کو چھ مہینے گزرے آپ کی والدۂ شریفہ کو خواب میں فرشتہ نے کہا اے آمنہ تم کو بشارت ہو کہ خیر العالمین سے تم حاملہ ہو جب وہ پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا۔

جب حمل شریف کو پورے نو مہینے ہوئے فجر یعنی صبح صادق کے وقت پیر کے روز بارہ ماہ مبارک ربیع الاوّل کو سالِ فیل میں نوشیرواں عادل کے زمانۂ حکومت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ

Marfat.com

سو ستر برس بعد، اس مہر سپہر نبوت، ماہِ سمار رسالت نے بُرج حمل سے قدوم میمنت لزوم باہر لا کر مطالعِ فلک سعادت سے نورِ شہود دکھا کر زمین اور زماں کو منور اور مشرف فرمایا۔

ہے غلط کہیئے اگر پیدا وہ مہ پارا ہوا —— چاند شرمندہ ہوا جب جلوہ گر پیارا ہوا

قطعہ

وقت آیا ہے خوشی کا دوستو! — نورِ حق کی ضوفشانی دیکھ لو
اُٹھ کھڑے ہو دست بستہ سب کے سب — سر جھکا کر دل میں ہو پورا ادب
پھر محبت سے پڑھو اُن پر سلام — تم پہ ہو رحمت خدا کی صبح و شام

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

چھٹا مخمسہ در عرضِ سلام بہ حضور خیرُ الاَنام علیہ الصلوٰۃ والسّلام

السّلام اے حضرتِ خیر الانام — السلام اے سرورِ عالی مقام
السّلام اے رونقِ شرعِ متیں — السلام اے گوہرِ بحرِ یقیں
السلام اے ہادیٔ جن و بشر — السلام اے سیّدِ اَعلٰی گہر
السلام اے چشمۂ آبِ حیات — السلام اے دادخواہِ کائنات
السلام اے صدرِ بزمِ انبیا — السلام اے شافعِ روزِ جزا
السلام اے کارسازِ مذنبیں — السلام اے رحمۃٌ للعالمیں
السلام اے صاحبِ خلقِ عظیم — السلام اے مخزنِ لطفِ عمیم
السلام اے مصدرِ سرِّ نہاں — السلام اے جانِ جانِ کل جہاں
السلام اے گل بنِ باغِ قدم — السلام اے ابرِ فیضانِ کرم
السلام اے رہنمائے اصفیا — السلام اے نورِ پاکِ کبریا
السّلام اے آفتابِ سروری — السلام اے ماہتابِ برتری
السلام اے شہریارِ دین پناہ — السلام اے بادشاہِ عزّ و جاہ
السلام اے معدنِ ہر مکرمت — السلام اے منبعِ ہر مرحمت
السلام اے چارہ سازِ بیکساں — السلام اے شاہبازِ لامکاں
السلام اے جانِ عاشق رادوا — السلام اے بدرِ عالَمِ مصطفا
مصطفا و مجتبیٰ سرورِ توئی — پیشوا و مقتدا رہبر توئی

Marfat.com

ہر دو عالم از وجودت بار یافت | دیدہا از نورِ تو انوار یافت
لطف فرما حالِ مہجوراں نگر | سُوئے مُشتاقاں خدا را یک نظر

بر روانت صد درود و صد سلام
اے رسولِ پاک و اے خیر الانام

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

ساتواں محسنہ ولادت شریف کے بیان میں

مَرحبا کہ ایسا ماہِ خوش نما مَطلعِ غَیب سے طلوع ہوا اور حَبّذا کہ ایسا آفتابِ جہاں تاب اُفقِ بے عیب سے شُیُوع ہوا، کُفر کی ظُلمت اسلام کے نور سے اور دل کی کدورت شُعلۂ عرفاں سے تبدیل ہوئی۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ ہر جانب اُجالا تھا

ایام کی شقاوت اور زمانہ کی نحوست سعادت اور برکت سے مُبدّل ہوئی

آپ نے جب یاں قدم رنجہ کیا | اپنے چہرہ سے طلوع اک مہ کیا
دفع کی ظلمت کدورت یہ کہ واہ | سب کا سب دفتر ہی پھیلا تہ کیا

فلک الافلاک کی بلندی سے نقطۂ خاک کی پستی تک تاریکی کا نشان باقی نہ رہا۔

کیوں کہ کہوں وہ ماہ ہے' ماہ میں کب یہ نور ہے
اور ہی کچھ یہ شان ہے اور ہی کچھ ظہور ہے

روض الانف میں فاطمہ والدہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ولادت شریف کے وقت میں موجود تھی، جس وقت آپ تولّد ہوئے سارا گھر پُر نور ہو گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھ کو خیال ہوا کہیں مجھ پر نہ آ پڑیں۔

بصورتِ تو نگارے نیافرید خُدائے
ترا کشیدہ ز دست از قلم کشید خُدائے

ابن سعدؓ آپ کی والدہ شریفہ سے روایت کرتے ہیں جس وقت آپ تولّد ہوئے اس وقت میرے پیٹ سے ایک نور نکلا جس سے بصریٰ تک روشن ہو گیا۔

واضح رہے حمل شریفؐ کی رات کو آپ کی والدہ شریفہ نے خواب میں بطنِ مبارک سے

Marfat.com

نور کو نکلتے دیکھا تھا اور تولد شریف کی رات کو بیداری میں اپنی آنکھوں سے نور کو نکلتے دیکھا ہے۔

حضرت عباسؓ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غزوہ تبوک سے واپسی پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کرتے ہیں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَ .... رْضُ وَضَآءَ تْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَآءِ وَفِي النُّـ .... وْرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَسْتَبِقُ

یعنی جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور تمام آفاق منوّر ہوگئے ہم اس روشنی اور نور کی بدولت رشد اور ہدایت کے راستوں پر ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ کی والدہ شریفہ فرماتی ہیں ولادت شریف کے بعد آپ پر جب میری نظر پڑی میں نے آپ کا سرِ مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا دیکھا۔ آپ کے ایک ہاتھ کی مٹھی بند تھی صرف ایک انگلی اٹھی ہوئی تھی گویا آپ اشارہ فرمارہے تھے، پھر آپ نے اپنا سرِ مبارک زمین پر رکھ دیا گویا آپ سجدہ فرمارہے تھے۔

روایت کردہ اند اہلِ فضائل .... ز اُمِّ پاکِ آں والا شمائل

چو آمد در وجود آں گوہرِ جُود .... اشارت کرد اوّل سوئے معبود

نظر فرمود آنگو سوئے افلاک .... وزاں پس در سجود افتاد بر خاک

چو سر بہرِ خدا بر خاک بنہاد .... ز عزّت پائے بر افلاک بنہاد

بہ طفلی سجدہ بر روئے زمیں کرد .... بہ پیری سیر بر عرش بریں کرد

ہمایوں سجدہ رمزِ سعادت .... مبارک تاجِ صد عزّ و کرامت

الٰہی رحمتت بر حضرتِ وے

الٰہی صد سلام از ما بپائے

شفاء والدہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کی ولادت شریف میرے ہاتھ پر ہوئی، جس وقت آپ تولد ہوئے اور آپ نے آواز کی اُس وقت میں نے کسی کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہتے سُنا یعنی آپ کو کسی نے غیب سے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور تمام عالم میرے سامنے منور ہوگیا یہاں تک کہ میں نے روم کے یعنی مُلک شام کے بعض قصور دیکھ لئے، اُس رات تمام دنیا کے اصنام مُنہ کے بَل جا پڑے، یہود کے علماء نے اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ آج کی رات پیغمبرِ آخر زماں کی ولادت ہوئی ہے۔

اِنسان العیون میں لکھا ہے کہ تین دن تک کعبہ معظمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

Marfat.com

کی خوشی سے ہلتا رہا۔ اور تاریخ الخمیس میں عبدالمطلب سے نقل ہے کہ شبِ تولد شریف کو میں طواف کر رہا تھا نصف شب گزرنے کے بعد میں نے کعبۂ معظمہ کو مقامِ ابراہیم کی طرف سجدہ کرتے دیکھا اور میں نے تکبیر کی آواز اللہ اکبر اللہ اکبر سُنی، اور پھر میں نے یہ کہتے سنا کہ اب مشرکوں کی نجاست اور جاہلیت کی ناپاکی سے پاک ہوا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سب اصنام جو بیت اللہ شریف کے چاروں طرف نصب تھے گر پڑے، میں نے ہُبَل پر نظر ڈالی جو سب سے بڑا بت تھا اُس کو میں نے حجر میں گرتے دیکھا اور کسی کو کہتے سنا کہ اچھی طرح سُن لو، آمنہ سے محمد پیدا ہوئے ہیں، صاحب ہمزیہ کہتے ہیں ؎

وَمُحَيًّا كَالشَّمْسِ مِنْكَ مُضِيءٌ	أَسْفَرَتْ عَنْهُ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِيْ كَانَ لِلدِّيْـ.........	ـنِ سُرُوْرٌ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءُ
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ	وُلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَنَاءُ

یعنی آپ کا چہرۂ مبارک جو مثل آفتاب کے چمکدار اور روشن ہے مبارک رات میں ظاہر ہوا، وہ مبارک رات شبِ میلاد ہے، اُس دن سے دینِ حنیف کو مسرت حاصل ہوئی اور وہ سرسبز وشاداب ہوا اور ہاتفوں کی مسلسل بشارتیں سُننے میں آئیں کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے اور شایانِ شان بھی یہی ہے کہ آپس میں بشارت دی جائے۔

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں عرب میں رواج تھا جب کوئی بچہ رات کے کسی حصہ میں پیدا ہوتا تھا اس پر برتن ڈھانک دیا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے بعد برتن ہٹا کر بچے کو دیکھا کرتے تھے آپ کی جب ولادت شریف ہوئی تو آپ پر بھی ایک بڑا کونڈا ڈھانک دیا گیا تھا، سورج نکلنے کے بعد جب آپ کو دیکھنے آئے تو دیکھا گیا کہ وہ کونڈا بیچ میں سے شق ہو گیا تھا اور آپ آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

خصائصِ کبریٰ میں عکرمہؓ سے روایت ہے کہ ولادت شریف کے بعد آپ کی والدہ شریفہ نے آپ پر بڑا کونڈا ڈھانک دیا تھا۔ وہ کونڈا بیچ سے پھٹ گیا تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا تو آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

آمد آمد تھی یہ کس ذی جاہ کی	دھوم تھی افلاک پر کس ماہ کی
منتظر تھی جس کی ساری کائنات	ذاتِ اقدس تھی رسول اللہ کی
چونکہ زینت کی تھی اہلِ چرخ نے	آسماں پر یوں نظر تھی شاہ کی

بی بی آمنہ نے جب اپنے جگر پارے اور آنکھ کے تارے کو نور کا لباس پہنے اور اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا کا تاج سر پر رکھے دیکھا تو زبان ساتھ حمد باری تعالیٰ کے کھولی اور شکرِ حق

Marfat.com

بجا لائیں۔

ہم حسن و جمال بے نہایت داری | ہم جود و کرم بغایت داری
ہم حسن ترا مسلّم و ہم احساں | محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت آپ کے سر مبارک پر ابر چھا گیا، اس ابر میں عجیب نور تھا، اور اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پروں کے پھڑ پھڑانے اور بات کرنے کی آواز سنی گئی وہ ابر آپ کو اٹھا کر لے گیا اس وقت ایک آواز سنی گئی کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کے چاروں طرف پھراؤ تاکہ ساری خلقت آپ کو پہچان لے اور آپ کو انبیائے کرام کے اخلاق اعلیٰ اور تمام پیغمبروں کے اوصافِ حسنیٰ سے متصف کرو۔

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی والدۂ شریفہ فرماتی ہیں، تھوڑی دیر کے بعد آپ کو میرے پاس لائے میں نے آپکے چہرۂ مبارک کو دیکھا وہ بدرِ کامل کی طرح چمک رہا تھا اور آپ سے بہترین خوشبو آ رہی تھی جس سے تمام مکان مہکا ہوا تھا۔

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتانِ آذری | ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام | بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

کسریٰ کا محل جو بہت مضبوط بنا ہوا تھا آپ کے جلالِ باکمال کی ہیبت سے پھٹ گیا اور اس کے بائیس کنگروں میں سے چودہ کنگرے گر پڑے جس کی آواز سترہ کوس تک سنی گئی۔

ہوئے مکہ میں پیدا اور کیا شق قلعہ کسریٰ — سمجھ رافت ظہورِ ہیبتِ حق اس کو کہتے ہیں

کسریٰ کے محل کا پھٹنا اور اس کے چودہ کنگروں کا گرنا بہ لسانِ حال یہ بتا رہا تھا کہ اب اس سلطنت کے خاتمہ کا وقت قریب آ گیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت شریف سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک ایران کے تخت پر چودہ بادشاہ بیٹھے یزدجر پسر شہریار جو اس سلطنت کا آخری بادشاہ تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور اس طرح کسریٰ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔

اس رات فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار برس سے جل رہی تھی اور وہاں کے لوگ اس میں مشک اور عنبر ڈال کر پوجتے تھے، بجھ گئی۔ اور بحیرۂ ساوہ جو رَے اور ہمدان کے مابین واقع تھا خشک ہو گیا، آتش پرستوں کے بڑے پیشوا نے جس کو موبذان کہتے ہیں خواب میں دیکھا کہ سرکش اونٹ عربی گھوڑوں کو ہنکائے ہوئے دریائے دجلہ کو پار کر کے ملک فارس میں پھیل گئے۔ ان واقعات سے ایران میں ہل چل مچ گئی۔ شاہ سے لے کر گدا تک سب سمجھ گئے کہ آج کی رات کوئی

Marfat.com

عظیم الشان واقعہ پیش آیا ہے اور اب اس سلطنت کی تباہی کا وقت آن پہنچا ہے۔
آپ کی ولادت شریف سے پہلے سرزمین عرب میں بلا کا قحط تھا، کیا انسان اور کیا حیوان سبھی فاقوں کے ہاتھ جاں بلب تھے۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے رکھتے ہی دریائے رحمت نے جوش مارا، ابرِ رحمت کی گھٹائیں سارے ملک پر چھا کر اس کثرت سے برسیں کہ پہاڑ اور جنگل سیراب ہو گئے مُردہ زمین میں جان آئی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا۔

ابرِ رحمت کا اگر قطرہ فشاں ہو تو زمین
کیوں نہ سر سبز ہو ہر نخل کو فرحت آئے

نیم جانوں کی عید بر آئی قحط کے عذاب سے اُن کو نجات ملی خوش ہو کر انھوں نے اس سال کا نام "سَنَةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاجِ" رکھا اور ایک روایت میں ہے سَنَةُ الْفَرَحِ وَالْاِبْتِهَاجِ یعنی کشائش اور مسرت کا سال، سبحان اللہ تولد شریف کا سال ایسا میمون اور مسعود اور مہینہ ربیع از ہر ربیع کہتے ہیں بہار کو اور آپ خود از سر تا پا رحمت باری، نورٌ علیٰ نور،

زروئیش ماہ و سالش سبزہ زار است
بہار اندر بہار اندر بہار است

عبد المطلب تولد شریف کے مژدۂ جاں نثار کو سن کر بہت خوش ہوئے فوراً آپ کے دیکھنے کو آئے، آپ کی والدہ شریفہ نے اُن سے وہ تمام واقعات بیان کئے جو ولادت شریف کے بعد ظاہر ہوئے عبد المطلب نے کہا میرے فرزند کو مجھے دکھاؤ، پھر بڑی محبت سے آپ کی جَبِینِ مُبِیْن کا بوسہ لیا اور آپ کو گود میں لے کر بیت اللہ شریف لے گئے پھر عبد المطلب نے بہت اونٹ ذبح کئے۔ اور اہلِ مکہ کو کھانا کھلایا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانا عقیقہ کا تھا جو ساتویں دن ہوا تھا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ناف بُریدہ ختنہ کردہ اور مُصفّٰا پیدا ہوئے تھے۔

بریدہ ناف بیروں شد زِ پردہ | زِ مادر نیز آمد ختنہ کردہ

آپ کی والدہ شریفہ کو خواب میں بشارت ہو چکی تھی اور آپ کے جدِ امجد نے بھی عظیم الشان خواب دیکھا تھا اس لئے انھوں نے آپ کا اسم شریف محمد رکھا، قریش کے سر برآوردہ اور بڑے بوڑھوں نے عبد المطلب سے کہا تم نے اپنے پوتے کا نام محمد کس واسطے رکھا۔ تمہارے باپ دادا میں کسی کا بھی یہ نام نہ تھا اور نہ تمہاری قوم میں کسی نے آج تک یہ نام رکھا ہے، آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ نام اس وجہ سے اپنے بچے کا رکھا ہے کہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر اس کی مخلوق ان کی تعریف کرے۔

بات عبد المطلب نے کیا کہی | خلق پھر سچ کہتی ہے وہ الہام ہے
رب کریں تعریف اور بندے کریں | اس لئے رکھا محمد نام ہے

Marfat.com

معلوم ہونا چاہیئے کہ لفظ مبارک محمد بابِ تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، روض الأنف میں لکھا ہے کہ یہ اسم شریف صفت سے منقول ہے لہٰذا اس کے معنیٰ ہیں مُدِحَ كَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ یعنی جس کی مدح بار بار کی گئی ہو یہ مبارک نام ابتداءً آپ ہی کا رکھا ہے اور حسن معنوی مناسبت سے رکھا گیا ہے وہ کتنا درست آیا ہے صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حِيْنٍ وَّاٰنٍ حسّان بن ثابتؓ جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدّاح اور شاعر تھے اور جن کے واسطے مسجد شریف نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر رکھواتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر مدحیہ قصائد آپ کو سناتے تھے آپ کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهٖ ۔۔۔ إِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ
وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ۔۔۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اپنے نبی کے نام کو ملا دیا ہے جبکہ مؤذّن پانچوں وقت اشھد کہتا ہے اور اللہ نے آپ کی تعظیم اور تکریم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے نام میں سے آپ کا نام نکالا ہے، خداوند عرش محمود ہے اور یہ ذات والا صفات محمدؐ ہے، یعنی حق تعالیٰ کی حمد و ثنا سب کرتے ہیں اور وہ محمود ہے کیونکہ جس کی تعریف کی جائے وہ محمود ہے اور لفظ محمود میں سے واؤ ہٹا دو تو لفظ مبارک محمد نکل آتا ہے۔

ثُوَیبہ اسلمیہ نے آپ کے تولد شریف کی مبارک خبر جا کر ابولہب کو سنائی اس نے خوش ہو کر ثویبہ کو آزاد کر دیا، اس خوشی منانے کا یہ اثر ہوا کہ ہر پیر کو دوزخ میں ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

امام القراء حافظ ابن جزریؒ کہتے ہیں جبکہ ایک کافر کو آپ کے تولد شریف کی خوشی منانے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو پھر اگر ایک موحّد مسلمان آپ کے شب تولد کو خوشی کا اظہار کرے اور آپ کی محبت میں خیرات و مبرات کرے تو یقین ہے کہ مولائے کریم اس کو اپنے فضل عمیم اور جنات عظیم میں داخل کرے گا۔

جو دل سے پردۂ غفلت ہو دُور آپ سے آپ ۔۔۔ نصیب دل ہو دوام حضور آپ سے آپ
کھلے گا داغ محبت ضرور آپ سے آپ ۔۔۔ اس آفتاب کا ہو گا ظہور آپ سے آپ
ہمارا مزرع دل تو نہیں ہے لائق نذر ۔۔۔ مگر قبول کرے برق طور آپ سے آپ
ترے خیال میں آنکھیں ہیں خود بخود روشن ۔۔۔ ہے تیرے ذکر میں دل کو سرور آپ سے آپ
بہ سانِ سایۂ دیوار تیرے کوچہ میں ۔۔۔ نہ ہوں گے ہم درِ دولت سے دُور آپ سے آپ

Marfat.com

حبیبِ حضرت موسیٰ محبّ احمد ہے　　　احد کو ڈھونڈتی ہے برق طور آپ آپ

مفسرین نے وَالضُّحٰی (1) وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی (2) لکھا ہے ضحٰی سے وہ چاشت کا وقت مراد ہے جس میں کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا تھا اور لیل سے وہ رات مراد ہے جس میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف ہوئی ہے حضرت جعفر صادقؓ سے منقول ہے کہ لیل سے مراد شبِ معراج شریف ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ ضحٰی سے مراد آپ کا روئے انور ہے اور لیل سے مراد آپ کے گیسوئے معنبر ہے

والضحٰی رمزے زروئے ہمچو ماہِ مصطفیٰ　　　معنیِ وَاللَّیل گیسوئے سیاہِ مصطفیٰ

بعض علماء نے کہا ہے کہ شبِ قدر ایک بہت مبارک رات ہے اس رات اللہ کی رحمتیں اور اس کے فرشتے آسمان پر سے نازل ہوتے ہیں اُمّتِ محمدیہ میں سے جو شخص اس مبارک رات کو پالیتا ہے وہ صاحبِ قدر اور منزلت ہو جاتا ہے لیکن آپ کی اُمّت کے لئے شبِ ولادت شریف اس سے بھی اعلیٰ و اشرف ہے کیونکہ آپ ہی کے طفیل یہ قدر کی رات امّتِ محمدیہ کو ملی ہے اور اس کے سوا کیا کیا مراتب ملے ہیں اور آپ کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہے کیا اوّلین اور کیا آخرین۔

تو ہستی ذاتِ پاک و عین رحمت　　　توئی پیوستہ اندر عین قربت
بہ صورت برتر از کون و مکانی　　　تمامت واصلاں را جانِ جانی
بحر دار و چراں تو شاہے چوں نگردد　　　کہ بریادِ تو برگردوں بگردد
ز شوقت آفتاب از ذوق گرداں است　　　کواکب نیز سرگرداں و حیراں است

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　　عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

آٹھواں محسنہ رضاعت اور شقِ صدر کے بیان میں

آپ کی والدہ شریفہ نے آپ کو سات دن یا نو دن دودھ پلایا، پھر ثُوَیْبَہ اسلمیہ نے حلیمہ سعدیہ کے آنے تک تقریباً چار مہینے دودھ پلایا اور پھر حلیمہ سعدیہ نے آخیر تک آپ کو دودھ پلایا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب آپ حلیمہ کے پاس تھے آپ کو اُمِّ فروہ اور ایک دوسری عورت نے بھی دودھ پلا دیا تھا، اور تین عورتوں نے بھی جن میں سے ہر ایک کا نام عاتکہ تھا آپ کو تھوڑا تھوڑا دودھ پلا دیا تھا اور اُن ہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكْ یعنی میں تین عواتک کا پسر ہوں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ کی موروثی کنیز اُمِّ ایمن نے بھی آپ کو کچھ دودھ پلایا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اُمِّ ایمن نے آپ کی خدمت اور حفاظت

Marfat.com

میں حصہ لیا ہے۔

حافظ ابو نعیم دلائل النبوہ میں حلیمہ سعدیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کچھ اور عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ گئی۔ تاکہ دودھ پلانے کے واسطے بچوں کو حاصل کریں، میں جس سواری پر گئی تھی وہ از حد لاغر اور کمزور ہوگئی تھی اور میرا دودھ اتنا تھوڑا تھا کہ میرے اپنے بچے عبداللہ کو کافی نہ ہوتا تھا۔ جس وقت میں نے آپ کی والدۂ شریفہ سے آپ کو دودھ پلانے کے واسطے لیا اور میں نے آپ کو اپنی چھاتی سے لگایا میں یہ دیکھکر حیران رہ گئی کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئی تھیں اور ان میں اتنا دودھ تھا کہ میں نے آپ کو اور اپنے بیٹے کو شکم سیر کرکے دودھ پلایا اور دودھ تمام نہ ہوا۔

پھر حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ بنی سعد دودھ پلانے لے گئیں۔ وہی سواری جو کمزوری کے باعث چل نہ سکتی تھی، اب جاتے وقت سب سے آگے تھی آپ کے قدوم برکت لزوم سے اس قبیلہ کو بہت زیادہ برکات حاصل ہوئیں۔

تو جہاں جائے وہاں کیونکر نحوست آئے | ماہ کے سامنے کیا دخل کہ ظلمت آئے
ابرِ رحمت کا اگر قطرہ نشاں ہو تو زمیں | کیوں نہ سرسبز ہو ہر نخل کو فرحت آئے

جو بیمار ہوتا حلیمہ آپ کا دستِ مبارک لگا دیتیں شفا پا جاتا، لڑکپن سے عدالت اور انصاف کی رعایت ایسی تھی کہ کبھی بائیں چھاتی سے جو دودھ شریک بھائی کا حصہ تھا دودھ نہ پیا آپ نے کپڑوں میں بول و براز نہیں کیا، دن رات میں مقررہ اوقات پر آپ بول و براز کرتے تھے، ہمیشہ اپنی شرمگاہ چھپائے رکھتے تھے اگر کبھی ظاہر ہوجاتی تو غیب سے چھپ جاتی نہ آپ نے کسی کا ستر دیکھا اور نہ کسی نے آپ کا، یہاں تک کہ ولادت شریف کے وقت ایک ہاتھ چشم مبارک پر تھا اور دوسرا ستر پر، فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے، ماہتاب آپ سے باتیں کرتا تھا۔

شواہد النبوہ میں لکھا ہے کہ جب آپ دو مہینے کے ہوئے گھٹنوں چلنے لگے، تین مہینے کے ہوئے تو کھڑے ہونے لگے اور چار مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے، جب آپ آٹھ مہینے کے ہوئے بولنے لگے، بات کی ابتدا آپ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ سے کی اور جب نو مہینے کے ہوئے تو بڑی فصاحت سے کلام فرمانے لگے۔

شقِّ صدرِ شریف

ابھی آپ بی بی حلیمہ کے پاس تھے کہ شقِ صدر واقع ہوا علماء نے کہا ہے کہ اُس وقت آپ کی

Marfat.com

عمر شریف قریب ڈھائی سال کے تھی اور محمد بن سعدؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر شریف چار سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی، ابن سعدؒ کی روایت کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس واقعہ کے بعد حلیمہ نے آپ کو لے جاکر آپ کی والدہ شریفہ کے سپرد کر دیا۔ ابن عباسؓ سے واقدیؒ روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آپ کو حلیمہ واپس لائی ہیں آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی غالباً ابن سعدؒ ہی کی روایت پر نظر کرتے ہوئے بچوں کی بسم اللہ اس عمر میں کرائی جاتی ہے۔

ایک دن آپ اپنے دودھ شریک بھائی ضُمیرَہ کے ساتھ پہاڑ پر گئے۔ علامہ حلبیؒ نے لکھا ہے کہ ان کا نام عبداللہ تھا چونکہ وہ بدن کے دُبلے تھے اس لئے اُن کا نام ضُمیرَہ پڑگیا تھا وہاں جبریلؑ، میکائیل اور اسرافیل برف سے بھرا ہوا زرین طشت لیکر آپ کے پاس پہنچے آپ کو پہاڑ پر لٹایا۔ اور آپ کے سینۂ اقدس کو ناف تک شق کیا، پھر آپ کا دِل نکالا اور اس میں سے سیاہ نقطہ دُور کرکے برف سے دھوکر اپنی جگہ پر رکھدیا اور کہا شیطان کا حصہ تم سے دور کیا پھر زخم پر ہاتھ پھیر کر اچھا کرکے چلے گئے، ضمیرہ نے جب یہ حال دیکھا فوراً اپنی والدہ کو جاکر خبر دی وہ اپنے شوہر کو جن کا نام حارث تھا ساتھ لے کر اُسی وقت آپ کے پاس پہنچیں آپ کو خوش وخرم بیٹھا پایا، جسم شریف پر زخم اور درد کا کوئی نشان نہ تھا حیران ہوکر ماجرا پوچھا، آپ نے تبسم فرمایا اور سارا واقعہ اُن سے بیان کیا اور پھر ارشاد کیا اب تک میرے بدن میں سردی کے آثار موجود ہیں، اُس وقت آپ کے بدنِ اطہر سے ایسی خوشبو پھیل رہی تھی کہ جس کو دُنیا کی کوئی خوشبو نہیں پہنچ سکتی۔

علماء نے کہا ہے دوسری مرتبہ شقِ صدر غارِ حرا میں ہوا تاکہ آپ بارِ وحی کو قوتِ قلب سے اٹھاسکیں اور تیسری مرتبہ شقِ صدر آسمان پر جانے سے پہلے معراج شریف کی شب کو ہوا تاکہ آپ مناجاتِ باری تعالیٰ کے واسطے تیار ہوجائیں۔

بی بی حلیمہ کا آپ کو واپس مکّہ لانا

اس واقعہ کے بعد بی بی حلیمہ نے مناسب جانا کہ آپ کو لے جاکر آپ کے دادا کے سپرد کردیں، اس وقت آپ کی عمر شریف پانچ سال کی تھی، بی بی حلیمہ آپ کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئیں جب مکہ کے قریب پہنچیں تو لباس تبدیل کرنے میں مشغول ہوئیں، فارغ ہونے کے بعد آپ کو سواری میں نہ پایا، غمگین ہوکر آہیں بھریں اور تلاش میں مصروف ہوئیں جب کہیں نشان نہ پایا تو رونا شروع کیا۔

اوجھل آنکھوں سے جو مہ پارا مرا پیارا ہوا　　　دل ہوا ٹکڑے جگر ماتم سے صد پارا ہوا

Marfat.com

شعلۂ رُخ کون دکھلا کر گیا یا رب مجھے — سوزشِ ہجراں سے مُجو دِل جَل کے انگارا ہوا

جس وقت عبدالمطلب کو یہ خبر پہونچی چند سوارے کر تلاش کو نکلے، اسی اثنا میں فرشتے آپ کو ایک درخت کے نیچے لاکر بٹھا گئے اتفاق سے عبدالمطلب کا گزر اُدھر سے ہوا۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک طفلِ مہ پارا مسرت نظارا درخت کے سایہ میں بیٹھا ہے حیران ہوکر دریافت کیا، تم کون ہو؟ آپ نے بڑی فصاحت اور طلاقت سے جواب دیا، میں افصحِ عرب و عجم ہوں میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، یہ بشارت سن کر عبدالمطلب فوراً سواری پر سے اترے اور آپ کی جبینِ مُبین کا بوسہ لیا اور آپ کو گود میں لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر چند گھڑی میں اپنے گھر پہونچے، ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے آپ کے مل جانے کی خوشی میں اونٹ ذبح کر کے اہلِ مکہ کو کھانا کھلایا اور بی بی حلیمہ کو بہت کچھ تحفہ اور تحائف دے کر رخصت کیا۔

اس کے بعد آپ کی والدہ شریفہ آپ کی تربیت میں مشغول ہوئیں وہ آپ کو لے کر مدینہ منورہ گئیں وہاں آپ کے دادا عبدالمطلب کی ننھیال تھی اُمّ ایمن جو آپ کی موروثی کنیز تھیں ساتھ تھیں ایک ماہ آپکی والدہ شریفہ نے وہاں قیام کیا۔ وہاں یہود نے آپ کو دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ نبی آخر زماں ہیں۔ اس واقعہ کا علم جب آپ کی والدہ شریفہ کو ہوا انھوں نے وہاں مزید قیام کرنا مناسب نہ جانا اور آپ کو لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئیں راستہ میں وہ علیل ہوئیں اور مقام اَبْوَا میں انھوں نے انتقال فرمایا، یہ مقام مدینہ اور مکہ کے درمیان واقع ہے کچھ مدینہ سے قریب تر ہے، اس وقت آپ کی عمر شریف چھ سال یا سات سال کی تھی وہاں سے اُمّ ایمن آپ کو لے کر مکہ مکرمہ عبدالمطلب کے پاس پہنچیں اور آپ اپنے جدِّ امجد کے زیرِ سایہ تربیت پانے لگے، اُمّ ایمن کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اُمّ ایمن نے آپ کی خدمت شریف خوب ہی کی، سیرتِ حلبی میں لکھا ہے کہ آپ اُمّ ایمن سے فرمایا کرتے تھے کہ میری ماں کے بعد تم میری ماں ہو، بعد میں آپ نے ان کو آزاد کر کے اُن کا نکاح زید بن حارثہ سے جن کو آپ نے فرزندیت کا شرف بخشا تھا، کر دیا۔ اُسامہ اُن ہی سے پیدا ہوئے اُسامہ کو حِبُّ ابنُ حِبِّ النبی کہا کرتے تھے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب اور محبوب کا فرزند۔

جب عمر شریف آٹھ برس کو پہونچی عبدالمطلب نے انتقال کیا اور ابو طالب نے بموجب اپنے والد کی وصیّت کے آپ کی پرورش شروع کی، ابو طالب آپ کے حقیقی چچا تھے اور آپکے والد سے عمر میں بڑے تھے، ابو طالب نے اپنے والد کی وصیّت پر جیسا چاہئے تعامل کیا، اور آپ کے حقِّ پرورش کو آخر دم تک خوب اچھی طرح ادا کیا۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں قحط پڑا، بارش کی قلت ہوئی، ابو طالب آپ کو لیکر بیت اللہ شریف گئے آپ نے بیت اللہ شریف سے اپنی پشتِ مبارک لگائی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے فوراً آسمان پر بادل چھا گئے اور خوب

Marfat.com

پانی پڑا، اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابو طالب آپ کی تعریف میں کہتے ہیں۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
یَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّفَوَاضِلِ

یعنی آپ کا ایسا مبارک سفید چہرہ ہے جس کے طفیل بادلوں سے برسنے کی استدعا کی جاتی ہے آپ کی ذات گرامی یتیموں کے لئے غیاث اور ملاذ ہے اور بیواؤں کے لئے جائے امن اور پناہ گاہ ہے، بنی ہاشم میں جو نادار اور پریشان حال ہوتے ہیں وہ آپ ہی کے سایۂ عاطفت میں راحت پاتے ہیں، ان عاجزوں کے لیے آپ کے پاس طرح طرح کی نعمتوں اور احسانوں کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔

آپ کی وجہ سے ابو طالب کے گھر میں ہمیشہ خیر و برکت رہنے لگی، آپ اگر کہیں باہر ہوتے تھے اور کھانے کا وقت آجاتا تھا، ابو طالب اپنے گھر والوں سے کہتے تھے، ابھی ٹھیر جاؤ میرے بیٹے کو آنے دو چنانچہ آپ کے تشریف لانے پر دستر خوان بچھتا تھا اور تھوڑی غذا میں سب کا پیٹ بھر جاتا تھا اگر پیالہ میں دودھ ہوتا تھا ابو طالب پہلے آپ کو نوش فرمانے کو کہتے تھے اور پھر شکم سیر ہو کر پیتے تھے اور اگر آپ دستر خوان پر نہ ہوتے تھے تو وہ مقدار دودھ کی یا غذا کی ایک یا دو نفر کو کافی نہ ہوتی تھی۔

لکھوں کیا رتبہ سرور کہ خوانِ نعمت حق پر
وُہی ہیں بالاِ صالت اور جو ہے سو طفیلی ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

۹۔ نواں محسنہ ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کرنے کے بیان میں

جب آپ کا سنِ مبارک بارہ برس کا ہوا، ابو طالب نے تجارت کی غرض سے ملک شام کا ارادہ کیا، آپ کو بھی ساتھ لیا، راستہ میں ایک دَیر پڑتا تھا۔ وہاں کے راہب نے ابو طالب سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے، انھوں نے کہا یہ میرا فرزند ہے، راہب بولا یہ بات صحیح نہیں ہوسکتی۔ یہ لڑکا یتیم معلوم ہوتا ہے، ابو طالب نے اقرار کیا، راہب نے اُن کو وصیت کی کہ ان کو یہود سے بچاؤ۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہو کر بُصرٰی پہنچا یہ ملک شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔

ابنِ عساکر اور بعض علماء نے کہا ہے کہ شہر بُصرٰی سے چھ میل کے فاصلہ پر اس کے مضافات میں ایک گاؤں تھا جو کَفَر کے نام سے مشہور تھا۔ کَفَر چھوٹی سی بستی اور گڑھی کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اس بستی میں نصاریٰ کا ایک بڑا عبادت خانہ تھا اور اس میں جرجیس راہب رہا کرتا تھا اس راہب کی شہرت بحیرا[1] کے نام سے تھی یہ عیسائیوں کا بڑا عالم تھا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ یہودی تھا۔ علامہ حلبیؒ نے انسان العیون میں لکھا ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا نسب یہودی ہو اور مذہب عیسائی ہو، یہ راہب بہت کم کسی سے ملتا تھا عرب کے قافلے شام کو آتے جاتے اس راہب کے عبادت خانہ کے پاس پڑاؤ ڈالا کرتے تھے چنانچہ ابوطالب کا قافلہ بھی وہاں آکر ٹھیرا۔

جس وقت یہ قافلہ آرہا تھا بحیرا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس نے پتھر اور درخت کو قافلہ کی طرف سجدہ کرتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ اس قافلہ میں نبی آخر زماں کی ذات گرامی ہے اس کو آپ کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔

دیدار محمد کی طلب کس کو نہیں ہے
مولیٰ نے بلایا ہے انھیں عرش بریں پر

اس نے صرف آپ کی وجہ سے تمام قافلہ کی دعوت کی ۔ اس نے اہلِ قافلہ کو کہلا بھیجا کہ آج تم سب خورد و کلاں میرے مہمان ہو، چنانچہ امیر و غریب چھوٹے بڑے سبھی اس کے گھر دعوت پر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف قافلہ والوں میں سب سے کم تھی، آپ ایک درخت کے سایہ میں استراحت فرمارہے تھے بچہ سمجھ کر کسی نے آپ کو بیدار نہ کیا اس لئے آپ نہ جاسکے، بحیرا نے ہر ایک مہمان کو بڑے غور سے دیکھا کسی میں بھی نبوت کے انوار نہ پائے وہ متحیر ہوا اور دریافت کیا کہ تم میں سے کیا کوئی شخص رہ گیا ہے اس سے کہا گیا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ایک لڑکا جو چھوٹی عمر کا ہے رہ گیا ہے بحیرا نے کہا کتنی بری بات ہے کہ تم سب تو آجاؤ اور ایک بچہ کو چھوڑ آؤ۔ جاؤ اس کو لاؤ ، یہ سن کر آپ کے سب سے بڑے چچا حارث بن عبدالمطلب اٹھ کر گئے۔ اور آپ کو لاکر دسترخوان پر اپنے پاس بٹھایا، بحیرا کی نظر آپ ہی پر لگی رہی وہ آپ کی ہر بات کو بہت ہی غور سے سنتا رہا، جب سب کھانا کھا چکے اور اٹھ کر جانے لگے بحیرا آپ کے پاس آیا، اور آپ سے کہا میں تم کو لات و عزیٰ کا واسطہ دیتا ہوں تا کہ جو کچھ میں تم سے دریافت کروں تم اس کا جواب مجھ کو دو، لات و عزیٰ اہلِ مکہ کے سب سے بڑے دو بت تھے چونکہ اہلِ مکہ ان دو بتوں کے نام کی قسم کھاتے تھے اس لئے بحیرا نے ان کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا لات و عزیٰ کا واسطہ دے کر مجھ سے کچھ دریافت نہ کرو، قسم ہے اللہ کی مجھ کو جتنی نفرت ان بتوں سے ہے اتنی نفرت دوسری کسی شئے سے نہیں ہے۔ بحیرا نے یہ سن کر کہا

---

[1] بحیرا کے با کا فتحہ اور حار کا کسرہ آخر میں را مقصورہ بروزن نصیرا ہے جیسا کہ برہان قاطع اور انسان العیون اور ترمذی کے حاشیہ میں لمعات سے نقل کر کے لکھا ہے۔

Marfat.com

میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے دریافت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا، اب جو چاہو دریافت کرو میں بہ خوشی تم کو جواب دوں گا، بحیرا نے آپ سے سارے احوال دریافت کیے کیا بیداری کے اور کیا خواب کے، آپ نے سب کا جواب دیا، پھر بحیرا نے آپ کی پشتِ مبارک کھول کر مُہرِ نبوّت کا بوسہ لیا مہمانی کا مقصد یہی تھا۔

بحیرا کی قسمت کا کہنا ہی کیا ہے ۔۔۔ محمدؐ ہوئے اس کے مہمان کیسے
عقیدت کی دی اس نے پہلے سلامی ۔۔۔ کیا پھر رسالت کا اعلان کیسے
محبت سے مُہرِ نبوّت بھی چومی ۔۔۔ خدا نے کئے اس پہ احسان کیسے
ضیافت ہے کیا شئے اگر جان دیتا ۔۔۔ نکلتے یہ سب دل کے ارمان کیسے

بحیرا نے ابوطالب سے دریافت کیا، یہ لڑکا تمہارا کون ہے۔ انھوں نے کہا میرا فرزند دلبند ہے۔ بحیرا نے کہا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ تمہارے پسر ہوں ان کے والد کو زندہ نہ ہونا چاہیئے یہ سُن کر ابو طالب نے کہا درست کہتے ہو یہ میرے چھوٹے بھائی کے نورِ بصر ہیں اور میرے گھر کا چراغ ہیں۔ ابھی یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے اور کئی سال ہوتے ہیں کہ ان کی والدہ بھی رحلت کر گئیں، بحیرا نے کہا تم درست کہتے ہو، مجھ کو اپنی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکا بڑی شان کا ہوگا۔ خدا کے واسطے تم ان کو یہود سے بچاؤ ان کو شام کی طرف ہرگز نہ لے کر جاؤ اگر یہود کو ان کا پتہ چل گیا تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ یہود ان کے دشمن ہیں یہ کہکر بحیرا نے آپ کے دستِ مبارک کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا، یہ سیّد العالمین ہیں یہ رسولِ ربّ العالمین ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجے گا، یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے بحیرا سے دریافت کیا تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی، بحیرا نے کہا جس وقت تمہارا قافلہ اُس ٹیلہ پر سے آرہا تھا میں نے دیکھا کہ تمام پتھر اور درخت سجدہ میں پڑ گئے، پتھر اور درخت سوائے نبی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ ابر آپ پر سایہ کر رہا تھا اور میں نے یہ بات بھی دیکھی کہ یہ پیچھے رہ گئے تھے۔ تم سب آکر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے یہ بعد میں پہونچے سایہ میں جگہ نہ پا کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے۔ درخت نے فوراً اپنی ٹہنیاں ان کی طرف جھکا دیں اور اُن پر سایہ کر دیا، ان سب باتوں کے علاوہ یہ مُہرِ نبوت جو آپ کی پشتِ مبارک پر ہے آپ کی نبوت پر روشن دلیل ہے۔

پتھر کریں سلام جنھیں اور شجر کریں ۔۔۔ معلوم اُن کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں
پر اتنا جانتے ہیں نبی کی یہ بات ہے ۔۔۔ شاخِ شجر جھکے وہ جدھر بھی گزر کریں

بحیرا کے اصرار پر ابوطالب نے شام کا ارادہ ملتوی کیا، اسی جگہ تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ مکرمہ کو معاودت کی، ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادنیٰ مرتبہ تھا کہ ابر آپکے سرِ مبارک پر سایہ کرتا تھا اور ہر قسم کی گھاس اور درخت

Marfat.com

اور تمام پتھر سجدہ کرتے تھے اور کوئی پرندہ آپ کے سرِ مبارک پر سے نہیں اڑ سکتا تھا اور آپ کے پسینہ میں عطر سے بڑھکر خوشبو تھی ؎

غضب ہے خوشبو کو اس کے کوئی جو سونگھے دل سے وہ پھر بھلائے
گُلِ نبوّت وہ جس کا رائحت ہر ایک پتّا پتّا بتا دے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ

دسواں محسنہ حضرت خدیجہؓ سے نکاح اور اولاد امجاد اور حجرِ اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کا بیان

جب آپ کی عمر شریف پچیس برس کو پہنچی ایک دن آپ کے چچا ابو طالب نے آپ سے کہا اے میرے فرزند، گھر میں تنگی اور عُسرت ہے خدیجہ دُختر خُوَیلد مالدار ہے وہ مضاربت پر اپنا مال دیتی ہے اور لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں تمہاری دیانت اور امانت داری مشہور ہے سب تم کو امین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اگر تم مضاربت پر خدیجہ سے مال لو گے وہ بہت خوشی سے تم کو مال دیں گی، آپ نے فرمایا اگر خدیجہ اپنا مال دیں گی میں لے جاؤں گا۔ آپ کے اس ارشاد کا علم خدیجہ کو ہو گیا انھوں نے آپ سے مضاربت پر مال لے جانے کی استدعا کی، آپ راضی ہو گئے اور تجارت کا مال لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ خدیجہ کا غلام مَیْسَرہ آپ کے ہمرکاب تھا۔ جس وقت قافلہ بُصریٰ پہنچا آپ ایک درخت کے سایہ میں قدرے استراحت فرمانے بیٹھ گئے نسطورا راہب کی نظر آپ پر لگی رہی۔ وہ آپ کو پہچان گیا کیونکہ آتے وقت اس نے ابر کو آپ پر سایہ کرتے دیکھا تھا، نسطورا میسرہ سے ملا اور آپ کے متعلق دریافت کیا پھر وہ بڑے ادب سے آپ کے قریب آیا اور آپ کے دست و پا کو بوسہ دیا۔

خنک شد چشم و جاں سرور گردید ــــ چو دست و پائے آں سرور بوسید

پھر اُس نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اُن تمام علامتوں کو جن سے آپ کی نبوّت کا پتہ چلتا ہے اور کتبِ قدیمہ سے مجھ کو اُن کا علم ہوا ہے آپ میں پائی ہیں۔ صرف ایک علامت کا دیکھنا باقی ہے اگر آپ اپنی پشتِ مبارک کھول کر مجھکو دکھادیں تو دلی تمنا بر آئے آپ نے اس کی التجا منظور کی اور پُشت مبارک کھول کر اُس کو دکھائی اس نے مُہرِ نبوّت کا بوسہ لیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم اس کے نبیِّ اُمّی رسول ہو، جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے گئے ہیں ؎

Marfat.com

جس کی نگہِ رُخ پہ تیرے پڑ گئی | برقِ تجلّی پہ نظر گڑ گئی
کہنے لگا وہ کہ بلا شک و ریب | اَنْتَ نَبِیٌّ کَاشِفُ اَسْرَارِ غَیب

آپ نے وہاں تجارت کا مال فروخت کیا، بہت زیادہ نفع ہوا اور وہاں سے آپ نے مکہ کرمہ کو مراجعت فرمائی۔ میسرہ اثنائے سفر میں آپ کے خوارق دیکھتا رہا، وہ دل وجان سے آپ کا غلام ہوگیا مکہ پہونچ کر اُس نے تمام واقعات اور خوارق کا ذکر خدیجہ سے کیا، آپ کی امانت داری، اور راست گفتاری کا علم تو بہت پہلے ہی سے اُن کو تھا اب جو احوال شریفہ میسرہ نے سنائے آپ کی محبت اُن کے دل میں بڑھی۔ اور انھوں نے آپ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، آپ نے اپنے مہربان چچا ابو طالب سے ذکر کیا وہ بہت خوش ہوئے چنانچہ انھوں نے آپ کا نکاح حضرت خدیجہ سے کردیا پچیس سال حضرت خدیجہ حیات رہیں جب آپ کا سن مبارک پچاس سال کا ہوا اور نبوّت کا دسواں سال تھا آپ داخلِ بہشت ہوئیں اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے بارہویں سال معراج شریف کے واقعہ کے بعد آپ رحلت فرمائے خلد بریں ہوئیں، اُن کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے اُن سے متولّد ہوئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ صاحبزادے بھی چار تھے۔ قاسم[1]، زینب[2]۔ رُقیّہ[3]، اُمِّ کلثوم[4]، فاطمہ[5] اور عبداللہ[6]، طیّب اور طاہر عبداللہ کے القاب شریفہ تھے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ طیب اور طاہر عبداللہ کے سوا دو فرزند اور تھے اُن کے سوائے ماریہ قبطیہ سے ذی الحجہ ۸ھ ہجری کو ابراھیم متولّد ہوئے پندرہ ماہ کے ہوکر ۱۰ھ ہجری کو انتقال فرماگئے باقی ازواجِ مطہرات میں کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔

جب آپ کی عمر بقول مختار پینتیس برس کو پہنچی قریش نے کعبہ معظمہ کو توڑ کر از سرِ نو بنایا آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے اور حجرِ اسود کو آپ نے اس کی جگہ رکھا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا | عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

---

[1] قاسم ہی کے مبارک نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کُنیت ابوالقاسم تھی خورد سالی میں انتقال فرمایا [2] زینبؓ کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا دو بچے ہوئے علی —— اور انھوں نے جوانی کے قریب انتقال کیا اُمامہ ان کا نکاح حضرت فاطمہؓ کے بعد پہلے حضرت علیؓ سے ہوا پھر اوروں سے ہوا اولاد بھی ہوئی لیکن نسل نہیں چلی زینبؓ کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا [3] رُقیہؓ کا نکاح پہلے آپ نے اپنے فرزندِ عم عتبہ پسر ابولہب سے کیا پھر حضرت عثمانؓ سے کیا اُن سے ایک پسر عبداللہ متولّد ہوئے خورد سالی میں انتقال ہوا اور رقیہؓ نے بھی رحلت فرمائی [4] اُمِ کلثومؓ کا نکاح پہلے عتیبہ پسر ابولہب سے آپ نے کیا پھر رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ سے کیا یہ بھی آپ کی حیات میں فوت ہوئیں [5] فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا اُن کی اولاد معروف ہے اور نسل باقی ہے آپ کی رحلت کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا [6] عبداللہ کی ولادت شریف نبوت کے بعد ہوئی خورد سالی میں انتقال کیا، طیب اور طاہر اُن کے مبارک القاب تھے بعض علماء کا قول ہے کہ یہ دو دوسرے فرزند تھے جو حضرت خدیجہؓ سے ہوئے تھے۔

Marfat.com

گیارھواں محاسنہ نبوّت کے بیان میں

جس وقت نبوّت کا آفتاب جہاں تاب طلوع کے قریب ہوا آپ سچّے خواب دیکھنے لگے جو رات کو دیکھتے صبح کو معائنہ فرماتے، دُنیا سے مُنہ پھیر کر خلوت میں اللہ کی یاد فرمانے لگے ہر درخت اور پتھر بہ آواز آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہنے لگا۔

محمد بن اسحاق علامہ بیہقی اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی خواب میں آپ کو وحی ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی اور پھر چھ ماہ بعد ماہِ رمضان میں حضرت جبریلؑ آپ کے پاس وحی لے کر پہنچے اس قول کے بموجب نبوت کا زمانہ بائیس سال چھ ماہ ہے اور چھ ماہ نبوت خواب کا زمانہ ہے۔

حافظ ابن عبدالبرؒ اور دوسرے اکابر نے کہا ہے کہ جب آپ کی عمر شریف انتالیس سال چھ ماہ کی ہوئی ماہِ رمضان میں آپ کو خواب میں وحی ہوئی اور پھر چھ ماہ بعد جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی ماہِ مبارک ربیع الاوّل میں جبریلؑ آپ کے پاس وحی لے کر پہنچے، اس قول کی رو سے نبوت کا زمانہ پورے تیئیس سال ہے اور چھ ماہ خواب کی نبوت کا زمانہ اس کے علاوہ ہے۔

آپ غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے حضرت جبریلؑ وحی لے کر آپ کے پاس پہنچے سورۂ اقرأ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک آپ کو تعلیم دی اس کے بعد تین برس تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ کو اس کا بڑا رنج تھا۔ کبھی آپ خیال فرماتے تھے کہ پہاڑ کی چوٹی پر سے اپنے کو گرا کر ہلاک کر دیں اس خیال کے آتے ہی حضرت جبریلؑ حاضر ہو کر آپ کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے تم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہو۔ تین سال کے بعد سورۂ مدثر نازل ہوئی اور پھر پے بہ پے وحی نازل ہونے لگی۔

عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں، مردوں میں حضرت ابوبکرؓ، لڑکوں میں حضرت علیؓ، غلاموں میں حضرت بلالؓ اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ۔

آپ نے اللہ کا پیام اُس کے بندوں کو پہنچایا۔ کافروں پر یہ بات بہت شاق گزری۔ ان بدبختوں نے طرح طرح سے آپ کو ستانا شروع کیا۔ ایک دن آپ مسجدِ حرام میں تشریف فرما تھے۔ بدبخت عُقبہ بن ابی مُعیط نے آکر آپ کو ہر دو شانوں سے پکڑا اور اپنا پٹکا آپ کے نازنین گلے میں ڈال کر بہت شدّت سے گھونٹا۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر تشریف لے آئے اور چلّا کر بولے:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ——— یعنی آیا تم اس شخص کو مار ڈالتے ہو جو کہتا ہے میرا پالنے والا اللہ ہے اور پھر جبکہ وہ کھلی نشانیاں بھی تمہارے پاس لایا، اور

Marfat.com

یہ کہکر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اس بدبخت سے چھڑایا۔

ایک دن آپ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے قریش کی ایک جماعت بیٹھی آپ کو دیکھ رہی تھی وہ بولی اگر کوئی شخص اوجھڑی لاکر آپ پر ڈال دے تو لطف آئے۔ بدبخت عقبہ نے کہا یہ کام بڑے شوق سے میں کروں گا، چنانچہ وہ جاکر اوجھڑی لایا اور جب آپ سجدہ میں تشریف لے گئے اس نے پشت مبارک پر اوجھڑی رکھدی۔ اس خیال سے کہ نجاست پھیل نہ جائے آپ نے سجدہ سے سر مبارک نہ اٹھایا اور سجدہ ہی میں رہے یہاں تک کہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو خبر ہوئی اور انھوں نے آکر اوجھڑی اٹھائی۔

سیدالشہداء عمِ جنابِ مصطفیٰ حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا

ایک دن آپ صفا کے پاس تشریف فرما تھے۔ رئیس الاشقیاء ابوجہل کا گزر اُدھر سے ہوا آپ کو دیکھکر اس بدبخت نے آپ کو بہت کچھ سخت وسُست کہا آپ نے خاموشی اختیار فرمائی اور اپنے گھر تشریف لے آئے۔ عبداللہ بن جدعانؓ کی ایک لونڈی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ اتفاق سے اس نے آپ کے چچا حمزہ کو شکار سے آتے دیکھا اس وقت تک آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوتے تھے اس لونڈی نے اُن سے کہا اے ابوعمارہ، تم اس وقت اگر اپنے برادر زادے محمد بن عبداللہ کی حالت دیکھتے تو تم کو کتنا رنج ہوتا وہ یہاں بیٹھے تھے اَبُوالحکم عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کا گزر ہوا اور اُس نے محمد کو بہت کچھ بُرا کہا وہ خاموش رہے اور اپنے گھر کو چلے گئے یہ سن کر حمزہ کے دل میں آپ کی محبت نے جوش مارا وہ غصہ میں بھرکر مسجد حرام گئے اور وہاں ابوجہل اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھا تھا آپ نے پہنچ کر اس کے سر پر بڑے زور سے اپنی کمان اٹھاکر ماری، وہ زخمی ہوا اور پھر اُس سے کہا تم میرے بھتیجے محمد کو گالیاں دیتے ہو لو میں اُن کے دین پر ہوتا ہوں اور وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں اگر تم میں ہمت ہے تو ذرا میری تردید کرو، ابوجہل کے رفقاء نے ارادہ کیا کہ حضرت حمزہ پر حملہ کریں لیکن ابوجہل نے اُن کو روکدیا اور کہا فی الواقع میں نے آج اُن کے بھتیجے کو بہت کچھ بُرا کہا ہے، حضرت حمزہ وہاں سے سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت عُمر فاروق کا اِسلام لانا

جب کفار کی ایذا رسانی حد سے تجاوز کر گئی آپ صفا کے نیچے دارِ ارقم میں اپنے اصحاب کو

Marfat.com

لے کر جن کی تعداد اُنتالیس تھی پناہ گزیں ہو گئے۔ تقریباً ایک ماہ وہاں آپ نے قیام فرمایا، پھر آپ نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ تو اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ایمان لانے سے عزت بخش آپ کی دُعا عمر کے حق میں مستجاب ہوئی اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے عمرؓ سے اُن کے اسلام لانے کا واقعہ دریافت کیا اُنھوں نے کہا ایک دن سخت گرمی پڑ رہی تھی میں دوپہر کو کسی کام سے گھر سے نکلا مجھ کو راستہ میں ایک قریشی ملا اُس نے کہا تم اپنے کو مذہب کا بڑا پابند سمجھتے ہو، اب تمہارے اپنے گھر میں کیا ہو رہا ہے میں نے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری بہن آمنہؓ اور اس کے شوہر سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ اسلام لاچکے ہیں، یہ سن کر میں غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوا۔

بعض روایات میں آیا ہے کافروں کے بھڑکانے سے عمرؓ اپنے گھر سے ہتھیار بند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی نیت سے نکلے تھے اُن کو راستہ میں سعد بن ابی وقاص زہری ملے۔ ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ ان کو نعیم بن عبداللہ ملے جو بنی عدی میں سے تھے، ملنے والے نے اُن سے دریافت کیا کہ اس وقت کہاں جارہے ہو اُنھوں نے اپنے بُرے ارادے سے مطلع کیا وہ بولے اے عمر تم جیسا حقیر یہ کام کیا کرے گا اور خدانخواستہ اگر تم نے یہ کام کر بھی لیا تو کیا تم کو بنی ہاشم اور پھر بنی زہرہ یا بنی عبد مناف زندہ چھوڑ دیں گے، یہ سن کر عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم اسلام لاچکے ہو لہٰذا میں پہلے تمہارا ہی کام تمام کرتا ہوں۔ اُنھوں نے جواب دیا اے عمر تم میرا کیا کر سکتے ہو بے شک میں ایمان لاچکا ہوں، جاؤ پہلے اپنی بہن آمنہؓ اور اُن کے شوہر سعیدؓ کی تو خبر لو یہ سن کر عمر غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوئے، آمنہ اور اُن کے شوہر خبّاب بن الارتؓ سے سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ عمر کی آہٹ پا کر خبّاب اندر کوٹھری میں چُھپ گئے اور یہ دونوں خاموش ہو بیٹھے۔ عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو، آمنہؓ نے کہا اگر تمہارے دین کے سوا کسی دوسرے دین میں حق ہو تو اس کے قبول کرنے میں کون سی قباحت ہے یہ سُن کر عمر نے سعید کو زمین پر گرا دیا۔ آمنہؓ اُن کو چھڑانے آئیں۔ عمر نے اُن کے منہ پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ خون بہنے لگا۔ وہ جوشِ ایمانی میں بھر کر بولیں، اے عمر، کان کھول کر سن لو، ہم دونوں ایمان لاچکے ہیں پھر اُنھوں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور پھر کہا اب جو تمہاری مرضی میں آئے کرو، عمر نے جب آمنہؓ سے یہ الفاظ سُنے اور اُن کے چہرہ پر خون بہتا ہوا دیکھا سعید کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے، پھر اُنھوں نے کہا، مجھ کو ذرا وہ تحریر دکھاؤ جس کو تم دونوں پڑھ رہے تھے آمنہؓ نے کہا تم ناپاک ہو، پہلے نہاؤ، وضو کرو اور پھر اللہ کے کلام کو ہاتھ لگاؤ، عمر فوراً اُٹھے اور نہا دھو کر آئے اور اپنی بہن سے وہ مبارک تحریر لی اُنھوں نے سورہ طٰہٰ کو ابتدائے سورت سے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ تک پڑھا۔ اُن پر فوری اثر ہوا وہ بولے جو ذات پاک اس

Marfat.com

طرح ارشاد فرمائے، اس کے ساتھ کسی دوسرے کو عبادت میں شریک کرنا یقیناً ظلم ہے مجھ کو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی قیام گاہ تک پہنچاؤ، خباب کوٹھری میں بیٹھے اس گفتگو کو سن رہے تھے جب انھوں نے عمر رض سے یہ آخری الفاظ سنے فوراً باہر نکل آئے اور عمر رض سے کہنے لگے اے عمر تم کو بشارت ہو میں نے کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنی ہے — اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ — یعنی بار مولیٰ تو اسلام کو عمر بیٹے خطاب یا ابوجہل بیٹے ہشام کے ایمان لانے سے عزت بخش، اے عمر میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ یہ دعا تمہارے حق میں مقبول ہو یہ سن کر عمر کا اشتیاق مزید بڑھا اور وہ خباب اور سعید کے ساتھ دارِ ارقم کو روانہ ہوئے وہاں پہنچکر انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، صحابہ نے دروازہ کی جھری میں سے عمر کو دیکھا وہ کچھ پریشان ہوئے اسداللہ حضرت حمزہ رض نے فرمایا کیوں پریشان ہوتے ہو، دروازہ کھول دو اگر عمر کسی بری نیت سے آیا ہے اس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا اور اگر بھلائی کے ارادہ سے آیا ہے تو اس کو قبول کر لیا جائے گا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ میں تھے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ صحابہ رض نے دروازہ کھولا اور عمر مکان میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف لائے۔ صحن میں عمر رض سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے عمر کو دیکھکر فرمایا اے عمر کیا اب تک گمراہی اور بدبختی نے تیرا ساتھ نہیں چھوڑا ہے کیا تو بھی ولید بن المغیرہ کی طرح ذلت اور عذاب میں مبتلا ہونا چاہتا ہے، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ عمر بن الخطاب حاضر ہے اے اللہ تو دین کو عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے عزت بخش، پھر آپ نے عمر کو پوری طرح اُن کے کپڑوں سے پکڑ کر حرکت دی عمر پر آپ کی ہیبت اتنی غالب ہوئی کہ اُن کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا وہ گھٹنوں کے بل پر گر پڑے اور انھوں نے بڑی عاجزی اور اخلاص مندی سے بآوازِ بلند کلمۂ شہادت پڑھا۔ عمر کے اسلام لانے سے سب صحابہ کو جو کہ اس جگہ دارِ ارقم میں موجود تھے بڑی مسرت حاصل ہوئی انھوں نے خوش ہو کر اس زور سے اللہ اکبر کا مبارک نعرہ لگایا کہ وادیِ حرم میں اُن کی آواز گونج گئی۔ اور سب کفار متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے جس کی مسلمان خوشی منا رہے ہیں

چلے تھے عمر گھر سے کسی کام سے — نہ تھے کچھ بھی واقف وہ انجام سے
صدا دی یہ ہاتف نے بس اے عمر — نصیب اپنا لے جا کے اسلام سے

ابن ماجہ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت عمر اسلام لائے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا اے محمد اہلِ آسمان عمر رض کے اسلام لانے پر ایک دوسرے کو بشارت دے رہے ہیں اور اظہار مسرت کر رہے ہیں۔

اسلام سے مشرف ہوتے ہی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیا ہم حق

Marfat.com

پر نہیں ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے یقیناً تم حق پر ہو، عرض کیا، پھر ہم کیوں اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں، آپ نے فرمایا اے عمرؓ ہماری جماعت تھوڑی ہے اور تم دیکھ چکے ہو جو تکالیف ہم کافروں کے ہاتھ سے برداشت کر چکے ہیں عرض کیا قسم ہے خدا کی میں دینِ برحق کا اظہار کرکے رہوں گا یا رسول اللہ آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ ہم علانیہ بیت اللہ شریف کا طواف کریں اور نماز پڑھیں چنانچہ آپ صحابہ کی جماعت کو لیکر مسجد حرام کو روانہ ہوئے، حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں بے نیام تلوار تھی اُن کے پہلو میں اسد اللہ حضرت حمزہؓ تھے ان ہر دو شیرانِ اسلام کے پیچھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک جماعت کو ساتھ لئے تشریف لے جا رہے تھے مسجد حرام میں جب یہ مبارک جماعت اس کیفیت سے داخل ہوئی کافروں پر مایوسی چھا گئی۔ انھوں نے عمرؓ سے پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو آپ نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی خبر لایا ہوں اور خوب کان کرسُن لو اگر تم میں سے ایک شخص نے بھی حرکت کی تو قسم ہے ربِ کعبہ کی میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

یہ پہلا دن تھا جو اسلام کی قوت کا مظاہرہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور نماز ادا فرمائی۔ اسی دن حضرت عمرؓ کو مبارک خطاب فاروق کا ملا۔

اِسلام میں پہلا مبارک خُون جو اللہ کی راہ میں بہا

اسلام کی عزت دیکھکر کافروں کے تن میں عداوت اور عناد کی آگ بھڑک اٹھی انھوں نے ضعیف اور عاجز مسلمانوں پر دستِ تعدی دراز کیا چنانچہ عمار بن یاسر کی والدہ سُمَیَّہ بنت حباط جو ابو حذیفہ بن المغیرہ کی لونڈی تھیں اس ظلم کا شکار ہوئیں۔ کافر ہر روز اُن کو سخت سے سخت تکلیف دیتے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں لیکن وہ اس دینِ برحق کو کہاں چھوڑنے والی تھیں انھوں نے بڑے استقلال سے تمام شدائد کو جھیلا۔ ایک دن کافر اُن کو مار پیٹ کر رہے تھے ابو جہل کھڑا دیکھ رہا تھا جب نتیجہ کچھ نکلتے نہ دیکھا چھرا مار کر شہید کر دیا۔

ہزار آفریں برروانِ سُمَیَّہ	زنِ پاک طینت نخستیں شہیدہ
بگردابِ رحمت تنش مُبتلا بود	دلش پر ز ایقان و نورِ خدا بود
بہ صد ذوق جامِ شہادت بنوشید	بہ صد شوق تاجِ کرامت بپوشید
تنش پارہ شد گرز دستِ لئیماں	روانش بیاسُود در باغِ رضواں

Marfat.com

قریش کا معاہدہ بنی ہاشم کی مخالفت پر

کافروں کے ظلم وستم سے تنگ آکر صحابہ محفوظ مقامات پر ہجرت کرنے لگے، اُن کے جانے سے ہر طرف اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ حبشہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی ان حالات سے اہلِ مکہ بہت پریشان ہوئے انھوں نے مشورہ کیا، سب کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیا جائے اس مشورہ کا علم ابو طالب کو بھی ہوگیا۔ انھوں نے تمام بنی ہاشم کو جمع کیا اُن سے مشورہ کیا۔ آخر یہ قرار پایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت ہر طرح سے کی جائے گی بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب بن عبدالمطلب نے آپ کی حمایت اور حفاظت کی حامی نہ بھری۔ باقی سب نے ابو طالب کا ساتھ دیا اگرچہ بنی ہاشم میں اکثریت اُن کی تھی جو دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے لیکن قومیّت کے سوال نے اُن کو ایک کردیا تھا۔ اہلِ مکہ کو جب بنی ہاشم کے اس ارادہ کا علم ہوا تو وہ جمع ہوکر ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا ہم تم کو رنج پہنچانا نہیں چاہتے ہم عُمارۃ بن ولید کو جو جوانوں میں بڑا ہی وجیہ جوان ہے تمہاری خدمت میں پیش کرتے ہیں تم اس کو اپنی فرزندیت میں قبول کرو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ کردو، تاکہ ہم اُن کو (العیاذ باللہ) قتل کردیں۔ ابو طالب نے یہ سُن کر جواب دیا اور کیا ہی اچھا جواب دیا ہے اُن کا جواب لائق ہے کہ الواحِ سیمین پر آبِ زر سے لکھوایا جائے۔ وہ کہتے ہیں اے جماعتِ قریش، تم نے میرے ساتھ کچھ بھی انصاف سے کام نہ لیا، تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو لے کر پرورش کروں اور پالوں اور اپنے فرزند کو جس کی میں نے ہمیشہ خدمت کی ہے تمہارے حوالے کردوں تاکہ تم اس کو قتل کردو، یہ کہکر ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اِلتفات کیا اور اُن سے کہا۔

وَاللّٰهِ لَنْ يَصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ	حَتّٰى اُوَسَّدَ فِى التُّرَابِ دَفِيْنَا
فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاضَةٌ	وَابْشِرْ بِذَاكَ وَقَرَّ مِنْكَ عُيُوْنَا
وَدَعَوْتَنِىْ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ نَاصِحِىْ	وَلَقَدْ دَعَوْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنَا
لَوْ لَا الْمَسَبَّةُ اَوْ حَذَارُ مَلَامَةٍ	لَوَجَدْتَنِىْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِيْنَا

یعنی اللہ کی قسم ہے جب تک زمین کے نیچے مٹی کے تکیہ پر میرا سر رکھکر مجھ کو دفن نہیں کردیا جاتا، (اور میں مر نہیں جاتا) یہ لوگ باوجود اپنے جتھے بندی اور جمع آوری کے ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے (اور تمہارا بال تک بیکا نہیں کرسکتے) لہٰذا تم کو قطعاً کسی ذلّت یا تکلیف کا کھٹکا نہ ہونا چاہیے اور تم خوب اچھی طرح حق کا اظہار کرو اور اپنے کام کو خوبی کے ساتھ انجام تک پہنچاؤ! تم کو میری حمایت

Marfat.com

کی بشارت اور خوشخبری ہو، اور تمہاری ذات گرامی کی وجہ سے سب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (یعنی آپ حیات رہیں اور آپ کی وجہ سے سب مسرور رہیں) بے شک تم نے مجھ کو اپنے دین کی دعوت دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم نے یقیناً مجھ کو مفید اور صحیح مشورہ دیا ہے تم نے مجھ کو مفید مشورہ دے کر کوئی نئی بات کی نہیں ہے تم تو پہلے ہی سے امین ہو (امانت اور راستی تمہاری طبیعت میں ہے) اگر مجھ کو لعن طعن یا ملامت اور عار کا کھٹکا نہ ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ میں تمہاری دعوت پر لبیک کہتا اور تمہارے مشورہ پر بہ بانگِ دہل عمل کرتا، ابو طالب سے یہ جواب سن کر کافروں نے پھر مشورہ کیا اُن کے بڑوں نے کہا کہ نرمی سے کام نہیں چل سکتا، لہٰذا کوئی سخت قدم اٹھایا جائے چنانچہ یہ اتفاق یہ طے پایا کہ سوائے ابو لہب کے تمام بنی ہاشم کو شہر سے نکال دیا جائے اور ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیے جائیں دانہ پانی تک اُن سے روکا جائے اور اُس وقت تک یہی صورت رکھی جائے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے نہ کر دیں، کافروں کے سر برآوردہ افراد بیت اللہ شریف کے پاس جمع ہوئے انھوں نے اس مضمون کا عہد نامہ لکھا اور اس پر سب نے اپنی تصدیق اور رضامندی کا اظہار کیا اور پھر اُس کو مزید تقویت دینے اور واجب التنفیذ ثابت کرنے کے لیے بیت اللہ شریف میں لٹکا دیا یہ معاہدہ نبوت کے ساتویں سال پہلی محرم کو لکھا گیا اور پورے دو سال تک اور بعض روایات میں ہے کہ پورے تین سال تک کافروں نے اس عہد نامہ پر سختی سے عمل کیا سوائے ابو لہب کے ابو طالب تمام بنی ہاشم کو لے کر مکہ مکرمہ سے باہر ایک گھاٹی میں اس تمام مدت پڑے رہے یہ گھاٹی اس کے بعد سے شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ بنی ہاشم نے اس مدت میں طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کیں لیکن آپ کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی۔

چونکہ یہ سراسر ظلم اور ستم کا معاہدہ تھا اس لئے اہلِ مکہ میں سے بعض افراد نے اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ دوسری طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے فرمایا قریش نے جو عہد نامہ مُقَاطِعَہ کا لکھ کر بیت اللہ شریف میں لٹکایا تھا اُس کو دیمک چاٹ گئی ہے سوائے اللہ کے نام کے اس تحریر میں کوئی لفظ باقی نہیں ہے ابو طالب نے اہلِ مکہ سے یہ بات کہی۔ انھوں نے کہا اگر واقعہ یہی ہے تو ہم معاہدہ کو ختم کر دیں گے چنانچہ وہ گئے اور عہد نامہ کو دیکھا بجنسہٖ وہی صورت پائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، سب کافر حیران تھے کہ یہ ماجرا کیا ہے باطل کو شکست ہوئی اور صداقت کا بول بالا ہوا، ابو طالب آپ کو اور اپنی قوم کو لے کر عزت اور احترام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے باوجود اس کے کہ کفار بے شمار معجزات دیکھتے تھے اپنی گمراہی سے باز نہ آتے تھے۔ ہر گھڑی آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔

زحمت و رنج و مصیبت پہ وہ دریائے کرم — صبر فرماتے تھے مقدور بشر سے باہر

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپ پر اُحد کی لڑائی کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ گزرا ہوگا کیونکہ اُس دن آپ کا سرِ مبارک زخمی ہوا اور دندانِ شریف شہید ہوا۔ آپ نے فرمایا اے صدیقہ، ایک دن میں نے کافروں کی ایک جماعت کو اسلام کی دعوت دی میں نے ہر چند اُن کو نصیحت کی اور سمجھایا لیکن انھوں نے میری ایک بات بھی نہ سُنی بلکہ مجھ کو جھوٹا سمجھ کر مجھ پر اتنا ظلم کیا کہ میری پنڈلیاں خون آلودہ ہوگئیں۔

ہائے نازک وہ کہ جس پر برگِ گل بھی بار ہے
ہائے صد افسوس خارِ ظلم سے افگار ہے

میں نے جنابِ الٰہی میں اپنے رنج کا حال عرض کیا۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا جو پہاڑ کا مُوَکَّل تھا اُس نے مجھ سے اجازت چاہی تاکہ پہاڑ اور زمین کو توڑ کر کافر کا نام و نشان تک باقی نہ چھوڑے میں نے اُس کو جواب دیا کہ میں خلق کے واسطے رحمت بن کر آیا ہوں اُن کو ہلاک کرانے کے لئے نہیں آیا ہوں واہ تمکیں استقامت واہ واہ،

سچ ہے ہو عالم کی رحمت اور پناہ | جن سے رحمت پائی رحمت اُن پہ کی
دی پناہ اُن کو جو کرتے تھے تباہ |

جب عمر شریف پچاس برس کو پہنچی قوم جن مُشَرَّف بہ اسلام ہوئی، ابوطالب نے انتقال کیا۔ اور بقولِ مشہور حضرت خدیجہؓ کا بھی اسی سال انتقال ہوا اور حضرت عائشہؓ کا آپ سے نکاح ہوا اور حضرت سودہؓ ازواجِ مُطَہَّرات میں داخل ہوئیں۔ چار سو درہم اُن کا مہر تھا۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بارھواں محسنہ معراج شریف کے بیان میں

جب عمر شریف باون برس کو پہنچی اور نبوت کا بارھواں سال تھا، ستائیس رجب کو معراج شریف ہوئی۔ یہ مشہور قول ہے جس کو علامہ ابن عبد البرؒ۔ ابن قتیبہ، حافظ عبد الغنی مقدسیؒ اور نووی نے ترجیح دی ہے۔ علامہ ابنِ اثیر، قسطلانی اور دوسرے اکابر نے کہا ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں معراج شریف ہوئی ہے۔ بعض علماء نے کچھ اور مہینوں میں معراج شریف کو کہا ہے پیر کی رات تھی، آپ استراحت فرما رہے تھے کہ جبریلؑ آستانہ عُلیا پر بُراق لے کر حاضر ہوئے یہ براق آپ کا عاشقِ زار تھا۔ آواز سُن کر آپ بیدار ہوئے جبریلؑ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ کو اپنے پاس بُلایا ہے۔ تاکہ آپ کو ایسی بزرگی اور منزلت عنایت کرے جو کسی پیغمبر کو عنایت نہیں کی، آپ نے آبِ زمزم سے غسل فرمایا اور براق پر سوار ہوئے

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ براق پر سوار ہوتے وقت آپ کو تامل ہوا۔ اسی وقت حضرت علام الغیوب سے جبرئیل کو حکم پہونچا کہ میرے حبیب سے تامل کا سبب دریافت کرو، جبریل نے عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ نے میرے واسطے براق بھیجا، فرشتوں کو میرا منتظر کیا مجھ کو یہ عزت عنایت کی، مجھ کو اپنی امت کا خیال ہے وہ قیامت کے دن قبروں سے بے سروسامان نکلے گی، پل صراط پر اس کا گزر کیسے ہوگا اسی وقت اللہ تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ اے میرے حبیب تم اپنے دل پر غم مت لاؤ، ہم نے جس طرح تمہارے واسطے براق بھیجا ہے اور اس پر سوار کر کے تم کو بلایا ہے۔ اسی طرح قیامت میں تمہاری امت کے ہر فرد کے واسطے براق بھیجکر اس پر سوار کر کے جنت میں داخل کریں گے۔

محمد شاد شد از وعدۂ دوست　　زہے آں وعدہ کاں وعدہ اوست

یہ سن کر آپ نے سواری کا قصد فرمایا، براق نے شوخی اور تندی شروع کی اور قسم کھائی کہ مجھ پر سوائے محمد کے جو اللہ کے رسول اور صاحب قرآن ہیں کوئی سوار نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں ہی محمد اللہ کا رسول ہوں ——— جبرئیلؑ نے کہا اے براق، اللہ کی قسم ہے، تجھ پر سوائے محمد کے کوئی سوار نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نزدیک کوئی پیغمبر محمد سے بڑھکر بزرگی اور مرتبہ میں نہیں ہیں یہ تمام عالم کا خلاصہ ہیں یہ سن کر براق کانپنے لگا۔ اور اس نے کہا مجھ پر سختی نہ کرو میں بھی حاجتمند ہوں۔ حضرت رحمۃ للعالمین نے فرمایا اے براق تیری کیا حاجت ہے اس کو بیان کر، عرض کیا قیامت کے دن ہزاروں ہزار براق آپ کی سواری کی تمنا میں کھڑے ہوں گے یہ نہ ہو کہ اس دن آپ میری طرف التفات نہ فرمائیں اور کسی دوسرے پر سوار ہو کر مجھ کو رشک کا داغ دیں آپ نے وعدہ فرمایا اور پائے مبارک رکاب میں ڈالا۔

چلا جس دم براق برق رفتار　　مشرف ہو کے حضرت سے بہ یکبار
تو سرعت اس کی کیا کہیئے کہ کیا تھی　　نظر تھی برق تھی یا اک ہوا تھی
بہ یک لحظہ بہ یک لمحہ بہ یک دم　　وہ پہنچا مسجد اقصیٰ میں خرم

بیت المقدس میں آپ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو اور تمام انبیاء کو صف بہ صف کھڑا پایا، سب آپ کا انتظار کر رہے تھے، جبرئیلؑ نے آپ کو امام بنایا آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے پر جبریلؑ سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین محمد ہیں، دریافت کیا، کیا ان کو اللہ نے بلایا ہے جبریلؑ نے ہاں میں جواب دیا، سب نے کہا اللہ سلامت رکھے ہمارے بھائی اور خلیفہ کو، وہ بہت اچھے بھائی اور بہت ہی اچھے خلیفہ ہیں، پھر ہر نبی نے اللہ کی تعریف کی اور ہر ایک نے

Marfat.com

اُن انعامات کا بیان کیا، جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کئے ہیں۔ آخیر میں آپ نے ارشاد فرمایا تم سب نے پروردگار کی تعریف بیان کی اور اس کے انعامات کا ذکر کیا۔ میں بھی پروردگار تبارک وتعالیٰ کی تعریف بیان کرتا ہوں اور اُس کے انعامات کا ذکر کرتا ہوں اور کہتا ہوں، سب تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو سارے جہاں کے واسطے رحمت بناکر بھیجا، سب کے لئے مجھ کو بشیر اور نذیر بنایا یعنی خوش خبری دینے والا اور عذاب الٰہی کی خبر سنانے والا، مجھ پر قرآن مجید نازل کیا اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے میری اُمّت کو اُمتِ وَسط قرار دیا۔ یعنی سب سے بہتر ہے وہ جنت میں سب سے پہلے جائے گی اگرچہ وجود میں وہ سب سے آخر ہے۔ مجھ کو شرح صدر سے مشرف کیا، مجھ پر سے گناہوں کا بوجھ اٹھا لیا، میرا ذکر بلند کیا، مَلَاِ اعلیٰ میں میرا ذکر کیا جاتا ہے میرے نام کو منبتوں کے لئے زینت بنایا، میرے نام کو اپنے نام سے ملاکر تمام منبروں پر اور ہر تکبیر و اذان میں، سب کی زبان پر جاری کیا، مجھ کو ابوابِ ایمان اور سعادت کا فاتح کیا اور مجھ پر نبوت ختم کرکے خاتم الانبیاء بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سُن کر تمام انبیاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب پر محمد کو ان اوصاف سے فضیلت دی ہے۔

آنچہ وے آنجا بہ بینائی رسید　　　کے خیال کس بہ دانائی رسید

اس کے بعد آپ اوپر کو روانہ ہوئے پہلے آسمان پر پہنچے، جبرائیلؑ نے دروازہ کھلوایا وہاں کے دربان اسماعیل فرشتہ نے پوچھا کون ہیں، جبرائیلؑ نے کہا۔ اللہ کے رسول محمد تشریف لائے ہیں، اس نے دریافت کیا، کیا اُن کو بُلایا ہے، جبرائیلؑ نے کہا ہاں بُلایا ہے اس نے دروازہ کھول کر کہا وہ اچھے آئے اور ان کی آمد مبارک ہے وہاں آپ کی ملاقات حضرت آدمؑ سے ہوئی وہاں سے دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ سے ملاقات ہوئی،

تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے پانچویں آسمان پر حضرت اسحاقؑ اور حضرت ہارونؑ سے چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔

وہاں سے چلے جبکہ خیرُ البشر　　　بہ صد شان و شوکت بہ صد کرّ و فر
ہوئے آبدیدہ جنابِ کلیم　　　تو یوں اُن کو پہونچا پیامِ کریم
سبب کیا ہے رونے کا بتلایئے　　　یہ کس بات کا غم ہے فرمایئے
وہ بولے مرے بعد کی ہے عطا　　　نبوّت محمّد کو اے کبریا
سمجھتا تھا میں بعد میرے کبھی　　　نہ برتر کوئی ہوگا مجھ سے نبی
مگر آج میں دیکھتا ہوں عیاں　　　کہ کوکب ہے بالا کو اُن کا رواں
کیا تو نے رتبہ کو اُن کے سوا　　　کسی کا نہیں ہم میں یہ مرتبا

Marfat.com

نبوت کو عام اُن کی ایسا کیا | کہ سارے جہاں کے لئے کر دیا
نبوت بھی اُن کی ہے سب کیلئے | شفاعت بھی اُن کی ہے سب کیلئے
ہے امت بھی تعداد میں انتہا | ہے گنتی میں کل اُمتوں سے سوا
وہ داخل بھی جنت میں ہو سب سے پیش | تری نعمتوں میں رہے پیش پیش
ظہور اس کا آخر میں اس پر یہ حال | سبب یہ ہے رونے کا اے ذوالجلال

ساتویں آسمان پر حضرت ابراھیمؑ سے ملاقات ہوئی آپ بیتِ مَعمُور سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے، بیت معمور ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے محاذ میں سُرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے ستّر ہزار فرشتے ہر روز اُس کا طواف کرتے ہیں جو ایک مرتبہ طواف کرلیتا ہے پھر قیامت تک اس کی نوبت نہیں آتی ہے۔

آپ جب ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر تشریف لے جاتے تھے تو حضرت جبریلؑ ہر آسمان کا دروازہ اسی طرح پر کھلواتے تھے جس طرح پر پہلے آسمان کا دروازہ کھلوایا تھا۔ اور ہر آسمان کا دربان اسی طرح دریافت کرتا تھا اور پھر وہ آپ کو حسب سابق خوش آمدید کہتا تھا، حضرت جبریلؑ ہر آسمان پر آپ کا سب سے تعارف بھی کراتے تھے۔ جس وقت آپ حضرت ابراھیمؑ کے پاس پہنچے تو حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں آپ ان کو سلام کریں، چنانچہ آپ نے تحیہ سلام ادا کیا انھوں نے جواب میں کہا خوب آئے اے نیک فرزند اور اچھے نبی، حضرت آدمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے بھی سلام کے جواب میں یہی کہا تھا۔ باقی تمام انبیاء نے کہا تھا خوب آئے اے نیک بھائی اور اچھے نبی۔

حضرت ابراھیمؑ نے آپ سے کہا اپنی امت سے کہدو کہ جنت کی زمین کھیتی کے قابل ہے اور وہ اس میں بہشتی پودے لگائیں، آپ نے دریافت کیا کس طرح، حضرت ابراھیمؑ نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھکر، ساتویں آسمان کی سیر فرمانے کے بعد آپ عالم بالا کو روانہ ہوئے بہت سے حجاب طے کرنے کے بعد آپ — سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، وہ بیر کا اتنا بڑا درخت ہے کہ اُس کے سائے میں ستّر برس سوار چلتا رہے۔ اُس کے ایک پتّے کے سایہ میں ایک خلقت آسکتی ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اُس کا پتّا ہاتھی کے کان کے برابر ہے اور اُس کا ہر بیر ہَجَرؔ[1] کے مٹکے کے برابر ہے سدرۃ المنتہیٰ کو نور اور فرشتوں نے گھیر رکھا ہے۔ زمین سے جو چیز جاتی ہے اُس کی رسائی وہیں تک ہوتی ہے اور جو حکم اللہ تعالیٰ کا آتا ہے پہلے وہاں پہنچتا ہے اور وہاں سے پھر عالم میں اس کی شہرت ہوتی ہے

---

[1] ہَجَر کے ہَا اور جیم کا زبر ہے۔ بروزنِ قَمَر، مدینہ منورہ کے مضافات میں ایک قریہ کا نام ہے وہاں کے مٹکے مشہور ہیں۔

Marfat.com

پانی، دودھ، شراب اور شہد کی چاروں نہریں وہاں سے نکلتی ہیں، اس سے اوپر کوئی نہیں جا سکتا۔ حضرت جبریلؑ نے آپ کے واسطے کرسی بچھائی، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے، آپ کو ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ پیش کیا گیا۔ آپ نے دودھ والا برتن پسند فرمایا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کی پسند بہت مبارک ہے آپ نے فطرت سے یعنی استقامت سے موافقت فرمائی ہے۔ یہ آپ کو اور آپ کی امت کو مبارک ہو، پھر آپ وہاں سے اوپر کو متوجہ ہوئے حضرت جبریلؑ نے کہا مجھ کو اوپر جانے کی طاقت نہیں ہے اگر میں ایک قدم بھی آگے رکھ دوں انوارِ تجلّی سے میرے سب پر جل جائیں۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

آپ نے فرمایا اپنی کچھ حاجت بیان کرو، جبریلؑ نے کہا کہ آپ دعا کریں تاکہ پل صراط پر میں اپنے پر قیامت کے دن فرش کر دوں اور آپ کی امّت بہ سہولت گزر جائے یہ سُن کر آپ اوپر کو روانہ ہوئے اور مقام مستوی کو پہنچے وہاں آپ نے اوامر اور نواہی لکھنے والے فرشتوں کے اقلام کی آواز سُنی۔ وہاں سے ترقی فرما کے عالمِ نور کو پہنچے وہاں پر بُراق رہ گیا اور رَف رَف سواری کے لئے پیش ہوا۔ معارج النبوہ میں لکھا ہے کہ عرش مجید تک پہنچنے میں بہت سے حجاب راستے میں آئے رَف رَف نے اُن سب کو پار کیا۔ صرف ایک حجاب آپ کے اور عرش کے مابین رہ گیا۔ اس وقت رَف رَف بھی غائب ہو گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُس وقت ایک سواری گھوڑے سے ملتی ہوئی شکل کی ظاہر ہوئی اس پر سوار ہو کر یہ حجاب میں نے طے کیا پھر وہ بھی غائب ہو گئی۔ میں حیران رہ گیا۔ اُس وقت ابو بکرؓ کی آواز میں مجھ کو خطاب ہوا قِف فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّی یعنی انتظار کرو تمہارا پروردگار تم پر اپنی خاص رحمت نازل فرماتا ہے، یہ آواز سُن کر آپ کو اطمینان حاصل ہوا۔ مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے مجھ کو خطاب ہوا اے خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ قریب ہو، اے احمد قریب ہو، اے محمد، حبیب کو قریب ہونا چاہیئے پھر مجھ کو رب العزّت نے اپنے قریب کیا جس کا بیان اس طرح پر ہے دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ ـــــ (النجم: ۸-۹) اے خیر البریّہ کا خطاب سُن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبۂ دَنٰی کو پہونچے جو خاص حضوری کا مرتبہ ہے اور پھر اے احمد قریب ہو کے خطاب پر آپ مرتبہ تَدَلّٰی پر فائز ہوئے جو خاص تقرّب کا مقام ہے اور پھر اے محمد قریب ہو کے خطاب پر آپ خلوت خانہ قاب قوسین میں تشریف فرما ہوئے اور بمقدار دو کمان کی نزدیکی کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر حبیب کو قریب ہونا چاہیئے کے خطاب پر مرتبۂ اَدْنٰی کا ظہور ہوا جو کہ منتہائے مراتب اور خاص وصال کا مرتبہ ہے۔

Marfat.com

عنقائے فہم ہیچ کس از انبیا نہ رفت | آنجا کہ تو بہ بالِ کرامت پریدہ
ہر کس بہ قدرِ خویش بہ جائے رسیدہ است | آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ

پھر محرمِ اسرار فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ⑩ ہوئے حضرت رب العزت سے ہمکلام ہوئے جو کچھ آپ سے ارشاد کرنا تھا وہ ارشاد فرما کے دستِ بے کیف آپ کے پاک سینہ پر رکھ دیا اور آپ پر اوائل اور اواخر کے تمام علوم کے دروازے کھول دیئے۔

خاکی و بر اَوجِ عرش منزل

امی و کتاب خانہ در دِل

علومِ اسرار کو پوشیدہ رکھنے کا حکم ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علوم اسرار کی قوتِ برداشت اور تاب تحمل میرے سوا — کسی میں نہیں ہے اور بعض خاص علوم کا مجھ کو اختیار عنایت کیا کہ خواص میں سے جس کو چاہوں سکھاؤں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جس کا تذکرہ زرقانیؒ نے کیا ہے کہ خلفائے اربعہ سے آپ ان علوم اور معارف کا بیان فرماتے تھے اور علومِ دین اور اسرارِ شریعت کو خاص و عام تک پہنچانے کا حکم ہوا۔

دیکھا وہ جو عقل میں نہ آوے | نے وہم نہ درک میں سماوے
اللہ سے سُنا کلامِ قُدسی | پہنچایا یہاں پیامِ قدسی
بے پردہ و بے حجاب دیکھا | اللہ کو بے نقاب دیکھا
نظارہ کیا اسی نظر سے | دیکھا ہے جمال چشمِ سر سے
جو راز و نیاز واں ہوئے تھے | جو ناز و نیاز واں ہوئے تھے
ہے اُس کا بیاں بیاں سے باہر | ہے اُس کا نشاں نشاں سے باہر

پھر ارشاد ہوا جبریلؑ نے تمہاری امت کے واسطے پُل صراط پر اپنے پروں کو پھیلانے کی جو درخواست کی ہے وہ ہم نے منظور کی۔ اور تمہاری امت میں سوائے مُشرک کے سب کو بخش اگر کوئی تمہاری امت میں سے نیک کام کا صرف ارادہ کرے گا اُس کے حساب میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور نیک کام کرنے کی صورت میں دس نیکیوں کا ثواب اُس کو ملے گا اور بُرے کام کے ارادہ کرنے پر باز پُرس نہ ہوگی اور بُرائی کے کرنے پر صرف ایک گناہ اُس کے حساب میں لکھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خزانۂ عرش میں سے سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں عنایت کیں از اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ○ پھر آپ کو پچاس وقت کی نماز کا حکم ملا وہاں سے مراجعت فرمانے پر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ نے آپ سے کہا میری امت پر صرف دو وقت کی نماز دو دو رکعت صبح دو دو رکعت شام فرض ہوئی وہ اس کے ادا کرنے میں قاصر رہی آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی ہے

Marfat.com

وہ کس طرح کوتاہی نہ کرے گی، یہ سن کر حضرت رحمۃ للعالمین مکرر سہ کرر بارگاہِ رب العزت تشریف لے گئے اور پانچ وقت کی نماز کا حکم حاصل کیا اور ارشاد ہوا کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے حکم میں ہیں یعنی اگرچہ بظاہر صورت پانچ ہیں لیکن حقیقت میں باعتبار ثواب کے پچاس ہیں۔

علماء نے لکھا ہے آپ کو روحانی معراج کئی مرتبہ ہوئی لیکن جسمانی معراج ایک مرتبہ ہوئی اور آپ نے دو مرتبہ ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ سورج گہن کی نماز میں اور دوسری مرتبہ معراج میں، اور آپ نے معراج میں بلا کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کلام فرمایا ہے تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے براہِ راست خود آپ کو عنایت کی ہیں، ایک سوائے مشرک کے ساری امت کا بخشا جانا۔ دوسرے سورۃ بقر کی آخری دو آیتیں، تیسرے پانچ وقت کی نماز۔

پھر ارشاد ہوا، اے حبیب جو چاہو طلب کرو، آپ نے عرض کیا، تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور مقام خلیل عنایت کیا، موسیٰ کو اپنا ہمکلام بنایا، داؤد کو بڑی سرورری عنایت کی لوہے کو اُن کے واسطے نرم کر دیا۔ اور پہاڑ کو اُن کے مطیع کر دیا۔ سلیمان کو مُلکِ عظیم بخشا، اِنس و جن اور شیاطین کو اُن کا زیرِ فرمان کیا اور ہوا کو اُن کے لئے مسخر کیا اور اُن کو ایسی سلطنت عطا کی کہ اُن کے بعد کسی کے شایانِ شان نہیں ہے اور عیسیٰ کو تورات اور انجیل کی تعلیم دی، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اُن کے ہاتھ پر شفا دی اور وہ تیرے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور اُن کو اور اُن کی والدہ کو تو نے شیطانِ رجیم سے پناہ دی چنانچہ شیطان کی رسائی اُن دونوں تک قطعاً نہ تھی۔ پروردگار تعالیٰ نے آپ سے ارشاد کیا میں نے تم کو اپنا حبیب کیا (چنانچہ تورات میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ محمد حبیب رحمان ہے) اور میں نے تم کو تمام عالم کے لئے خوش خبری دینے والا اور عذاب سے آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا اور تمہارے سینہ کو کھول دیا۔ اور تم پر سے گناہوں کا بوجھ ہٹا دیا اور تمہارا ذکر بلند کر دیا، جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تم میرے ساتھ ذکر کئے جاتے ہو اور اُن تمام اُمتوں سے جو وجود میں آچکی ہیں تمہاری امت کو بہتر قرار دیا اور تمہاری امت کو اُمتِ وَسَط بنایا اور تمہاری امت کو باعتبار حشر و نشر اور جنت میں داخل ہونے کے اوّل قرار دیا اور تمہاری امت کو باعتبار وجود کے آخر کیا اور ارشاد کیا تمہاری آفرینش سب انبیاء سے پہلے کی اور تمہاری بعثت سب کے آخیر میں کی اور تم کو سبعِ مثانی دیا جو کسی نبی کو نہیں دیا گیا یعنی سورۂ فاتحہ اور تم کو نہر کوثر عنایت کی اور تم کو خزانۂ عرش میں سے سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں عنایت کیں جو کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئی ہیں۔

نہ دیدہ انبیا ایں عزت و ناز — کہ از حق یافت ایں جا آں سرفراز

سرفرازِ دو عالم اوست ایں جا — حقیقت مغز بُد با پوست ایں جا

بہ ہر اندیشۂ اُو نغز آمد — ازاں در آفرینش مغز آمد

Marfat.com

نیاید ہیچ کس چوں او دگر عزّ ـــــ نباشد مثلِ او در دہر ہرگز

پھر ارشاد ہوا جاؤ جنت کی سیر کرو، آپ نے امتثال امر کیا، آپ سے دریافت فرمایا۔ تم اپنی امت کا مقام دیکھ کر خوش ہوئے عرض کیا بندے کو اپنے مولیٰ سے ناخوش ہونے کی طاقت کہاں ہے، ارشاد ہوا یہ سب نعمتیں تمہارے دوستوں کے واسطے ہیں دشمنوں پر حرام ہیں پھر آپ نے دوزخ کے طبقات ملاحظہ فرمائے پہلا طبقہ بہ نسبت اور طبقوں کے خفیف تھا اس میں پناہ بہ خدا اتنا جوش اور خروش تھا کہ اگر اس کی آواز دُنیا میں آجائے تو کوئی جاندار جیتا نہ رہے آپ نے دربان سے جس کا نام مالک تھا دریافت فرمایا۔ یہ طبقہ کس کی امت کے واسطے ہے وہ خاموش ہوا آپ نے فرمایا خاموش نہ ہو، صاف صاف بتا دو تاکہ تدارک کرسکوں اُس نے کہا یہ آپ کی امت کے واسطے ہے آپ اپنی امت کو نصیحت فرمائیں تاکہ وہ اللہ کی نافرمانی سے بچے اور گناہوں سے اجتناب کرے حضرت رحمۃ للعالمین نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا اے میرے مولیٰ، مجھ کو جب اس کے دیکھنے سے تکلیف ہوئی تو ضعیفوں کو اس کے عذاب کی طاقت کیوں کر ہوگی۔ ارشاد ہوا اے میرے حبیب تمہارے رنج و ملال کو دیکھ کر میں نے تمہاری دُعا قبول کی قیامت کے دن تمہاری شفاعت سے اتنے گُنہ گاروں کو بخشوں گا کہ تم کہد و گے بس (شعر)

نماند بہ عصیاں کسے در گرو ـــــ کہ دارد چنیں سید پیش رو

حضرت رحمۃ للعالمین نے خوش ہو کر فرمایا اگر ایک شخص بھی میری امت میں سے دوزخ میں رہے گا میں بہشت نہ جاؤں گا ؎

دیا جو ساتھ امت کا عنایت اس کو کہتے ہیں
پیمبر ہوں تو ایسے ہوں شفاعت ہو تو ایسی ہو

جب آپ وہاں سے مرخص ہوئے جنابِ باری کا ارشاد ہوا، یہاں کے انعامات اپنی اُمت سے بیان کرو تاکہ وہ عبادت دل لگا کر اچھی طرح کرے عرض کیا میرے قول کی تصدیق کون کرے گا ارشاد ہوا، ابو بکرؓ،

آپ نے صبح کو رات کے تمام مشاہدات بیان فرمائے سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ نے تصدیق کی اور صدیقیت کا مبارک خطاب پایا پھر سب مسلمانوں نے اقرار کیا عنایاتِ سرمدی کے مستحق ہوئے، کافروں نے انکار کیا اور بدبخت ابدی ہوئے۔

کوچہ ترا فردوس ہے یا خلدِ بریں ہے ـــ یا عرش ہے یا مَہبطِ جبریلِ امیں ہے
ہر ذرّہ ہے یاں خاک کا خورشید سے بہتر ـــ کرتا ہے سدا رشکِ فلک یہ وہ زمیں ہے
خوباں جہاں لاکھوں ہوئے سینکڑوں ہونگے ـــ عالم میں مگر تجھ سا نہ ہوگا نہ کہیں ہے

Marfat.com

تل تیرا چَہِ زَنَخداں تیرا زمزم
رُو کعبہ ابرو تیرا محراب یقیں ہے

تابش سے ترے حسن کی چھلنی ہیں نقابیں
کیونکہ دیدہ و دانستہ کہیں پردہ نشیں ہے

کعبہ سے بھی جب تیرا مکاں ہو گیا برتر
ممکن نہیں پھر وصف کہ تو کیسا مکیں ہے

جس جس کے گلستانِ جہاں زیر نگیں تھا
کیا شان ہے اس گل کا ہر اک زیر نگیں ہے

منسوخ کئے تیری شریعت نے سب ادیاں
کیا دین جہاں گیر ہے کیا شرع متیں ہے

وہ دل ہی نہیں جس میں ترا عشق نہ ہووے
وہ مُنہ ہی نہیں جس میں تیرا ذکر نہیں ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

تیرھواں محسنہ ہجرت کے بیان میں

ابو طالب کے انتقال کے بعد کافروں کے حوصلے بڑھ گئے انھوں نے آپ کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور آپ کے صحابہ کو بھی تنگ کرنے لگے، آپ نے صحابہ کو ہجرت کا مشورہ دیا۔ اور وہ آپ کی اجازت سے ایک ایک دو دو کر کے ہجرت کرنے لگے۔ کافروں نے جب دیکھا کہ آپ کے اصحاب یکے بعد دیگرے جا رہے ہیں اُن کو خیال ہوا کہیں آپ بھی تشریف نہ لے جائیں۔ کیونکہ آپ کے تشریف لے جانے پر اسلام کو پھیلنے سے پھر کوئی نہیں روک سکتا، چنانچہ کافروں کے زعماء دار الندوہ میں جمع ہوئے انھوں نے بنی ہاشم میں سے ایک کو بھی شریک نہ کیا۔ ہر ایک نے اپنی تجویز پیش کی اَبُو الْبَخْتَرِی بن ہشام نے رائے دی کہ آپ کو ایک حجرہ میں بند رکھا جائے حجرہ کے دروازہ کو تیغہ لگا دیا جائے۔ حجرہ میں صرف ایک روزن رکھا جائے اس میں سے آپ کو پانی اور روٹی دیتے رہا کریں ابو الاسود ربیعہ بن نمبر نے کہا آپ کو ایک اونٹ پر بٹھا کر مکہ سے نکال دیا جائے تاکہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ ابوجہل بولا یہ دونوں تجویزیں بے کار ہیں بہتر صورت صرف یہی ہے کہ عرب کے مختلف قبائل میں سے کچھ جوان چن لئے جائیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اُس نے پانچ قبائل میں سے پانچ جوان لینے کی تجویز پیش کی ہر جوان کو ایک دھار دار تلوار دی جائے اور اُن سے کہہ دیا جائے کہ وہ مل کر یک وقت آپ پر حملہ کر دیں، سب کی تلواریں ایک ساتھ آپ پر پڑیں اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کس کی تلوار سے العیاذ باللہ آپ کی وفات ہوئی۔ اس صورت میں بنی ہاشم بہ یک وقت پانچ قبائل سے لڑائی مول نہ لیں گے اور خون بہا لینے پر رضامند ہو جائیں گے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ⑧ —— (الصف:۸) یعنی یہ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونک مار کر گل کر دیں

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو خوب روشن کر دے گا، اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے، محافظ حقیقی اُن کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنا رہا تھا چنانچہ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿30﴾ (الانفال:۳۰) یعنی اے نبی اُس وقت کو یاد کرو جب کافر تم پر داؤ چلانا چاہتے تھے تاکہ تم کو گرفتار رکھیں یا تم کو مار ڈالیں یا تم کو دیس بدر کریں اور یہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔

دوپہر کے وقت جبرئیلؑ نے آکر کافروں کے ارادہ سے آپ کو مطلع کیا اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہجرت کی اجازت دیتا ہے آپ نے دریافت فرمایا میرا رفیق سفر کون ہوگا، جبرئیلؑ نے کہا ابوبکرؓ آپ کے ساتھی ہیں یہ سن کر آپ اسی وقت دوپہر کو ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے آپ کا معمول تھا کہ صبح یا شام اُن کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، آپ کے بے وقت پہنچنے پر ابوبکرؓ سمجھ گئے کہ کسی خاص وجہ سے آپ کی تشریف آوری ہوئی ہے اُس وقت ابوبکرؓ کے گھر میں بجز ان کی دو صاحبزادیوں کے (اسماءؓ اور عائشہؓ) کوئی اور نہ تھا۔ آپ نے پہنچتے ہی فرمایا سب کو ہٹا دو، ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہاں تو بجز ان دو لڑکیوں کے اور کوئی نہیں ہے، آپ ارشاد فرمائیں کیا بات ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ہجرت کا حکم دیا ہے عرض کیا کیا میری رفاقت رہے گی آپ نے ہاں میں جواب دیا، یہ جواب سُن کر جناب ابوبکرؓ کے آنسو بہنے لگے عائشہؓ فرماتی ہیں اس سے پہلے مجھ کو علم نہ تھا کہ انتہائے خوشی میں بھی سیلِ اشک رواں ہو جاتا ہے۔

چند روز پیشتر ابوبکرؓ نے آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تھی، آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ دن مزید توقف کرو، شاید تمہارا کوئی ساتھی بھی ہو جائے، اس ارشاد کو سُن کر ابوبکر کو خیال ہوا شاید آپ ہی کی رفاقت مجھ کو نصیب ہو، چنانچہ انھوں نے دو اونٹنیاں فوراً خرید لیں، اُن میں سے ایک کا نام قصویٰ تھا۔ ان اونٹنیوں کو آپ اپنے گھر پر ہی دانہ چارہ دیتے تھے باہر چرنے کو نہیں بھیجتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ذکر فرما کے ارشاد کیا سواری کا بندوبست کر لو، ابوبکرؓ نے عرض کیا دو اونٹنیاں حاضر ہیں، ان میں سے ایک آپ کی ہے، ان کی خواہش تھی کہ آپ اس اونٹنی کو تحفہ میں قبول فرمالیں، لیکن اس موقع پر آپ نے قیمت ادا فرما کے چار سو درہم میں ایک اونٹنی کو جس کا نام قصویٰ تھا خرید لیا۔

آپ اپنے گھر تشریف لے گئے وہاں آپ نے علیؓ سے فرمایا، آج رات میری چادر اوڑھ کر

Marfat.com

میرے بستر پر لیٹ جانا، آپ کے پاس اہل مکہ کی جو کچھ امانت تھی وہ آپ نے اُن کے سپرد کی۔ تاکہ ہر ایک کی امانت اس کے سپرد کر دیں۔

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ابوبکرؓ نے انتظام مکمل کیا اپنے غلام عامر بن فُہیرہ سے کہا تم بکریوں کا ریوڑ لے کر روز غار ثور کی طرف آیا کرنا۔ تاکہ اُن کا دودھ ہمارے کام آئے اور اپنے فرزند عبداللہؓ سے کہا تم دن بھر لوگوں کی گفتگو سنا کرو اور چرواہے کے ساتھ غار پر آکر کیفیت سے مطلع کیا کرو اور عبداللہ بن الاُریقط لیثی سے (بعض روایتوں اُریقد یا اُرقد آیا ہے) جو راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف تھا، اجرت ٹھہرا کر بات پختہ کر لی تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خود ابوبکر کو گھاٹیوں سے نکال کر مدینہ منورہ پہنچا ئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز اپنے گھر میں تھے کہ بدبخت ابوجہل کافروں کی جماعت کو لیکر پہنچ گیا اور آپ کے گھر پر گھیرا ڈال دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے اس وقت آپ پر سورۃ یٰسین کی ابتدائی چند آیات نازل ہوئیں چنانچہ آپ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿8﴾ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿9﴾ (یٰس: ۸-۹) ——— اور وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿45﴾ ——— (بنی اسرائیل: ۴۵) تلاوت فرماتے ہوئے اور مٹھی میں مٹی میں کنکر لیکر کافروں کی طرف پھینکتے ہوئے اُن کے بیچ میں سے نکلتے ہوئے ابوبکرؓ کے گھر کو روانہ ہو گئے اللہ جل شانہ نے خاک کی اس ایک مٹھی سے کافروں کو اندھا کر دیا۔ اُن کو آپ کے تشریف لے جانے کی مطلقاً خبر نہ ہوئی۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ جس جس پر آپ کی پھینکی ہوئی کنکری جا کر پڑی تھی وہ سب کے سب بدر کے دن مارے گئے۔ ان اشقیاء نے دُنیا میں بھی اپنے کیے کی سزا پالی۔

ابوبکرؓ آپ کے انتظار میں تھے، آپ کے پہونچتے ہی وہ آپ کو لے کر غار ثور روانہ ہو گئے، یہ غار مکہ مکرمہ سے ڈھائی تین میل کے فاصلہ پر پہاڑ کے اوپر واقع ہے راستہ بھر ابوبکرؓ کبھی آپ کے آگے کبھی دائیں کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتے تھے آپ نے دریافت فرمایا اے ابوبکرؓ یہ کیا کرتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ جب کسی کمین کا خیال آتا ہے کہ کہیں گھات میں نہ بیٹھا ہو تو دائیں بائیں اور آگے چلنے لگتا ہوں اور جب کسی تعاقب کرنے والے کا خیال آتا ہے کہ کوئی تلاش میں پیچھے سے نہ آرہا ہو تو پیچھے چلنے لگتا ہوں۔

یہ ہے سچا اخلاص دیکھو قدم کو — محبت میں رکھا ہے کیسا جما کے
خدا اُن سے راضی ہوا وہ خدا سے — نبی کی محبت سے دل کو بسا کے

Marfat.com

غارِ ثور پہنچ کر ابو بکرؓ نے عرض کیا، آپ ذرا توقف فرمائیں، میں اُتر کر غار کو صاف کر لوں چنانچہ وہ غار میں اُترے اور اس کو صاف کیا، وہاں کچھ سوراخ تھے اُن کو اپنے تہ بند کا ایک حصہ پھاڑ کر بند کیا دو سوراخ رہ گئے۔ اُن پر اپنی ایڑیاں رکھدیں پھر آپ سے تشریف لانے کو عرض کیا چنانچہ آپ غار میں اترے اور ابو بکرؓ کے گھٹنے پر سرِ مبارک رکھکر قدرے استراحت فرمائی۔ اس عرصہ میں ایک نہایت ہی زہریلے سانپ نے ابو بکر کی ایڑی کو ڈس لیا۔ باوجود انتہائی درد کے انھوں نے پاؤں کو قطعاً حرکت نہ دی۔ تکلیف کی وجہ سے اُن کے آنسو نکل آئے اور اتفاق سے ایک قطرہ بہہ کر آپ کے رخسار شریف پر جا پڑا۔ آپ کی آنکھ کُھل گئی، کیفیت معلوم ہونے پر آپ نے لُعابِ دَہَن لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔

رزین عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ کی وفات کے وقت وہ زہر آپ کے بدن میں پھیل گیا اور آپ کی وفات اُسی زہر سے ہوئی

محبت میں فانی تھے صدیق اکبرؓ ❋ نہ تھی فکر اُن کو بہ جُز فکرِ سرور
وہ راہِ خدا میں سبھی دے چکے تھے ❋ دل و جان و اولاد و مال و تن و سر

جمعرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب کو یا اتوار کا دن تمام کر کے پیر کی شب کو آپ غارِ ثور تشریف لے گئے، جب آپ غار میں داخل ہو گئے تو اللہ کے حکم سے ہوا نے دو جھاڑیاں لا کر غار کے دہانہ پر ڈال دیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قادرِ مطلق کے حکم سے ثُما کا پودہ غار کے دہانہ میں اگا کبوتر کے ایک جوڑے نے آکر وہاں گھونسلہ بنا لیا اور انڈے دیدیئے اور مکڑی نے غار پر جالا تان دیا ؎

عنکبوتے را بہ حکمت دام داد
صدرِ عالم را درو آرام داد

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے دن کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا وہ کبوتر اسی جوڑے کی نسل سے تھے جس نے غار کے دھانے میں گھونسلہ بنا کر انڈے دئے تھے اور اس کی نسل اب تک حرم شریف میں امن سے رہتی ہے۔

حضرت علیؓ آپ کے بستر پر لیٹے رہے اور کافر باہر انتظار کرتے رہے، صبح کو وہ اُٹھے جب ابو جہل اور اس کے رفقا نے اُن کو دیکھا تو حیران رہ گئے آپ سے دریافت کیا تمہارے ساتھی کہاں ہیں، آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا، بعض روایات میں آیا ہے کہ اس موقع پر بدبختوں نے آپ کے ساتھ کچھ سختی بھی کی، آخر کو ابو جہل اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچا وہاں آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ موجود تھیں، ابو جہل نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ کہاں ہیں۔ انھوں نے بھی

Marfat.com

لاعلمی کا اظہار کیا۔ ابوجہل نے غصّہ میں بھر کر اُن کے رخسار پر اس زور سے چانٹا مارا کہ اُن کے کان میں سے آویزہ نکل کر دُور جا پڑا۔

ابوجہل اور اُس کے رفقا بہت پریشان ہوئے۔ اسی وقت انھوں نے مشورہ کر کے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان دونوں کا پتہ لگائے گا اُس کو ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ انعام کے لالچ میں ہر ایک نے تلاش شروع کر دی خود ابوجہل وغیرہ نے ایک ماہر قائف کو ساتھ لیا یعنی نقشِ قدم پہچاننے والے کو، وہ قائف ان کو لے کر نشانِ قدم دیکھتا ہوا غارِ ثور تک پہونچا اور اُس نے کہا اس غار سے آگے نشان نہیں گیا ہے۔ یہ سُن کر اُمیّہ بن خلف نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

یہاں آؤ دیکھو ذرا غور کر کے ‍ ‍ ‍ کبوتر کے رکھے ہوئے ہیں یہ انڈے
یہ مکڑی کا جالا ہے کتنا قدیمی ‍ ‍ ‍ محمد سے ہے پیشتر کا یقینی
نہیں دیکھتے پھر یہ ہیمیا طلسمی ‍ ‍ ‍ کہاں اس میں ہوگا کوئی فرد انسی
وہ خوش تھا کہ سب نے کہا میرا مانا ‍ ‍ ‍ میں سمجھا گیا سب میں بینا و دانا
یہ سمجھا کہ قدرت کی کاریگری ہے ‍ ‍ ‍ ہے صدیقؓ اس میں اسی میں نبی ہے
طلسمی نہیں ہے یہ ہیمیا ہے اعجاز ‍ ‍ ‍ محمد کو رب نے کیا ہے سرافراز
یہ جالا نہیں ہے یہ ہے خاص پردہ ‍ ‍ ‍ بچاؤ کا حق نے نکالا ہے رستہ
سراسر عنایت ہے اُس ذوالمنن کی ‍ ‍ ‍ حقیقت نہیں کچھ بھی آبِ دہن کی

ادھر تو کافروں کی یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر ابوبکرؓ نے پریشان ہو کر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ کافر ذرا جھک کر زیرِ قدم دیکھیں تو یقیناً یہ ہم کو دیکھ لیں گے آپ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی غمگین مت ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے یہ بھی ارشاد کیا مَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُهُمَا یعنی ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ جل شانہ، ہے

ابوبکرؓ کے خوف پر آپ بولے ‍ ‍ ‍ کرو تم نہ اپنے کو ہلکان ہرگز
ہماری رفاقت میں ہے پاک مولیٰ ‍ ‍ ‍ نہیں ہم کو بھولا ہے رحمان ہرگز

تین رات غار میں آپ دونوں کا قیام رہا۔ عبداللہؓ فرزند حضرت ابوبکرؓ حسب ہدایت بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ شام کو غار جاتے اور رات وہاں رہ کر فجر کو مکہ مکرمہ لوٹ آتے تھے چوتھی رات کو ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ دونوں اونٹنیوں کو لے کر عبداللہ بن اُرَیقط کے ہمراہ حاضر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے غلام کو لے کر دوسری اونٹنی پر، عبداللہ بن اُریقط اپنی اونٹنی پر سوار تھا۔ ابراھیم ابن اسعد کی روایت ہے کہ پیر کی شب

Marfat.com

تھی اور ماہ ربیع الاوّل کی چوتھی تاریخ تھی جب آپ غار سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے، جب آپ روانہ ہونے لگے تو آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف دیکھا اور مکہ مکرمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی زمین میں تیری سرزمین سب سے زیادہ مجھ کو محبوب ہے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی زمین میں تیری سرزمین سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے اور اگر تیرے اہل یعنی تیرے رہنے والے مجھ کو نہ نکالتے میں تجھ سے نہ نکلتا یہ فرما کے آپ روانہ ہو گئے، یہ مبارک قافلہ عبداللہ کی رہبری میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس جتنا نقد روپیہ تھا وہ سب انھوں نے آپ کی خدمت کے واسطے ساتھ لے لیا، ساری رات اور پھر آدھے دن تک سفر برابر جاری رہا دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کرنے کو رُکنا ہوا تھوڑی دیر استراحت فرمانے کے بعد پھر سفر شروع ہوا حضرت ابوبکرؓ تمام راستہ چاروں طرف دیکھتے جاتے تھے کہ کہیں کوئی دشمن بیٹھا نہ ہو یا کوئی تعاقب میں آنہ رہا ہو، استراحت فرمانے کے بعد تھوڑا ہی سفر طے کیا تھا کہ پیچھے سے سُراقہ بن مالک بن جُعشم کنانی پر ابوبکرؓ کی نظر پڑی وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑائے چلا آرہا تھا حضرت ابوبکرؓ کو آپ کی فکر لاحق ہوئی اور بے چین ہو کر رونے لگے آپ نے جب اُن کو روتا دیکھا دریافت فرمایا کیوں رو رہے ہو انھوں نے سُراقہ کا ذکر کیا آپ نے یہ سُن کر یوں دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ ـــــــ یعنی اے اللہ ہم کو اُس کے شر سے جس طرح تو چاہے بچالے یہ دُعا کرتے ہی سراقہ کے گھوڑے کے پیر سنگلاخ زمین میں فوراً دھنس گئے، سراقہ یہ کیفیت دیکھ کر حیران ہوا اور اُس نے بآواز بلند آپ سے کہا اے محمد میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے آپ دُعا فرمائیں تاکہ میں اس ورطہ سے نجات پاؤں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی تلاش میں جو جو بھی میرے پیچھے چلا آرہا ہے میں اُن سب کو بہکا کر لوٹا دوں گا اور میں آپ کو اپنا یہ ایک تیر دیتا ہوں، تھوڑی دُور آگے چل کر آپ کو میرے اونٹ اور بھیڑیں ملیں گی آپ چرواہے کو میرا تیر دیدیں اور مویشیوں میں سے جو چاہیں لے لیں آپ نے فرمایا نہ میں تیر لوں اور نہ مجھ کو مویشی کی ضرورت ہے البتہ ہمارا پیچھا کرنے والوں کو لوٹا دو، پھر آپ نے دعا فرمائی اور گھوڑے کے پیر زمین سے نکل آئے سراقہ واپس مکہ کو روانہ ہوا، اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا جو بھی اُس کو راستہ میں تعاقب کرنے والا ملا اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ تم کہاں جارہے ہو میں اپنے باد رفتار گھوڑے پر دُور تک دیکھ آیا ہوں، میں نے کہیں بھی محمد کا پتہ نہیں پایا ہے، سراقہ کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں توفیق دی اور وہ اسلام لے آیا اور مشہور صحابہ میں اس کا شمار ہوا۔

یہ مبارک قافلہ موضع قدید پہنچا وہاں راستہ کے کنارے اُمّ مَعبد کا خیمہ ملا، یہ عورت بڑی شجاع سمجھدار اور مہمان نواز تھی اُس کے شوہر بھیڑ بکریوں کو چرانے لے کر گئے تھے اس کے پاس کوئی

Marfat.com

تھے نہ تھی جس کو پیش کر کے حقِ ضیافت ادا کرتی وہ پریشان نظر آئی، آپ نے ایک بکری خیمہ کے کونے میں بندھی دیکھی اور اُس کے متعلق اُمِ معبد سے دریافت فرمایا، اس نے کہا یہ خشک ہے اور اتنی لاغر اور کمزور ہے کہ چرنے نہیں جا سکتی اس لئے یہاں بندھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا اگر اجازت ہو تو میں اس کو دُوہ لوں، عرض کیا آپ بہ شوق دُوہ لیں لیکن اس میں دودھ تو نہیں ہے آپ نے بکری کے تھنوں پر اللہ کا نام لے کر ہاتھ پھیرا، پھر اُمِ مَعبد سے ایک برتن طلب کیا اور اُس کا دودھ نکالا، پہلے آپ نے اُمِ مَعبد کو دودھ پلایا پھر اپنے رفقا کو، جب آپ نے ابوبکرؓ کو دودھ پیش کیا انھوں نے عرض کیا پہلے آپ نوش فرمائیں آپ نے ارشاد کیا ساقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا

یعنی قوم کو پلانے والا آخیر میں پیا کرتا ہے۔ چنانچہ سب کو پلانے کے بعد آپ نے نوش فرمایا اس کے بعد پھر اسی کیفیت سے دوسرا دَور ہوا، جب سب کا شکم سیر ہو گیا آپ نے برتن میں دودھ دُوہ کر اُمِ معبد کو دیا تاکہ اَبُو مَعبد کے آنے پر اُن کو دیدیا جائے۔ ایک روایت میں آیا ہے پھر آپ نے بکری کو خرید لیا اور وہاں سے آپ روانہ ہوئے۔

چو آمد در سرائے اُمِ مَعبد — بُزے را دید شیرش خشک و مُفرد
سحابش گشت آں جَذبِ خریدار — کہ دیدِ او آفتاب آمد پدیدار
چو خواجہ دست بر پستاں نہادش — ز پستاں شیر چوں باراں کشادش
سپیدی یافت دست خواجہ زاں شیر — ید بیضا پدید آمد ز تقصیر

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ابو معبد آئے دودھ دیکھکر متعجب ہوئے، اُمِ معبد نے سارا واقعہ بیان کیا اور آپ کا حلیہ شریفہ اور بعض اخلاقِ مبارکہ اور اوصافِ طیبہ بیان کئے ابو معبد نے کہا یہ وہی صاحب قریش اور نبی مبارک ہیں جن کو اہلِ مکہ نے برسوں سے تنگ کر رکھا ہے پھر وہ اہل و عیال کو لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کا سفر بہت ہی خیر و خوبی کے ساتھ ہوا راستہ میں دسیوں معجزاتِ باہرات کا ظہور ہوا۔ دوپہر کے قریب پیر کے دن بارہ ماہِ مبارک ربیع انور کو آپ مدینہ منورہ پہنچے۔

آپ جمعرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب پہلی ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ سے غارِ ثور روانہ ہوئے تین شب وہاں قیام فرما کے چوتھی شب کو جبکہ ماہِ مبارک کی بھی چوتھی تھی غارِ ثور سے روانہ ہوئے بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کا سفر جمعرات کا دن تمام کر کے جمعہ کی شب سے شروع ہوا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پیر کی شب سے شروع ہوا علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان روایات کا اختلاف اس طرح رفع کیا جا سکتا ہے کہ جس نے مکہ مکرمہ کے مبارک شہر سے آپ کے رخصت ہونے اور روانہ ہونے پر نظر رکھی ہے اس نے جمعہ کی شب سے سفر شمار کیا ہے اور جس نے غارِ ثور سے روانہ ہونے کو سفر کا آغاز تصوّر کیا ہے اُس نے شب دوشنبہ سے سفر کا حساب لگایا ہے۔ آٹھ دن

Marfat.com

میں آپ کا سفر طے ہوا مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے چند روز قُبا میں قیام کیا اور وہاں آپ نے وہ پہلی مبارک مسجد شریف بنائی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط (التوبہ:۱۰۸) چونکہ آپ نے ہجرت کے بعد پہلے جمعہ کو نماز اسی مسجد شریف میں ادا فرمائی، اس لئے اس کا نام مسجد جمعہ مشہور ہوا آپ کا قیام ابھی قُبا ہی میں تھا کہ حضرت علیؓ آپ کی خدمت شریف میں پہنچ گئے۔ انھوں نے مکہ کرمہ میں ہرایک کی امانت اُس کو دے دی اور پھر کافروں سے چُھپ کر پاپیادہ روانہ ہوگئے آپ نے اکثر راتوں کو سفر کیا، آپ کے پیر زخمی ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک زخموں پر پھیرا، اللہ تعالیٰ نے فوراً شفا دی اور پھر اس کے بعد کبھی اُن کے پیروں میں تکلیف نہ ہوئی۔

قُبا سے آپ اپنی اونٹنی پر جمعہ کی نماز ادا فرما کے روانہ ہوئے حضرت ابوبکرؓ آپ کے پیچھے آپ ہی کی اونٹنی پر بیٹھے، تین میل کے فاصلے پر یثرب کی آبادی تھی آپ کی اونٹنی جب انصار کے محلہ میں داخل ہوئی تو ہر انصاری جس کے گھر کے سامنے سے آپ کی اونٹنی گزرتی تھی بہ صد شوق عرض کرتا تھا، یا رسول اللہ میرے گھر میں آپ قیام فرمائیں، آپ فرماتے تھے اونٹنی کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا ہے وہاں پر وہ خود بیٹھ جائے گی چنانچہ اونٹنی پہلے اُس مقام پر آکر بیٹھی جہاں اب آپ کی مسجد شریف بنی ہوئی ہے اور پھر وہاں سے جلد اٹھ کر ابوایوبؓ خالد بن زید بن کُلَیب کے دروازہ کے سامنے بیٹھ گئی وہ انصار کے قبیلہ بنی نجّار میں سے تھے اور پھر اُٹھ کر وہ اونٹنی پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی چنانچہ آپ نے اس جگہ پر مسجد شریف بنائی اور قیام ابوایوب خالدؓ کے گھر فرمایا۔ آپ نے یثرب کا نام طَابَہ اور طَیبَہ رکھا لیکن عام طور پر مدینۃُ الرسول کے نام سے یاد کرنے لگے یعنی رسول اللہ کا شہر اور پھر صرف مدینہ ہی پڑ گیا۔

جس دن آپ مدینہ منورہ پہنچے اہل مدینہ کی سب سے بڑی مسرّت اور عید کا وہ دن تھا جس وقت ابوایوبؓ کے دروازہ پر آپ کی اونٹنی رُکی بنی نجّار کی لڑکیاں دَف لے کر باہر نکل آئیں انھوں نے اپنے اپنے دف بجا کر خوشی سے گانا شروع کیا۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ .... يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ

یعنی ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کیا ہی اچھے پڑوسی ہیں آپ نے خوش ہوکر ان لڑکیوں سے فرمایا کہ کیا تم کو مجھ سے محبت ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے ارشاد کیا، اللہ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت رکھتا ہے۔ چھتوں پر عورتیں اکٹھی ہوگئیں اور انھوں نے شوق اور محبت میں گا کر کہنا شروع کیا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا .... مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا .... مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

Marfat.com

اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا   جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

تنبیہ ثنیّہ اور ٹیلے کو کہتے ہیں اور وداع رخصت کرنے کو ۔ حافظ عراقیؒ نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ کے جوانب میں ٹیلے ہیں ۔ جب کوئی مسافر وہاں سے جاتا ہے ٹیلوں تک اس کے عزیز اس کو رخصت کرنے جاتے ہیں اس لئے ان ٹیلوں کا نام رخصت کرنے کے ٹیلے پڑ گیا ، ان اشعار کا مطلب یہ ہے ۔

رخصت کرنے کے ٹیلوں کی طرف سے بدر کامل ہم پر طلوع ہوا ہے ۔ جب تک بھی کوئی اللہ کو پکارنے اور یاد کرنے والا باقی ہے یعنی جب تک دنیا قائم ہے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے ، اے وہ ذات گرامی جس کو اللہ نے ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا ہے آپ ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو مسلّم ہے اور اس کی اطاعت کی گئی ہے ۔

طبرانیؒ روایت کرتے ہیں کہ آپ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر راستوں پر لڑکوں کی ٹولیاں نعرے لگاتی پھرتی تھیں جَاءَ مُحَمَّدٌ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ـــــ یعنی محمد تشریف لے آئے اللہ کے رسول تشریف لے آئے ۔

خوش نصیب ہیں جن کو آپ کا پڑوس نصیب ہوا اور رشک فردوس بریں ہے وہ سرزمین جہاں محبوب رب العالمین اقامت گزیں ہوئے حضرت عمرؓ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ـــــ یعنی اے میرے مولیٰ تیرے راستہ میں مجھ کو شہادت نصیب ہو اور تیرے رسول کے دیار میں میری موت واقع ہو ۔

کے بود یا رب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بہ مکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

بر کنارِ زمزم از دل برکشم یک زمزمہ
کز دو چشم خوں فشاں آں چشمہ را دریا کنم

صد ہزاراں دی دریں سودا بہ سر امروز شد
نیست صبرم بعد ازیں کامروز را فردا کنم

یا رسول اللہ بہ سوئے خود مرا راہے نمای
تا ز فرقِ سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم

آرزوئے جنتُ الماویٰ بروں کردم ز دل
جنتم ایں بس کہ بر خاک درت ماوا کنم

خواہم از سودائے پابوست نہم سر در جہاں
یا بہ پایت سر نہم یا سر دریں سودا کنم

ہر دم از شوق تو معذورم اگر ہر لحظہ
جامی آسا نامہ شوقے دگر انشا کنم

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ

چودھواں محسنہ فتح مکہ کے بیان میں

جب عمر شریف اکسٹھ برس کو پہنچی اور ہجرت کا آٹھواں سال تھا ماہِ مبارک رمضان کے اخیر

Marfat.com

میں آپ نے بلا کسی مشقت اور زحمت کے مکہ مکرمہ کو فتح کیا، آپ کے ہمراہ دس ہزار جاں نثار تھے، آپ نے ایسا انتظام فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ کے لوگوں کو خبر تک نہ ہوسکی کہ آپ اتنی بڑی جمعیت لیکر مکہ مکرمہ کو فتح کرنے تشریف لا رہے ہیں آپ بڑے اطمینان سے کوچ پر کوچ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ مرّ الظہران پہنچ گئے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے صرف پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے یہاں پہنچکر آپ نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ آج کی رات تم میں سے ہر شخص آگ روشن کرے۔ چنانچہ ہر ایک نے آگ جلائی اور جنگل منوّر اور روشن ہوگیا۔

بارہ پندرہ دن سے اہلِ مکہ کو آپ کی کوئی خبر نہیں ملی تھی، سب کو ایک قسم کی بے چینی لاحق تھی، ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء مکہ سے نکلے تاکہ کسی راہ رو سے کچھ معلومات حاصل کرسکیں۔ انھوں نے کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ اُن کو جنگل میں چاروں طرف آگ ہی آگ جلتی نظر آئی وہ حیران رہ گئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت عباسؓ اُن کی طرف جا نکلے، انھوں نے ابوسفیان اور اُن کے رفقاء کو پہچان کر آواز دی اور اُن کو بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ظفر موج پڑی ہے اور سورج نکلتے ہی یہ فوج مکہ میں داخل ہوجائے گی۔ اس فوج سے مقابلہ تم لوگ کسی طرح نہیں کرسکتے، بہتر یہ ہے کہ تم کچھ تدارک کرلو اور اہلِ مکہ کو بے فائدہ قتل ہونے سے بچالو، ابوسفیان نے کہا اب ہم کیا تدارک کرسکتے ہیں اگر تمہاری سمجھ میں کوئی بات آتی ہو تو بتاؤ تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ عباسؓ نے کہا اے ابوسفیان بہتر یہ ہے کہ تم میرے ساتھ میری سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، تو مجھ کو اللہ سے امید ہے کہ ضرور کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے گی۔ ابوسفیان کے ساتھیوں نے بھی اس رائے کو پسند کیا چنانچہ ابوسفیان عباسؓ کے پیچھے سواری پر بیٹھے اور وہ سواری کو دوڑاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنے لگے۔ عباسؓ کو ڈر لگا ہوا تھا۔ کوئی ابوسفیان کو نہ پہچان لے اور وہ قتل نہ کر دئے جائیں اس لئے وہ جلد سے جلد آپ کی خدمت میں پہنچنا چاہتے تھے۔ اتفاق سے راستہ میں عمرؓ کی نظر ابوسفیان پر پڑگئی وہ تلوار لے کر دوڑے اُن کے پہنچنے سے پہلے عباسؓ آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور ابوسفیان کو آپ کے سامنے پیش کردیا۔ اس عرصہ میں عمرؓ بھی تلوار لئے پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ابوسفیان ہاتھ آیا ہے آپ اجازت دیں تاکہ اس کا سر قلم کردوں، عباسؓ فوراً بول اٹھے یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو امان دی ہے آپ بھی ان کو امان دیں۔ آپ نے عباسؓ سے کہا تم اس وقت ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور رات کو اپنے پاس بحفاظت رکھو، صبح کو سویرا ان کو لے کر میرے پاس آنا چنانچہ وہ صبح کو ابوسفیان کو لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے، آپ نے ابوسفیان کو دیکھکر ارشاد کیا وَيحَكَ يَا اَبَا سُفيَانَ

Marfat.com

اَلَمْ یَأْنِ لَکَ اَنْ تَعْلَمَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـــــــــ یعنی افسوس ہے تم پر اے ابوسفیان کیا اب تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم پہچان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے یہ سُن کر ابوسفیان نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں کیا ہی آپ کا حلم ہے، کیا ہی آپ کا کرم ہے اور کیا ہی آپ کا صلۂ رَحِم ہے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کوئی دوسرا معبود ہوتا تو یقیناً وہ میری مدد کرتا یہ سُن کر آپ نے ارشاد کیا وَیْحَکَ یَا اَبَا سُفْیَانَ اَلَمْ یَأْنِ لَکَ اَنْ تَعْلَمَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی افسوس ہے تم پر اے ابوسفیان کیا اب تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم پہچان لو کہ میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں، یہ سُن کر ابوسفیان نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں کیا ہی آپ کا حلم ہے، کیا ہی آپ کا کرم ہے اور کیا ہی آپ کا صلۂ رَحِم ہے۔ قسم ہے خدا کی کہ اس بات کے متعلق اب تک دل میں کچھ تردّد باقی ہے۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے اس جواب کو سُن کر مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی ابوسفیان پر حملہ نہ کر بیٹھے اور وہ قتل نہ ہو جائیں چنانچہ میں نے فوراً ابوسفیان سے کہا اے ابوسفیان افسوس ہے تم پر کہ تم کیوں نہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ـــــــــ کہتے، مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم کو کوئی قتل کر دے میرے اس کہنے کا ابوسفیان پر اثر ہوا اور وہ اسی وقت ایمان لے آئے۔

آپ نے عباسؓ سے کہا تم ابوسفیان کو لے جا کر راستہ پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ اسلام کی فوج اُن کے سامنے سے گزرے اور یہ اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیں، پھر آپ نے ابوسفیان سے کہا تم اسلام کی فوج کو دیکھ کر فوراً مکہ جاؤ اور وہاں صورتِ حال سے سب کو آگاہ کر دو، اور پھر اعلان کر دو کہ جو شخص مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے گا، اُس کی جان کی سلامتی ہے اور جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا، اس کی جان کی سلامتی ہے اور جو شخص اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے گا اس کی جان کی سلامتی ہے۔

ابوسفیان نے آپ کے ارشاد کے موافق پہلے سرفروشانِ اسلام کو دیکھا پھر فوراً مکہ پہنچ کر اعلان کیا کہ محمد اتنی زبردست فوج کو لے کر آئے ہیں کہ تم ہرگز اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ تھوڑی ہی دیر میں مکہ میں داخل ہو رہے ہیں میں اس وقت تمہارے پاس محمد کی طرف سے امن کا پیغام لے کر آیا ہوں، تم اپنے کو قتل سے بچاؤ اور اس امن کے پیغام کو قبول کرو پھر انہوں نے آپ کا پیغام سب کو سُنایا۔

آپ نے اسلامی فوج کے چار حصے کئے اور آپ نے سب سے تاکید فرمایا کہ تم ہرگز لڑائی نہ چھیڑنا۔ اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو پھر اللہ کا نام لے کر مدافعت کی حد تک لڑنا، آپ نے فوج کا ایک حصہ سیف اللہ خالد بن الولیدؓ کی قیادت میں دیا اور ان سے فرمایا کہ تم کُدیٰ سے از جانبِ لیط اَسْفَلِ مکہ

Marfat.com

سے شہر میں داخل ہونا اور ایک حصہ زُبیرؓ بن العوام کو سپرد کیا اور ان سے فرمایا کہ تم شمال کی جانب سے شہر میں داخل ہونا اور ایک حصہ سعد بن عبادہ انصاریؓ کے سپرد کیا اور ان سے فرمایا کہ تم غرب کی جانب سے شہر میں داخل ہونا، چونکہ سعدؓ کی طبیعت میں جوش کافی تھا اور اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ اہل مکہ کو نہ تیغ نہ کردیں اس لئے آپ نے قیادت ان کے فرزند قیس بن سعدؓ کو دلوادی جو کہ باوجود شجاعت کے قوت، تحمل اور برداشت سے بھی متصف تھے اور ایک حصہ جس میں مہاجرین کی جماعت تھی امین اُمّت اَبُو عُبَیدَہ الجراحؓ کے سپرد کیا اور آپ خود بھی اسی جماعت کے ساتھ رہے، آپ نے سب سے فرمایا کہ شہر کے قریب پہنچ کر ایک گھڑی توقف کر لینا پھر شہر میں داخل ہونا، آپ کدار سے از جہت اعالی مکہ شہر میں داخل ہوئے، آپ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے نہایت ہی عاجزی اور نیاز مندی کے ساتھ اپنے سر مبارک کو کجاوہ کے اگلے حصہ پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ دائم احسانہٗ کے سامنے سجدہ میں رکھا ہوا تھا، آپ عبودیت کا بے مثال مظاہرہ فرماتے ہوئے مسجدِ حرام پہنچے۔

جس طرف سے خالد بن ولیدؓ شہر میں داخل ہوئے ادھر عکرمہ پسر ابوجہل اور صفوان پسر اُمیّہ اور اُن کے رفقاء شورہ پشت جماعت کو لیکر کھڑے ہوگئے۔ انھوں نے خالدؓ کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی اور تیر برسا کر اُن کی فوج کے کچھ افراد کو زخمی کیا، دو اشخاص اور ایک روایت میں ہے کہ تین اشخاص شہید بھی ہوئے یہ دیکھ کر خالدؓ نے کافروں کو مار بھگانے کا حکم دیا، حکم کی دیر تھی اور تھوڑی دیر میں راستہ بالکل صاف تھا۔ کافروں کے تیرہ آدمی یا اٹھائیس آدمی مارے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ کافروں میں سے ستّر افراد مارے گئے، سوائے خالدؓ کی طرف کے کسی طرف لڑائی نہیں ہوئی اور تمام افواج بآرام مسجدِ حرام پہنچ گئیں۔

خُلقِ عظیم کی اعلیٰ مثال

مسجدِ حرام پہنچ کر آپ نے پہلے اپنی اونٹنی پر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور پھر آپ نے اہلِ مکہ سے خطاب کیا اور فرمایا اے قریش کی جماعت تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ اب کیا سلوک کروں گا، اگرچہ کافروں نے آپ کو عمر بھر طرح طرح سے ستایا تھا اور آپ کے قتل کرنے کی انتہائی کوشش کی تھی لیکن وہ آپ کے اخلاقِ اعلیٰ سے پوری طرح واقف تھے وہ جانتے تھے کہ آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے ہرگز نہیں دیتے اس لئے اُن سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا، ہم کو پورا یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے، آپ ہمارے اچھے اور کریم بھائی ہیں اور اچھے کریم بھائی کے فرزند ہیں، آپ نے فرمایا میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا ——

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ 92 —— یعنی اب تم پر کوئی الزام نہیں
(یوسف ۱۲)

Marfat.com

ہے، اللہ تمہارے قصور معاف کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھکر بڑا مہربان ہے پھر آپ نے فرمایا:
اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ اللّٰہِ —— یعنی جاؤ تم سب اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہو، سُبحان اللہ عمر بھر کی اذیت پر یہ شفقت اور مقدرت پر یہ رحمت،

عفو کیں سب کی خطائیں ایک ایک
پھر محبت سے کیا اُن کو خطاب
رحم فرمائے خدا تم پر مُدام
کردئے اُس نے گنہ سب کے معاف

عمر بھر جس نے ستایا آپ کو
اب نہیں الزام جاؤ خوش رہو
وہ بڑا ہی مہرباں ہے دیکھ لو
تم سبھی آزاد کردہ اُس کے ہو

آپ نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا، کفر کی ظلمت اور شرک کی نجاست زائل ہوئی اسلام کا نور روشن ہوا توحید کا نعرہ بلند ہوا۔ وہ لوگ جو تھوڑی دیر پہلے تک آپ کے خون کے پیاسے تھے آپ کے حلم، کرم، عفو، شفقت، انکساری اور اخلاقِ اعلیٰ کو دیکھکر آپ پر دل و جان سے فدا ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں آ آکر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

نام روشن ہوگیا اسلام کا
کافروں کے حوصلے فانی ہوئے
لب پہ سب کے کلمۂ توحید تھا
آپ کے اخلاقِ اعلیٰ دیکھکر

آپ جب داخل ہوئے بیت الحرام
مشرکوں کا مٹ گیا مکّہ سے نام
نورِ وحدت سے ہوا روشن مقام
دشمنِ جانی ہوا دل سے غلام

مکہ مکرمہ کو فتح کرنے سے پہلے آپ نے گیارہ مردوں اور سات عورتوں کے متعلق اعلان فرمادیا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں اُن کو قتل کردیا جائے ان میں سے چار مرد اور تین عورتوں کو قتل کیا گیا، باقی گیارہ افراد کو آپ نے معاف فرمایا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

عکرمہ کا اسلام لانا

جن گیارہ افراد کو آپ نے بعد میں امان دی ہے اُن میں سے ایک عکرمہ پسر ابوجہل ہیں یہ آخیر وقت تک آپ کی مخالفت پر تُلے رہے۔ خالدؓ کی فوج سے لڑے جب اپنے کو بے بس اور مغلوب پایا تو راہِ فرار اختیار کی اور جدّہ کو روانہ ہوئے اُن کی بیوی اُم حکیم دُختر حارث بن ہشام جو ان کے چچا کی لڑکی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ شریف میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اپنے شوہر کے واسطے امان طلب کی تھی، بھلا آپ کی رحمت سے کون خالی ہاتھ جاسکتا تھا آپ نے بخوشی اُن کی درخواست منظور کی اور عکرمہ کی جان بخشی، ام حکیم اسی وقت جدہ کو روانہ ہوئیں اور وہاں

Marfat.com

پہونچ کر عکرمہ سے کہا، اے میرے چچا کے بیٹے میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آئی ہوں جو سب سے زیادہ صلۂ رحم کرنے والا اور سب سے زیادہ بھلائی کرنے والا اور سب سے زیادہ اچھا آدمی ہے تم بلا وجہ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو، تم میرے ساتھ چلو، میں تمہارے واسطے امن کا پیغام لے کر آئی ہوں۔ عکرمہ نے اُن سے پوچھا کیا تم نے خود اُن سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کی اور انہوں نے خود تم کو امان دی ام حکیم نے ہاں میں جواب دیا یہ سُن کر عکرمہ ان کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے۔

عکرمہ اور ام حکیم ابھی مکہ کے قریب پہنچے تھے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مومن ہو کر آرہا ہے تم اُس کے باپ کو گالی نہ دو، میت کے گالی دینے سے مُردے کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے بلکہ اُس کے رشتہ داروں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مکہ پہنچ کر ام حکیم اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا عکرمہ درِ اقدس پر حاضر ہے، یہ سُن کر آپ کو اتنی مسرت اور خوشی ہوئی کہ آپ بیٹھے سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا عکرمہ کو اندر بلاؤ، چنانچہ عکرمہ اندر داخل ہوئے اور جب آپ کی مبارک نظر اُن پر پڑی تو محبت سے فرمایا اے مُہاجر سوار اچھے آئے اور پھر آپ تشریف فرما ہوئے عکرمہ آکر آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے محمد، مجھ کو ام حکیم نے خبر دی ہے کہ آپ نے مجھ کو امان دیدی ہے آپ نے فرمایا ام حکیم نے تم سے سچ کہا ہے میں نے تم کو امان دیدی ہے یہ سن کر عکرمہ نے عرض کیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ـــــ

ـــــ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں، یہ کہہ کر عکرمہؓ نے اپنی گردن ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے جُھکالی ـــ اور پھر عرض کیا آپ سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہیں اور آپ سب سے زیادہ وفا کرنے والے ہیں، آپ نے فرمایا اے عکرمہ، تم جو کچھ بھی مجھ سے طلب کروگے اور مجھ کو اس کے دینے کی قدرت ہوگی میں بخوشی تم کو دوں گا عکرمہ نے عرض کیا میں آپ سے دعائے مغفرت کا طالب ہوں، میں نے جو جو عداوت آپ کے ساتھ کی ہے یا جو لڑائیاں شرک کے غالب ہونے کے لئے لڑی ہیں آپ اُن سب کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ معاف فرمائے، آپ نے فرمایا، یا اللہ تو عکرمہ کی ہر عداوت کو جو اُس نے میرے ساتھ کی ہے اور ہر بُری بات کو جو اُس نے زبان سے نکالی ہے اور ہر لڑائی کو جو اُس نے تیرے راستہ میں رکاوٹ کے لئے لڑی ہے معاف کردے یہ سن کر عکرمہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھ کو بھلائی کی تعلیم دیں تاکہ میں اس پر عمل کرتا رہوں آپ نے فرمایا تم اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ

Marfat.com

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ـــــ کہو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، یہ سن کر عرض کیا یارسول اللہ میں نے جتنا روپیہ اللہ کے راستہ سے روکنے میں خرچ کیا ہے اس سے دُگنا روپیہ اللہ کے راستہ میں خرچ کروں گا اور میں جتنی مرتبہ اللہ کے راستہ سے روکنے کے لیے لڑا ہوں اس سے دُگنا اللہ کے راستہ کے لئے لڑوں گا۔

عکرمہؓ نے آپ سے جو عہد کیا مرتے دم تک اس پر پابندی کے ساتھ قائم رہے اس کے بعد وہ ہر لڑائی میں شریک ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں اَجْنَادِین کے مقام پر جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ جس وقت اُن کو میدانِ جنگ سے اٹھایا ہے تو اُن کے بدن پر ستر سے کچھ زیادہ تلوار اور بھالوں کے زخم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

پندرھواں محسنہ حجۃ الوداع کے بیان میں

جب عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوئی اور ہجرت کا دسواں سال تھا آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اس حج کو ـــــ حِجَّةُ الْوَدَاعِ، حِجَّةُ الْاِسْلَامِ، حِجَّةُ الْبَلَاغِ اور حِجَّةُ التَّمَامِ ـــــ کہتے ہیں، چونکہ آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ اس سال میرا قصد حج کا ہے اس خبر کو سن کر ہزارہا افراد مدینہ منورہ پہنچ گئے، چوبیس ذی القعدہ کو ظہر کی نماز ادا فرما کے آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ ہزارہا صحابہ آپ کے ساتھ تھے اور ہزاروں کی تعداد میں آ آ کر راستہ میں آپ سے ملتے گئے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ اشخاص نے آپ کے ساتھ حج کیا، جمعہ نویں ذی الحجہ کو آپ نے میدانِ عرفات میں اونٹنی پر سوار ہو کر سب کو نصیحت فرمائی اور اللہ کا پیغام پہنچایا پھر آپ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا اَنْتُمْ تُسْاَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ ـــــ یعنی میرے متعلق تم سے دریافت کیا جائے گا، تم کیا کہو گے سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا ـــــ نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ یعنی ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیام ہم کو پہنچایا اور آپ اپنے کام کو خوب اچھی طرح انجام کو پہنچایا اور آپ نے ہم کو نصیحت فرمائی جب آپ نے مخاطبین سے یہ جواب سنا اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند فرما کے نیچے کی طرف لاتے ہوئے تین مرتبہ آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ـــــ یعنی اے اللہ تو گواہ ہو جا، اے اللہ تو گواہ ہو جا، اے اللہ تو گواہ ہو جا، اس کے بعد آپ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم میں سے جو بھی حاضر ہے وہ غائب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائے، پھر آپ نے وصیت فرمائی کہ قرآن مجید کو خوب

Marfat.com

مضبوطی سے پکڑے رہو اور اس پر عمل کرتے رہو۔

حج کے دن نویں ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں عصر کے وقت آپ پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ ———— (انعام:۳) یعنی آج ہم نے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کر دیا اور ہم نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور ہم نے تمہارے واسطے اسلام کو از روئے دین پسند کیا۔

اس آیتِ شریفہ سے معلوم ہو گیا کہ جس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا وہ کام خوب اچھی طرح پورا ہو گیا، دینِ اسلام مکمل ہو گیا، اسلام کا نام دُنیا میں روشن ہو چکا، آپ نے اللہ کے بندوں کو اُس کا پیغام پہنچا دیا، ترمذی، بیہقی اور بزاز عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اوسط ایامِ تشریق میں جبکہ آپ کا قیام منیٰ میں تھا، آپ پر سورۂ نصر نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سورت نے مجھ کو میری موت کی خبر سُنائی ہے، مجاہد، ضحاک، ابوالعالیہؒ اور دیگر ائمہؒ نے کہا ہے کہ اس سورۂ شریفہ میں آپ کو وفات شریف کی اطلاع دی گئی ہے عبداللہ بن مسعودؓ تو اس سورہ شریفہ کو سورۂ تودیع کہا کرتے تھے۔

چونکہ اس حج میں آپ نے عام طور پر تمام مسلمانوں کو نصیحت اور وصیت فرمائی جس طرح پر کہ کوئی کسی کو وداع کرتا ہے اور اس کے تین ماہ بعد آپ رحلت فرمائے خلد بریں ہو گئے اس لئے اس حج کو حج وداع کہتے ہیں اور چونکہ ہجرت کے بعد آپ نے یہ پہلا حج کیا تھا اور اسلامی شان و شوکت کا اس حج میں پورا اظہار ہوا ہے اس لئے اس کو حجِ اسلام کہتے ہیں اور چونکہ اس حج میں آپ نے سب کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور سب نے اقرار کیا کہ آپ نے ہم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور ہم قیامت میں اس بات کی گواہی دیں گے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کو اُن کے اس کہنے پر گواہ کیا اس لئے اس حج کو حج بلاغ کہتے ہیں اور چونکہ اس حج کے دن آپ پر آیت شریفہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی اور آپ پر اللہ کی نعمتوں کا پورا ہونا اور کامل ہونا ثابت ہوا اس لئے اس حج کو حج تمام کہتے ہیں۔

بعض علماء نے حجۃ الوداع کا نام پسند نہیں کیا ہے لیکن شہرت اسی نام کی ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سولھواں ۱۶ محسنہ حُلیۂ شریف کے بیان میں

اللہ رے ترے نقشۂ عالی کا سراپا — ہر عضو سے ٹپکے ہے ترے عظمتِ صانع

Marfat.com

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بدرجۂ اعتدال تھی۔

به صورتِ تو نگارے نیافرید خدائے
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدائے

ہر خوبی اور لطافت آپ میں بوجہ اتم موجود تھی۔

ہر لطافت کہ نہاں بود پسِ پردۂ غیب ❴ ہمہ در صورتِ خوب تو عیاں ساختہ اند
ہر چہ بر صفحۂ اندیشہ کشد کلکِ خیال ❴ شکلِ مطبوعِ تو زیبا تر ازاں ساختہ اند

جمالِ صوری اور معنوی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرد و یگانہ بنایا تھا۔

از جمال آں دلارا چہ تواں نمود املا
کہ خزاں ندارد اصلا چہ بلا بہار دارد

قدِ مبارک نہ طویل اور نہ قصیر بلکہ میانہ تھا۔

گو بہ قد تھے میانہ آپ ولے ❴ سب سے معلوم ہوتے تھے بالا
دیکھتا جو بلند قد کہتا ❴ واہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى"

سرِ مبارک بزرگ اور بڑا، بال سیاہ، نہ بالکل سیدھے اور نہ پیچدار، کاکل کان کی لو یا شانے تک۔

از زلفِ مشکبویت رستم زرنج و محنت
یا بم نہ تا قیامت زیں سلسلہ رہائی

شبِ معراج آپ نے جناب باری میں عرض کیا، جبرئیل کو چھ سو پر عنایت ہوئے اس کے عوض مجھ کو کیا مرحمت کیا، ارشاد ہوا تمہارا ایک بال میرے نزدیک جبرئیل کے سب پروں سے بہتر ہے۔ خالدؓ نے اپنی ٹوپی میں آپ کے چند بال برائے برکت سی لئے تھے ہر لڑائی میں فتحیاب ہوتے تھے، چہرۂ مبارک ایسا نورانی تھا کہ بدر اُس کے مقابلہ میں بے رونق تھا۔

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری ❴ ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام رشکِ بُتاں ورزیدہ ام ❴ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جبینِ مبیں کشادہ تھی جو پسینہ جبینِ مبارک سے نکلتا تھا، جس کپڑے سے لگ جاتا تھا وہ آگ میں نہیں جلتا تھا۔

آگ میں جس کے سبب سے نہیں جلتا ہے رومال
اُس کی اُمت پڑے آتش میں ہو کیوں کر یہ مجال

حضرت انسؓ کے گھر چند مہمان آئے وہ اُن کے واسطے ایک میلے رومال میں کھانا لائے مہمانوں نے تنفر کیا، آپ نے فوراً اس رومال کو تنور میں ڈال دیا تھوڑی دیر میں نکالا بالکل صاف اور

Marfat.com

براق نکلا، مہمان حیران ہوئے۔ انسؓ نے کہا اس رومال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوئے انور پونچھا تھا اس واسطے آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

از انسؓ فرزندِ مالک ایں عیاں
دید یک شخصے کہ بودش میہماں

او حکایت کرد کز بہرِ طعام
دید انسؓ دستارخواں را زرد فام

چرکن وآلودہ گفت اے خادمہ
اندر افگن در تنورش یک دمہ

در تنورِ پُر ز آتش در نگند
آں زماں دستارخواں را ہوشمند

جملہ مہماناں دراں حیراں شدند
انتظارِ دُود وکندُ دری بدند

بعد یک ساعت برآورد از تنور
پاک و براق وسفید از چرک دُور

قوم گفتند اے صحابیؓ عزیز
چوں نہ سوزید وُمنقّی گشت نیز

گفت زاں کہ مصطفےٰ دست و دہاں
بس بمالید اندریں دستار خواں

اے دلِ ترسندہ از نار وعذاب
باچنیں دست و دہن کُن اقتراب

چوں جمادے راچنیں تشریف داد
جانِ عاشق را ببیں خواہد کشاد

ابرو کماں دار اور کامل، ہر دو ابرو کے مابین قدرے فصل تھا جس میں ایک رگ نمایاں تھی جو غصہ کے وقت حرکت کرتی تھی، چشمانِ نرگسی کمال سیاہ وسفید وسُرخ،

بہ وصفِ سرمۂ دنبالہ دارش چوں بہ حرف آید
چُو سوسن در دہن ہرگز نمی گنجد زبانِ ما

آپ کی نظر مبارک بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ اکثر اوقات آپ کا دیکھنا بطور ملاحظہ کے ہُوا کرتا تھا یعنی از گوشۂ چشم اور جب آپ کسی طرف التفات فرماتے تھے تو پوری طرح چہرۂ مبارک اور سینۂ منوّر اُس کی طرف موڑ کر التفات فرماتے تھے۔

نگاہِ مست تو آں را کہ مستفید کند
ہزار پیرِ خرابات را مُرید کند

قوّتِ باصرہ اتنی قوی تھی کہ روشنی اور تاریکی آگے اور پیچھے حاضر وغائب سب برابر تھا، رُخسار، استوار پُر از انوار استخوان سے بلند نہ تھے۔

عارض است ایں یا قمر یا لالۂ حمرا است ایں
یا شعاعِ شمس یا آئینۂ دلہا است ایں

بینی (ناک) مبّری از خود بینی دراز اور بلند تھی، کان خوبصورت اور قُوّتِ سامعہ ایسی کہ بیداری وخواب قریب اور بعید برابر سُنتے تھے، دہن مبارک کُشادہ اور ملیح۔

Marfat.com

کارسازانِ ازل نیستی و ہستی را
باہم آمیختہ او را دہنے ساختہ اند

لُعَابِ دہن ایسا شیریں تھا کہ انسؓ کے گھر میں کھاری کنواں تھا۔ اس میں ایک قطرہ ڈالا میٹھا ہوگیا۔ اُحد کی لڑائی میں کلثوم بن حُصَینؓ کے حلق میں تیر لگا۔ آپ نے لُعَابِ دہن لگا دیا اچھا ہوگیا۔ محمد بن حاطبؓ کا ہاتھ گرم دیگ سے جل گیا، آپ نے لُعَابِ دہن لگا دیا صحیح اور سالم ہوگیا۔ دندانِ مبارک موتی کی طرح سفید اور چمکدار سامنے کے دو دانتوں کے مابین ذرا سی جھری تھی جب آپ کلام فرماتے تو اس میں سے نور جھڑتا تھا۔

ثناخوانِ لب و دندانِ محبوبیم از عُمرے
کسے از لعل و گوہر پُر نمی سازد دہانِ ما

لبِ مبارک باریک اور نازک تھے۔

کند رُوئے تو روشن چشمِ یعقوبؑ و زُلیخا را
لب لعل تو احیا می کند دینِ مسیحا را

ریشِ مبارک گھنی، درازی میں بمقدار ایک قبضہ کے تھی یعنی ایک مُٹھی کے اندازہ میں، گردن مبارک صُراحی دار، صاف اور چمک دار، دونوں شانوں کے مابین فاصلہ تھا، بائیں شانے کے قریب مہرِ نبوّت تھی جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے جب آپ بی بی حلیمہؓ کے پاس تھے اور آپ کا شقِ صدرِ شریف واقع ہوا تھا اس وقت یہ مہر حضرت جبریلؑ نے لگائی تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہر شریف کبھی بڑھ کر ایک سیب کے برابر ہو جاتی تھی سینۂ مقدس صاف، فراخ اور عریض تھا۔

سینہ وا کردہ بہ گلشن چو خراماں گزرد
بلبل از گُل گزرد گُل ز گریباں گزرد

شکمِ عالی سینۂ بے کینہ کے برابر تھا، سینہ سے ناف تک بالوں کا باریک خط نقّاشِ ازل کی دستکاری سے کھچا ہوا تھا۔ انسؓ کہتے ہیں بالوں کے اس خط میں شقِ صدر کا نشان ظاہر تھا۔ گوشت بدنِ اطہر کا گٹھا ہوا تھا۔

دست ہمایوں زانو تک دراز تھے وہ ہاتھ کیسے ہاتھ تھے جن سے ہزار ہا معجزاتِ باہرات ظاہر ہوئے جیسے اُمِّ معبدؓ کی بے دودھ بکری کا دودھ دینا اور ایک مشتِ خاک ڈال کر کافروں کو اندھا کرنا ہے۔

ایک دن قتادہ بن ملحانؓ کے مُنہ پر دستِ مبارک پھیرا اُن کا چہرہ ایسا نورانی ہوا کہ ہر چیز کا

Marfat.com

عکس اس میں نظر آنے لگا، جس یتیم کے سر پر دستِ مبارک از شفقت پھیرتے وہ یتیم درِّ یتیم ہو جاتا تھا۔

بازوئے مبارک گول گول استوار اور رُوئے دار۔

کلائی قوی لمبی اور بالوں والی

کفِ اطہر فراخ پُرگوشت اور ریشم سے زیادہ نرم، کیا مبارک ہتھیلیاں تھیں جن میں کنکریوں کا تسبیح کہنا ثابت ہے۔

انگشتانِ فیض بنیان دُرست اور صحیح، کیا ہی پاکیزہ اُنگلیاں تھیں جن سے پانی کا نکلنا اور قمر کا شق ہونا ثابت ہے۔

ساق مبارک (پنڈلی) باریک اور عقب شریف (ایڑھی) کم گوشت نہ دراز اور نہ عریض۔

قدم شریف نرم اور ناعم ان کا میانہ زمین سے بلند اور پشتِ پا رفیع۔

خارِ مژگاں کا خطر ہے ورنہ اے نازک بدن
میں کفِ پا کو ترے پلکوں سے سہلا یا کروں

انگوٹھے سے ملی ہوئی اُنگلی پاؤں کی قدرے دراز تھی۔ سیوطیؒ نے خصائصِ کبریٰ میں لکھا ہے کہ چھنگلیا قدرے ظاہر تھی، چلنے میں قدم شریف کا فاصلہ دراز ہوتا تھا جب آپ پائے مبارک زمین پر سے اُٹھاتے تھے تو بہ قوت اٹھاتے تھے اور جب زمین پر رکھتے تھے تو بہ نرمی رکھتے تھے جیسے کوئی بلندی سے نیچے اُترتا ہو۔ ہڈیوں کے جوڑ مضبوط اور بڑے تھے بدنِ اطہر قوی سڈول اور نازک تھا۔

آپ کے پسینۂ مبارک کی خوشبو اس قدر تھی کہ جو کوئی اُس کو چھوتا معطر ہو جاتا۔ انسؓ کہتے ہیں میں نے ہرگز کوئی خوشبو آپ کے پسینہ سے زیادہ مُعطّر نہیں دیکھی جس گلی کوچہ سے آپ کا گزر ہوتا خوشبو اور مہک سے بس جاتا اور لوگ پہچان لیتے کہ آپ کا گزر اس طرف سے ہوا ہے، عورتیں آپ کے پسینہ کو حفاظت سے رکھتی تھیں اور دُلھنوں کے ملتی تھیں جس کی خوشبو نسلاً بعد نسلٍ رہا کرتی تھی۔

کہاں ہے عطر میں خوشبو ترے بدن کی سی
یہ بُو تو صاف ہے گلزارِ قدسِ حق کی سی

آپ کے جمالِ پُرکمال پر حق تعالیٰ کے جلال کا پرتَو رہا کرتا تھا دُور سے بھی جو آپ کو دیکھتا تھا اُس پر آپ کی ہیبت طاری ہو جاتی تھی اور جو آپ کے قریب آتا وہ آپ کے اخلاقِ اعلیٰ دیکھ کر سو جان سے آپ کا گرویدہ اور شیدا ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

روشن از پرتوِ رویت نظرے نیست کہ نیست | منتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست
ناظرِ روئے تو صاحب نظراں اند و لے | شوقِ دیدارِ تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست
نہ مِن دل شدہ از شوقِ تو خونیں جگرم | از غمِ عشقِ تو پُر خوں جگرے نیست کہ نیست

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا | عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمْ

ستر ھواں محسنہ اخلاقِ مبارکہ کے بیان میں

کرا طاقت کہ وصفِ خواجہ گوید
دہانِ نطق اینجا بے زبان است

آپ کے اخلاقِ مبارکہ کا کیا بیان ہو جو بھی کوئی وصفِ جمیل تھا وہ۔ آپ میں بدرجۂ کمال موجود تھا

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء کے اخلاقِ اعلیٰ سے آپ متصف تھے، چنانچہ حضرت آدمؑ کی صفا۔ حضرت نوحؑ کی رقت حضرت ابراہیمؑ کی خُلت، حضرت اسماعیلؑ کی صداقت اور فصاحت، حضرت یعقوبؑ کی بشارت، حضرت یوسفؑ کا جمال، حضرت داؤدؑ کی صوت، حضرت ایوبؑ کا صبر حضرت یحییٰؑ کا زہد اور حضرت عیسیٰؑ کا کرم آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔

وارثِ اخلاق ذرہ پیغمبر است
جامع اوصافِ مجموع رسل

آپ کے اخلاقِ شریفہ کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ــــ یعنی یقیناً تمہارے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں اور آپ نے ارشاد کیا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ ــــ یعنی میری تربیت میرے ربّ نے کی اور اس نے مجھ کو بہت ہی اچھی تربیت دی۔

آپ کے اوصافِ عالیہ کا شمار کون کرسکتا ہے صرف بعض اخلاقِ شریفہ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے خیال سے سننا چاہیئے۔

آپ کے صبر، حلم اور عفو کا کیا کہنا، کبھی آپ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا، اُحُد کی لڑائی میں دندانِ مبارک شہید ہوا، رُوئے انور مجروح ہوا، آپ کے صحابہ پر از حد شاق گزرا عرض کیا آپ کافروں کے حق میں بددُعا کریں، آپ نے فرمایا، میں اللہ کی رحمت سے ہٹانے اور دُور کرنے کے واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں اور اللہ کی طرف بُلانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں، پھر

Marfat.com

آپ نے اس طرح پر دُعا فرمائی : اَللّٰھُمَّ ھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ——— یعنی بار مولیٰ، تو میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ لاعلم اور ناواقف ہے۔ آپ غزدۂ ذات الرّقاع سے مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے، راستہ میں دوپہر کو درخت کے سایہ میں استراحت فرمانے لیٹ گئے، صحابہ بھی سو گئے غورث بن حارث غطفانی جو بہادر شجاع اور دلیر تھا بُرے ارادے سے آپ کے پاس پہنچ گیا اور اُس نے نیام میں سے تلوار نکال لی۔ آپ کی آنکھ اس وقت کھلی جب وہ تلوار نکال چکا تھا اُس نے آپ سے کہا۔ اب تم کو کون مجھ سے بچا سکتا ہے، آپ نے فرمایا، اللہ، آپ کے اس جواب سے اس پر اتنا رعب اور خوف غالب ہوا کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ نے وہ تلوار اٹھا کر اُس سے فرمایا اب تم کو کون مجھ سے بچائے گا، اُس نے کہا آپ تو اچھے لینے والے ہیں یعنی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے ہیں یہ سُن کر آپ نے اُس کے قصور کو معاف کیا اور اس کی تلوار اُس کو عنایت فرما دی وہ آپ کا حلم اور عفو اور مہربانی دیکھکر فوراً اسلام لے آیا اور پھر اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میں ایسے اچھے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جس کے عفو، حلم اور کرم کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔

انسؓ کہتے ہیں آپ سخت کھُردری چادر اوڑھے ہوئے تھے ایک دیہاتی نے آپ کی چادر اتنے زور سے کھینچی کہ آپ کے شانہ پر نشان پڑ گیا، پھر اُس دیہاتی نے آپ سے کہا اے محمّد میرے ان دونوں اونٹوں کو اللہ تعالیٰ کے اُس مال سے جو تمہارے پاس ہے لاد دو، تم نہ اپنے مال میں سے دے رہے ہو اور نہ اپنے باپ کے مال میں سے، یہ سُن کر تھوڑی دیر کے لئے آپ خاموش ہوئے پھر آپ نے تبسّم فرماتے ہوئے ارشاد کیا، بے شک مال اللہ کا ہے اور میں اُسی کا بندہ ہوں۔ لیکن اے دیہاتی تم نے میرے شانہ کو تکلیف پہونچائی ہے۔ تم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ دیہاتی نے کہا یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا، آپ نے وجہ دریافت فرمائی، وہ بولا، آپ تو بُرائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے ہیں، یہ سُن کر آپ نے تبسّم فرمایا۔ پھر اُس کے ایک اونٹ کو جو سے اور دوسرے اونٹ کو خرما سے لاد دیا۔

آپ نے ایک یہودی سے قرض لیا تھا، یہودی جب قرض طلب کرنے آیا تو اُس نے آپ کی چادر کو شدت سے کھینچا اور کچھ سخت الفاظ آپ کو سُنائے۔ حضرت عمرؓ کھڑے تھے اُن سے یہودی کی یہ بدتمیزی نہیں دیکھی گئی اور اُنھوں نے یہودی کو جھڑکی دے کر خاموش کیا۔ حضرت رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے رہے، پھر آپ نے عمرؓ سے کہا اے عمر مجھ کو اور اس یہودی کو تم سے کسی اور بات کی توقع اور ضرورت تھی یعنی تم مجھ سے قرض ادا کرنے کو کہتے اور یہودی سے قرض کو نرمی کے ساتھ طلب کرنے کی ہدایت کرتے لیکن تم نے اُلٹا یہودی کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ پھر آپنے یہودی کا اصل قرض ادا کرایا اور بیس صاع اپنی طرف سے اُس کو مزید دِلوائے یعنی عمرؓ نے جو اُس کو ڈانٹا تھا آپ نے

Marfat.com

اس طرح پر اس کا بدلہ دیا، یہودی آپ کے علم، بردباری، عفو اور حسن معاملہ کو دیکھ کر اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان رہا۔

فتح مکّہ کے بعد آپ نے اہلِ مکہ سے جو حسن سلوک کیا اُس کو دیکھ کر وہ سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے آپ کی شفقت اور مہربانی اور رحم اور کرم کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنتَ لَهُمْ یعنی اللہ کی رحمت سے ہے کہ تم نے اپنے اخلاق اُن کے واسطے نرم کر دیئے ہیں۔ (آل عمران:۱۵۹)

آپ کے جود و سخا، داد و دہش اور کرم کا کیا کہنا دُنیا آپ کی نظر میں ازحد بے قدر تھی جو آیا فی الفور صرف کر دیا۔ فقرِ محمود اور بذلِ موجود آپ کا طریقۂ شریفہ تھا، جابرؓ کہتے ہیں میں نے کبھی آپ سے لا کا لفظ نہیں سُنا ہے یعنی نہیں کا لفظ آپ استعمال نہ کرتے تھے جو بھی کسی نے طلب کیا اور آپ کے پاس ہوا اُس کو دے دیا، حسّانؓ آپ کی مدح میں کہتے ہیں:

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَہُّدِہٖ لَوْ لَا التَّشَہُّدُ لَمْ تُسْمَعْ لَہٗ لَا لَا

یعنی آپ نے سوائے تشہّد کے نہیں کا لفظ کسی جگہ استعمال نہیں فرمایا ہے اگر تشہد نہ ہوتا تو کبھی آپ سے نہیں کا لفظ نہ سُنا جاتا۔ یعنی تشہّد میں تو نہیں کا لفظ استعمال ہوتا ہی ہے سب کہتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

صفوان بن اُمیّہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں فتحِ مکہ سے پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ اُن کو جہاں پاؤ قتل کر دو، لیکن بعد میں آپ کی عفو اُن کے شاملِ حال ہوئی اور اُن کی جان بخشی گئی، صفوان ابھی ایمان نہیں لائے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد غزوہ حُنین میں آپ کے ساتھ گئے، وہاں آپ کو فتحِ عظیم حق تعالیٰ نے دی، بہت کچھ مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ آپ ایک وادی میں سے گزر رہے تھے وہاں مالِ غنیمت کے چوپائے بڑی مقدار میں چر رہے تھے، صفوان تعجّب کی نظر سے اُن کی طرف دیکھنے لگے آپ نے وہ سب صفوان کو عنایت کر دیئے صفوان بیساختہ بول اُٹھے محمد تو ایسی داد و دہش کرتے ہیں کہ ان کو فاقے کا کھٹکا ہی نہیں ہے اور پھر وہ اپنی خوشی سے اسلام لے آئے۔

اُس دن آپ نے اہلِ مکہ میں سے دسیوں افراد کو ایک ایک سو اونٹ دیئے۔ عباسؓ کو اتنا سونا اور چاندی عنایت کی کہ وہ اُن سے نہ اٹھ سکا۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس نوّے ہزار درہم غنیمت کا مال آیا، چٹائی پر آپ کے سامنے ڈھیر لگا دیا گیا، آپ نے سارا مال اسی وقت تقسیم کر دیا، مال تقسیم ہونے کے بعد ایک شخص کچھ طلب کرتا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا، میرے پاس اب کچھ نہیں رہا ہے، تم میرے نام سے جا کر اُدھار لے لو میں وہ مال اُدھار کا اُتار دوں گا یہ سُن کر ایک صحابی نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا ـــــ یعنی اے اللہ کے رسول

Marfat.com

آپ خرچ کئے جائیں، آپ مال و دولت لُٹائے جائیں اور مالک عرش سے کمی کا خیال دل میں نہ لائیں،
یہ سُن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا بِھٰذَا اُمِرْتُ یعنی اسی کا حکم مجھ کو دیا گیا ہے۔
آپ کی شفقت یہاں تک تھی کہ ہر وقت اُمّت کا خیال آپ کو بے چین رکھتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ (128) ـــــ (التوبہ:۱۲۸) یعنی تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا تمہاری تکلیفیں اُن پر
بہت شاق ہیں اور تمہاری بھلائی کا اُن کو بہت خیال ہے اور وہ مومنوں پر نہایت ہی مُشفق اور
مہربان ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى
اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (6) ـــ (الکہف:٦) یعنی اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں
اور ایمان نہ لائیں تو شاید تم مارے افسوس کے اُن کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے، قیامت کے
دن سب انبیاء کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا لیکن حضرت رحمۃ للعالمین کی زبان پر اُمّتی اُمّتی ہوگا، آپ
کی شجاعت، شجاعت اور غصہ پر قابو پانا سب کے نزدیک مُسلّم ہے کسی لڑائی میں آپ نے مُنہ نہیں پھیرا،
کبھی کسی کا رُعب آپ پر طاری نہیں ہوا۔ فتح مکہ کے چند روز بعد وادیِ حُنین میں کافروں سے بڑا سخت
مقابلہ ہوا، حملہ کی شدّت اتنی زیادہ تھی کہ صحابہ کرام پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچّر پر سوار تھے خچر کی لگام ایک طرف سے آپ کے سب سے بڑا چچا حارثؓ
کے فرزند ابوسفیانؓ جو آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور کچھ دن پیشتر ایمان لائے تھے پکڑے ہوئے
تھے اور دوسری طرف سے آپ کے چچا عباسؓ پکڑے ہوتے تھے اُس وقت جبکہ صحابہ منتشر ہو چکے
تھے اور کافروں کو آپ کی تلاش تھی۔ آپ کافروں کو مخاطب کر کے باآواز بلند فرما رہے تھے اَنَا النَّبِيُّ
لَا كَذِبْ اَنَا عَبْدِ ابْنُ الْمُطَّلِبْ ـــ میں نبی ہوں اس میں قطعاً جھوٹ نہیں ہے میں ہوں فرزند
عبدالمطلب، شجاعت اور دلیری کی انتہا ہے کہ ایسے نازک موقع پر آپ کافروں کو اپنی طرف متوجّہ
فرما رہے تھے اور خچر کو اُن کی طرف بڑھانے کی کوشش فرما رہے تھے وہ تو آپ کے چچا عباسؓ اور
بڑے چچا کے بیٹے ابوسُفیان خچر کے لگام پکڑے ہوئے تھے، اُس وقت آپ کن احوال میں تھے
اللہ ہی جانتا ہے، اسی حالت میں آپ نے ابوسفیانؓ سے فرمایا تم کون ہو، انھوں نے عرض کیا۔
آپ کا بھائی ابوسفیان پسر حارثؓ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ سُن کر آپ نے فرمایا اچھا
بھائی کچھ کنکریاں اٹھا کر مجھے دو، انھوں نے فوراً تعمیل ارشاد کیا، آپ نے وہ کنکریاں کافروں کی
طرف پھینکدیں، اللہ تعالیٰ نے ان کنکریوں سے کافروں کو اندھا کر دیا، اُن کو شکست ہوئی، حضرتِ
عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی، اُنھوں نے صحابہ کو آواز دی کہ ـــــــــــــــ اے
جماعت مہاجروں کی اور اے جماعت انصار کی تم کہاں جا رہے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

یہاں تشریف رکھتے ہیں اس آواز کو سنتے ہی دلدادگان انوارِ الٰہی اور عاشقانِ جمالِ نبوی پروانوں کی طرح شمعِ رسالت پر چاروں طرف سے آکر اکٹھے ہوگئے اور کمزوری نصرت اور فیروزی سے تبدیل ہوئی۔

انسؓ کہتے ہیں ایک رات مدینہ منورہ میں مہیب آواز سنائی دی، سب کو خوف وہراس پیدا ہوا گھبرا کر گھروں سے نکلے اور آواز کی طرف چلے تھوڑی دور گئے تھے کہ آپ ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر بغیر زین کے بیٹھے ہوئے اور شمشیر برہنہ حمائل کئے ہوئے سامنے سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے آپ نے فرمایا تم سب اطمینان رکھو میں دیکھ آیا ہوں کوئی بات فکر کی نہیں ہے۔
حضرت علیؓ کہتے ہیں جب میدانِ کارزار میں لڑائی زوروں پر ہوتی تھی آپ سب سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتے تھے اور ہم آپ کے سایہ رحمت میں پنج کرامن پاتے تھے اور ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ بہادر وہ شخص ہوا کرتا تھا جو لڑائی میں آپ سے زیادہ قریب ہوا کرتا تھا کیونکہ آپ دشمن کے زیادہ قریب ہوا کرتے تھے۔

حیا آپ میں اس قدر تھی کہ حد اور بس ہے ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کنواری لڑکیوں سے زیادہ آپ میں حیا تھی، عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں اگر آپ کو کوئی فعل کسی کا ناپسندیدہ ہوتا تو فرماتے تھے کیا بات ہے جو لوگ اس طرح کرتے ہیں یعنی آپ بوجہ حیا کے نام لے کر نہ فرماتے تھے بلکہ عام خطاب کر کے اس کام سے منع فرماتے تھے بوجہ حیا کے آپ نے کسی کے چہرہ کو غور سے نہیں دیکھا، حیا کے باعث بعض اوقات نا سمجھ لوگوں سے آپ کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی لیکن کچھ نہ فرماتے تھے۔
اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی تکلیف گوارا نہ ہوئی اور اس نے فرمایا اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ (الاحزاب ۵۳) یعنی تمہاری یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ شرم کی وجہ سے تم سے کچھ نہیں فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کے ظاہر کرنے میں حیا نہیں کرتا۔

امانت، صداقت، دیانت آپ کے وہ ذاتی کمالات تھے جن کو دشمنوں نے بھی تسلیم کیا ہوا تھا، چنانچہ نبوت سے پہلے اکثر لوگ آپ کو آپ کی امانت داری کی وجہ سے امین کے خطاب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی راست گفتاری کے باعث آپ کو صادق کہکر پکارتے تھے۔ ۶ سنہ ہجری کو آپ نے نجاشی بادشاہِ حبشہ اور قیصر شاہِ روم اور کسریٰ شہریارِ ایران اور تین نوابوں اور امیروں کو اسلام کی دعوت دی۔ قیصر کو آپ نے خط دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ کے ہاتھ ارسال کیا جس وقت آپ کا مکتوب شریف قیصر کو ملا تو اس نے اپنے وزیروں سے کہا کہ اگر مکہ کا کوئی شخص آیا ہوا ہے تو اس کو لاؤ اتفاق سے ابوسفیان بن حرب مع اپنے رفقاء کے برائے تجارت شام گئے ہوئے تھے اور قیصر کے سامنے پیش کئے گئے، ابوسفیانؓ اور ان کے رفقاء اس وقت تک کافر تھے، قیصر نے

Marfat.com

بہت کچھ آپ کے متعلق ابوسفیانؓ سے دریافت کیا اور ابوسفیانؓ نے اُن کا جواب دیا۔ ایک سوال قیصر کا یہ تھا، نبوّت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کیا وہ کبھی جھوٹ بولے ہیں ابوسفیانؓ نے جواب میں کہا انھوں نے نبوّت کے دعویٰ سے پہلے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے ابوسفیانؓ نے کفر کی حالت اور دشمنی کے زمانے میں آپ کی صداقت، امانت، عفّت اور دیگر اوصافِ حسنہ کا قیصر کے سامنے اعتراف کیا وَالفَضلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الأعْدَآءُ "کمال تو وہی ہے کہ دشمن خوبیوں کا اعتراف کریں"

تواضع، عدل، وقار، مُروّت، زُہد قناعت سے آپ بتمام وکمال موصوف تھے، حُسنِ معاشرت اقربا اور اجانب کے ساتھ شفقت اور مہربانی ہر شخص کے ساتھ عہد و پیمان کا پورا کرنا آپ کا مبارک طریقہ تھا، آپ کی عادتِ شریف تھی کہ ہر شخص کو آپ سلام کرتے ہر شخص کے جواب میں لبّیک فرماتے تھے یعنی جی ہاں یا حاضر جناب، کام نہ کرنے پر کسی کو ملامت نہ کرتے تھے، چیز کے تلف ہو جانے پر تاسّف نہ کرتے تھے مجالس میں اصحاب کی موافقت فرماتے تھے کام میں اُن کے ساتھ لگ جاتے تھے، چنانچہ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے وقت اور خندق کھودنے کے وقت صحابہ کے ساتھ آپ بھی مصروفِ عمل تھے لبا اوقات بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے، پے در پے جَو کی روٹی پر قناعت فرماتے تھے، کبھی خرمے اور پانی پر اکتفا فرماتے تھے جو سامنے آتا بخوشی تناول فرماتے اگر گھر میں کچھ نہ ہوا روزہ کی نیّت فرما لیتے تھے۔ ایک دن جبریلؑ ربِّ جلیل کا فرمان لے کر پہنچے کہ اگر خواہش ہو تو پہاڑ کو سونا بنا دیا جائے۔ آپ نے فرمایا دُنیا اُس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو اور مال وزر کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو، آپ نے کبھی کسی سائل کو رَد نہیں کیا۔ جو بھی ہوا عنایت کیا، ایک دن آپ غذا تناول فرما رہے تھے، ایک عورت نے آکر سوال کیا آپ نے وہ غذا جو آپ تناول فرما رہے تھے اس کو عنایت کر دی، وہ عورت سفید چشم تھی۔ اُس نے آپ سے دہانِ مبارک کا نوالہ بھی طلب کیا آپ نے وہ بھی عنایت کر دیا۔ اس عورت نے وہ نوالہ کھالیا۔ اس نوالہ کی برکت سے وہ عورت پھر ایسی باحیا ہوئی کہ مدینہ میں اُس کی نظیر نہیں ملتی تھی، یتیم کے سر پر آپ ہاتھ پھیرتے تھے، شروع کا نیا پھل آپ بچّوں کو تقسیم فرماتے تھے، جو بیمار ہوتا تھا اُس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے جنازہ میں شرکت فرماتے تھے، خادم کی مدد فرماتے تھے، بازار سے سودا خرید لاتے تھے، گھر میں جھاڑو دینا، لباس کا پیوند کرنا، دودھ دوہنا، جوتی کا سی لینا خادم کو اپنے ساتھ کھانا کھلانا، عادت بابرکت تھی ؎

گہے خانہ زِ خاکِ رہ برُفتے
گہے بر خاکِ رہ فارغ بخفتے

گہے با عائشہؓ باہم دویدے
گہے خشت و گلِ مسجد کشیدے

گہے نعلین دوزی کار بودش
گہے با طفلگاں اسرار بودش

Marfat.com

گہے رفتے بتشییع جنازہ | گہے کردے عیادت نیز تازہ
گہ اشتر را علف بسیار کردے | گہے دستاش باد ستار کردے
گہ از جمع او قدح برکف نہادے | بجائے سید القوم الساد دے
گہ اشترساختے ازعلم خود را | نشاط آں دو طفل پر خرد را
نہ دارد زہرہ شیطان ستمگار | کہ آید در لباس او پدیدار

شیطان آپ کی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا، آپ نے کبھی جمائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا، آپ کے فضلات پاک تھے بعض صحابیات اور صحابہ نے آپ کا بول اور خون پیا ہے زمین آپ کے فضلات کو نگل لیتی تھی اور اُس جگہ سے خوشبو آتی تھی۔

کسے از وے حدث ہرگز نہ دیدے
بجز عنبر گاؤ خاکش در کشیدے

مچھر اور مکھی آپ پر نہیں بیٹھتی تھی۔

حق تعالیٰ کو کہ حبیب بار مگس | جسم پاک ان کے پہ منظور نہیں
غم اُمت بہ قیامت ان سے | گر کرے دُور تو کچھ دُور نہیں

استراحت فرمانے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ آپ کی صرف آنکھ لگتی تھی دل ہوشیار اور مشغول بہ کار رہتا تھا، سایہ آپ کا نہ تھا، جسم نورانی تھا۔

نداشت سایہ پیمبر کہ بہر اُمتِ خویش
ذخیرہ پے روز بد حساب گزاشت

آپ کے اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ حدِّ شمار سے زائد اور بیان سے بالاتر ہیں۔

مَا شِئْتَ قُلْ فِيْهِ فَانْتَ مُصَدَّقٌ
فَالْحُبُّ يَقْضِيْ وَالْمَحَاسِنُ تَشْهَدُ

ہر چہ خواہی گو بہ وصفِ مصطفیٰ | صادق القولی لقیناً اے فتیٰ
الغتش خواہد کہ ذکرش بیش کن | در صداقت از محاسن بیش کن
ہر چہ یابی از محاسن نے حدلیست | پیش رُوائے جانِ من بروئے میست
ہر یکے از وصف وے بحرِ عظیم | لُولُوہائش ہر یکے دُرِّ یتیم
گر نویسی روز و شب پیہم مُدام | از کمالِ سرور عالیمقام
نے یکے را از ہزاراں بشمری | نے گہے بر ساحلِ دریا رسی
نیست اوصافِ نکوئیش را شمار | بحرِ عرفاں را نہ دیدہ کس کنار

Marfat.com

از وجودش ہر دو عالم را ظہور | گشت کونین از جمالش پُر زنور
نعتِ وے گو ید جناب کبریا | دے حبیب مُجتبیٰ و مُصطفا

یا الٰہی صد درود و صد سلام
بروے و بر آل پاکش بر دوام

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمْ

اٹھارھواں مجلسہ معجزاتِ شریفہ کے بیان میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار ہیں، سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جو سراسر اعجاز ہے احکام اور اخبارِ غیب اور انبیائے ماسبق کے قصص پر مشتمل ہے آپ کے بعض دوسرے معجزات بیان کئے جاتے ہیں بہ گوش ہوش سُننا چاہیے۔

۱۔ مسلم جابر بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد کیا، اُن دنوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی میں جس طرف بھی جاتا تھا پتھر اور درخت مجھ کو السّلام علیک یا رسول اللہ کہتے تھے۔

۲۔ بزاز اور ابو نعیم بریرہؓ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمائے تو اُن دنوں آپ پہاڑوں اور وادیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے، جس درخت یا پتھر کے پاس سے آپ گزرتے تھے وہ آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہتے تھے۔

۳۔ بزاز اور ابو نعیم بریرہؓ سے روایت کرتے ہیں جب اللہ نے ارادہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت سے مشرف فرمائے تو اُن دنوں آپ پہاڑوں اور وادیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے، جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تھے وہ آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہتا تھا اور آپ اس کو جواب دیتے تھے۔

۴۔ بیہقی جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں پھرا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ باہر گیا میں نے دیکھا جو پتھر یا درخت آپ کے سامنے آیا اُس نے آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہا۔

علماء نے لکھا ہے کہ نبوت سے پہلے درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے تھے تاکہ آپ کی بزرگی اور عالی مرتبہ ہونے کا سب کو علم ہو جائے جس طرح پر کہ بحیرا راہب کے قصہ میں بیان ہو چکا ہے اور نبوت کے ابتدائی زمانہ میں درخت اور پتھر آپ کو سجدہ اور سلام کرتے تھے۔ تاکہ آپ کو اطمینان حاصل ہو اور آپ کا قلب قوی ہو اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ خلقت

Marfat.com

آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گی۔

۶۔ ابن ماجہؒ نے مختصر طریقہ پر اور بیہقیؒ نے دلائل نبوۃ میں ابو اُسید مالک بن ربیعہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا اے ابوالفضل، کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے گھر میں میرا انتظار کرنا، مجھ کو تم سے کچھ کام ہے چنانچہ دوسرے دن وہ سب آپ کے منتظر رہے، جب آپ تشریف لے گئے آپ نے گھر میں داخل ہو کر السلام علیکم فرمایا گھر والوں نے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، پھر آپ نے خیریت دریافت فرمانے کے بعد فرمایا تم سب قریب ہو کر ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ سب آپس میں مل کر بیٹھ گئے آپ نے اپنی مبارک چادر اُن پر ڈالی اور پھر اس طرح دعا فرمائی اے میرے اللہ یہ میرے چچا ہیں جو بمنزلہ میرے والد کے ہیں اور یہ میرے اہل بیت ہیں اے اللہ تو ان کو آگ سے اس طرح چھپالے جس طرح میں نے اپنی چادر میں ان کو چھپالیا ہے، راوی بیان کرتا ہے جس وقت آپ نے یہ دُعا کی کمرے کی دیواروں اور چوکھٹ اور دروازے نے تین مرتبہ آمین کہی۔

۷۔ بیہقی بزاز، طبرانی، ابن عساکرؒ اور زُہریاتؒ میں حافظ ذُہلیؒ انسؓ اور ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں، ابوذرؓ کی روایت اس طرح پر ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت کا متلاشی رہا کرتا تھا۔ میں نے ایک دن آپ کو تنہا بیٹھا پایا غنیمت سمجھ کر فوراً آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، آپ نے دریافت فرمایا ابوذر کیسے آئے، میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے آیا ہوں، آپ نے بیٹھنے کو فرمایا اور میں آپ کے پاس ایک طرف کو بیٹھ گیا، نہ میں نے کچھ عرض کیا اور نہ آپ نے کچھ ارشاد فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد ابوبکرؓ بڑی عجلت کے ساتھ آئے۔ اُنھوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے جواب دیا پھر آپ نے دریافت فرمایا کیسے آئے اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے آیا ہوں آپ نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور وہ آپ کے سامنے ٹیلے کی طرف بیٹھ گئے۔ پھر عمرؓ آئے اُنھوں نے بھی اسی طرح کہا اور آپ کے اشارہ فرمانے پر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے بھی اسی طرح کہا اور آپ کے اشارہ فرمانے پر عمرؓ کے پاس بیٹھ گئے (اس کے بعد کچھ اور صحابہ آئے اور بیٹھ گئے)۔

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنگریزے ہاتھ میں لئے، بعض روایات میں ہے کہ وہ کنکریاں سات تھیں اور بعض میں ہے کہ اُن کی تعداد نو تھی ان کنکریوں نے آپ کے دستِ مبارک میں تسبیح پڑھی ہم نے اُن کی آواز سُنی جو شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے ملتی ہوئی آواز تھی، پھر آپ نے اٹھا کر ابوبکرؓ کو دیں اُنھوں نے ابوبکرؓ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لیکر زمین پر

Marfat.com

رکھدیں وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے عمرؓ کو دیں اُنھوں نے عمرؓ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لے کر زمین پر رکھدیں وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے عثمانؓ کو دیں اُنھوں نے عثمانؓ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی پھر آپ نے لیکر زمین پر رکھدیں۔

طبرانی کی روایت میں ہے کہ ان کنکریوں کی تسبیح کو اُن سب نے سُنا جو اس مبارک مجلس میں حاضر تھے راوی نے یہ بھی کہا کہ آپ نے یہ کنکریاں ہم باقی اشخاص کے ہاتھ میں بھی رکھیں لیکن ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں اُنھوں نے تسبیح نہ پڑھی۔

حکایت مثنوی

سنگہا اندر کفِ بوجہل بود ... گفت اے احمد بگو ایں چیست زود
گر رسولی چیست در مشتم نہاں ... چوں خبر داری ز رازِ آسماں
گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست ... یا بگویند آں کہ ما حقیم وراست
گفت بوجہل ایں دوم نادر تراست ... گفت آئے حق ازیں قادر تراست
گفت شش پارہ حجر در دستِ تست ... بشنو از ہر یک تو تسبیحے دُرست
از میانِ مشت او ہر پارہ سنگ ... در شہادت گفتن آمد بے درنگ
لا الٰہ گفت الا اللہ گفت ... گوہر احمد رسول اللہ سُفت
چو شنید از سنگہا بوجہل ایں ... زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
گفت نبود مثل تو ساحر دگر ... ساحراں را سر توئی و تاج وسر
چوں بدید آں معجزہ بوجہل تفت ... گشت در خشم و بہ سوئے خانہ رفت
رہ گرفت و رفت از پیشِ رسول ... او فتاد اندر چہ آں زشتِ جہول
معجزہ او دید و شد بد بخت رفت ... سوئے کفر و زند قہ سر سبز رفت

خاک بر فرقش کہ بُد کورِ لعیں
چشم او ابلیس آمد خاک بیں

۹۔ بیہقی، بزّار، دارمیؒ، ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں ہم آپ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی آیا آپ نے اُس سے فرمایا اے دیہاتی کہاں جارہا ہے اُس نے کہا گھر جارہا ہوں، اس نے کہا امرِ خیر کی ضرورت ہے۔ اُس نے کہا امرِ خیر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا گواہی دینی کہ اللہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

Marfat.com

اُس نے کہا اس بات کی تصدیق کون کرے گا، آپ نے فرمایا وہ کیکر کا درخت جو وادی کے کنارہ پر کھڑا ہے چنانچہ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، اس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی گئی اور اُس نے ہر مرتبہ گواہی دی کہ بے شک یہ اللہ کے برحق رسول ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا، دیہاتی یہ معجزہ دیکھکر بولا۔ یارسول اللہ میں اپنے قبیلہ کو جا کر آپ کی خبر سُناتا ہوں اور اُن سب کو آپ کی خدمت میں لانے کی کوشش کرتا ہوں اگر وہ نہ آئے تو میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بزارؒ کی ایک روایت میں جو عامر بن الحُصَیبؓ سے ہے اس طرح پر ہے کہ دیہاتی نے آپ سے نشانی طلب کی آپ نے اس سے درخت کے بُلانے کو فرمایا، اُس نے درخت کو بُلایا وہ درخت دائیں بائیں آگے پیچھے شدت سے جھُوما، یہانتک کہ اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں وہ اپنی ٹوٹی جڑوں کو لئے ہوئے زمین چیرتا ہوا حاضرِ خدمت ہوا، پھر اس نے السّلام علیک یارسول اللہ کہا۔ اعرابی نے عرض کیا آپ مجھ کو سجدہ کرنے کی اجازت دیں، آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کے واسطے کہتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اعرابی نے دَست و پا چُومنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی۔ اور وہ دست و پا بُوس ہوا۔

خواہم از شوقِ دست بوسِ تو مُرد
دست بیروں کُن از میانی بُرد

۱۰۔ بخاری اور مسلم عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قوم جنؓ نے جس رات آپ سے قرآن مجید سُنا ایک درخت نے آپ کو جنّات کے آنے کی اطلاع دی اور پھر جنات نے آپ سے جب گواہ طلب کیا تو آپ نے اس درخت کو طلب کیا وہ زمین چیرتا ہوا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور اُس نے گواہی دی۔

۱۱۔ مسلم جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جہاد میں تشریف لے جا رہے تھے ایک کھُلے میدان میں آپ کا قیام ہوا، قضائے حاجت کے واسطے آپ تشریف لے گئے کوئی پردہ کی جگہ نہ تھی دو درخت کھڑے تھے آپ نے اُن کی ٹہنیوں کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میری مطیع ہو جاؤ، اُنھوں نے آپ کے لئے پردہ کر دیا جب آپ فارغ ہو گئے آپ نے ٹہنیوں کو سرِ مبارک سے دائیں بائیں اپنی اپنی جگہ جانے کو اشارہ کیا اور وہ اپنی اپنی جگہ چلی گئیں۔

۱۲۔ احمدؒ، طبرانیؒ، بیہقیؒ، بغویؒ جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک وادی میں آپ کا قیام ہوا آپ استراحت فرمانے کو لیٹ گئے، ہم نے ایک درخت کو زمین چیرتے ہوئے آپ کے پاس

Marfat.com

آتا دیکھا۔ اُس نے آکر اپنی شاخیں آپ پر جُھکا دیں اور پھر وہ اپنی جگہ پر چلا گیا، بیدار ہونے پر ہم نے یہ واقعہ آپ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا اس درخت نے اللہ سے اجازت طلب کی تاکہ مجھ کو آکر سلام کرے اس کو اجازت ملی اور اُس نے آکر مجھ کو سلام کیا۔

۱۳۔ احمد، شافعی بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، حاکم، طبرانی، ابن خزیمہ، ابن حبان ابویعلیٰ اور دیگر ائمہ نے ابی بن کعب جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، سہل بن ابی سعد، ابی سعید خدری، بریدہ بن الحصیب، مطلب بن ابی وداعہ اُم سلمہ اور دوسرے صحابہؓ سے مسجد شریف نبوی کے ستون کے واقعہ کو روایت کیا ہے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے کہا ہے، یہ واقعہ حدِ تواتر کو پہونچ گیا ہے یعنی اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اس کے ثبوت میں قطعاً کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا۔ واقعہ اس طرح پر ہے۔

مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے اور کھجور کی شاخوں سے اس کی چھت پٹی ہوئی تھی، آپ ایک ستون سے سہارا لے کر خطبہ پڑھا کرتے تھے تمیم داریؓ نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کے واسطے ایک منبر بنا دیا جائے اور آپ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کریں تو سب لوگ آپ کی آواز سُن سکیں گے۔ آپ نے اُن کی تجویز پسند فرمائی اور تین سیڑھیوں کا منبر لکڑی کا آپ کے واسطے بنایا گیا، جمعہ کے دن آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اس ستون سے جُدائی واقع ہوئی۔ وہ جدائی کی تاب نہ لا سکا اور مفارقت کے درد میں رونے لگا۔

بیان کرنے والے کہتے ہیں ہم نے اس کے رونے کی آواز سُنی جو اونٹنی کے بچہ کی آواز سے مشابہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ بچے کے رونے سے ملتی ہوئی آواز تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کے رونے سے سب لوگ رونے لگے۔

دورم از وصالِ تو زندگی چہ کار آید
جاں بہ لب نہ می آید چہ سخت جانی ہاست

آپ منبر پر سے اُترے اور ستون کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت پھیرا، پھر اپنی مبارک گود میں لیا، تب جا کر اُس کے رونے کی آواز بند ہوئی، پھر آپ نے ارشاد فرمایا اگر میں اس کو گود میں نہ لیتا تو یہ میری جُدائی کی وجہ سے قیامت تک روتا رہتا، پھر آپ نے منبر کے نیچے اس کو دفن کرا یا اور آپ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے۔

تو در دلی بہ غم ایں ز آں کہ پرواز د
بجائے جاں کہ تو باشی بہ جاں کہ پرواز د

حسن بصریؒ جب اس حدیث شریف کو روایت کرتے تھے اور اس واقعہ کا بیان کرتے تھے

Marfat.com

تو رو دیا کرتے تھے اور کہتے تھے، اے بندگانِ خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق میں ستون رو دیا تم کو اپنے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق زیادہ ہونا چاہیئے اور تم زیادہ مستحق ہو کر اُن کے اشتیاق میں روؤ۔

جب آپ رفیقِ اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ سے جدائی واقع ہوئی تو عمرؓ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کھجور کا تنہ آپ کے فراق میں رو دیا ہے یہاں تک کہ آپ کے دستِ مبارک نے اس کو خاموش کیا آپ کی اُمت بہ نسبت اس تنے کے زیادہ حقدار ہے کہ آپ کے فراق میں روئے۔

عجب نہیں ہے جو بعضے جمادِ کو ادراک
ہو آدمی کی طرح گو یہ رنگ ڈھنگ نہیں
جو روئے ہجرِ نبی میں نہیں ہے وہ چوب سے بھی
کرے جو آپ سے باتیں وہ سنگ سنگ نہیں
یہ سب جمال ہے بحر اُس جمیلِ مطلق کا
چمن میں بُو نہیں اور بیکدے میں رنگ نہیں

امام شافعیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو جو جو معجزے عنایت کئے تھے وہ سب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت کئے گئے ہیں۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مُردے کو زندہ کیا کرتے تھے، آپ نے جواب دیا ہمارے حضرت کے فراق میں ستون رو دیا اُس کے رونے کی آواز سب نے سُنی، یہ معجزہ مُردے کو زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے مُردے میں تو پہلے جان تھی جو نکل گئی تھی اور اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس میں پھر جان ڈال دیتے تھے۔ لیکن لکڑی تو بے جان ہے اس میں جان پڑی اور اس کو شعور ہوا اور وہ آپ کے دردِ مفارقت میں روئی

۱۴۔ دارِ قطنی، ابنِ عدی، حاکم، طبرانی اور بیہقی عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی گوہ کا شکار کئے ہوئے آیا۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے صحابہ سے پوچھا یہ کون ہیں، اُس کو جواب دیا گیا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، یہ سن کر وہ دیہاتی کچھ بے ہودہ بولا، پھر اُس نے اپنی آستین میں سے گوہ کو نکالا اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا، قسم ہے، لات اور عزّیٰ کی جب تک یہ گوہ تم پر ایمان نہ لے آئے میں ہرگز ایمان نہ لاؤں گا، آپ نے گوہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے گوہ، گوہ نے اس طرح پر جواب دیا جس کو ہم سب نے سنا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا زَيْنَ مَنْ وَافَى الْقِيَامَةِ یعنی حاضرِ خدمت ہوں اے وہ جناب جو قیامت میں سب جمع ہونے والوں کی زینت ہیں آپ نے دریافت کیا تو کس کی عبادت کرتا ہے گوہ نے کہا اُس ذاتِ پاک کی جس کا عرش آسمان پر اور بادشاہت زمین پر اور راستہ سمندر میں، رحمت جنّت میں اور عذاب دوزخ میں ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں، اُس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النّبیّین ہیں یقیناً فلاح پائی جس نے آپ کی تصدیق کی اور آپ کو سچا جانا اور رُسوا ہوا جس نے آپ کی تکذیب کی اور جھٹلایا دیہاتی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا

Marfat.com

۱۵ ۔ احمد، بزاز اور ابو محمد عبداللہ فقیہ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمرؓ کے ساتھ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں چند بھیڑیں تھیں انھوں نے آپ کو سجدہ کیا یہ دیکھ کر ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم ان بھیڑوں سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا کسی کو نہیں چاہیئے کہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔

۱۶ ۔ دارمی، بزاز اور بیہقی جابرؓ سے روایت کرتے ہیں، ایک اونٹ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا، آپ نے فرمایا اس کا مالک کون ہے؟ انصار کے بعض جوان بولے یہ ہمارا ہے، آپ نے فرمایا اس اونٹ کا کیا حال ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے بیس سال اس سے پانی نکالنے کی خدمت لی اب اس کی عمر بڑی ہوگئی اور ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو ذبح کردیں، آپ نے فرمایا تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کردو، انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ، یہ آپ کا مال ہے آپ نے فرمایا جب تک اس کی موت نہ آئے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو، ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اونٹ کے مالک سے فرمایا یہ اونٹ تمہاری شکایت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں، تو یہ میرے ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں، اس کے مالک نے کہا یارسول اللہ آپ نے درست فرمایا۔ میں اب ایسا نہ کروں گا۔ صحابہ نے جب اونٹ کو سجدہ کرتے دیکھا تو انھوں نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ ہم بہ نسبت حیوان کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا بشر کو نہیں چاہیئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے چاہے بیوی ہی کیوں نہ ہو وہ بھی اپنے شوہر کو سجدہ نہ کرے۔

۱۷ ۔ بیہقی ابوسعید خدریؓ سے طبرانی، منذری اور قاضی عیاض ام سلمہؓ سے اور ابونعیم انسؓ اور ام سلمہؓ سے کچھ اختلاف کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے آپ کو یارسول اللہ کہکر تین مرتبہ آواز دی، آپ آواز کی طرف ملتفت ہوئے۔ ایک بندھی ہرنی ہرنی آپ کو آواز دے رہی تھی اور اس کے پاس شکاری سو رہا تھا آپ نے ہرنی سے دریافت فرمایا تیری کیا حاجت ہے اس نے کہا مجھ کو اس شکاری نے پکڑ لیا ہے سامنے پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں تاکہ میں ان کو دودھ پلا دوں، آپ نے فرمایا دودھ پلا کر واپس آجائے گی، اس نے وعدہ کیا اور آپ نے اس کو کھول دیا۔ وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلاکر واپس آگئی، آپ نے اسے باندھ دیا اتنے میں شکاری کی آنکھ کھل گئی اس نے آپ کو دیکھکر عرض کیا، یارسول اللہ اگر کوئی خدمت ہو ارشاد فرمائیں تاکہ بجالاؤں، آپ نے ارشاد فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دو، شکاری نے فوراً امتثال حکم کیا اور ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی اچھلتی کودتی یہ کہتی روانہ ہوئی۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ــــــــــ یعنی میں گواہی

Marfat.com

دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۸۔ مسلم ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منبر پر آیت شریفہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ تلاوت فرمائی، یعنی بندوں نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم احسانہٗ کو جیسا چاہیئے تھا نہیں پہچانا، پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اس طرح فرماتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ یعنی میں ہی سب سے بڑا زبردست ہوں میں ہی سب سے برتر ہوں۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں آپ نے جس وقت یہ الفاظ مبارکہ ادا فرمائے منبر ہلنے لگا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت سے منبر لرز گیا۔) اور ہم کو خیال ہوا کہیں آپ خدانخواستہ گر نہ جائیں۔

۱۹۔ بخاری، مسلم، بزارؒ اور ابو یعلیٰؒ، جابرؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بہت مضبوطی کے ساتھ تین سو ساٹھ بُت نصب تھے مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کے بعد آپ نے بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کیا، آپ کے ہاتھ میں شاخ خرما تھی آپ اس شاخ سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ فوراً گر پڑتا تھا۔ اگر آپ سامنے سے اشارہ فرماتے تھے تو وہ چت گرتا تھا اور اگر آپ پیچھے سے اشارہ فرماتے تھے تو وہ منہ کے بل گرتا تھا، آپ اس وقت جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اور جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ پڑھتے جاتے تھے یعنی صداقت نے اپنی جگہ لی اور جھوٹ ملیامیٹ ہوا اور سچائی کا ظہور ہوا اور غلط نہ پھلا ہے اور نہ پھلے گا۔

۲۰۔ ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابو نعیم چند طرق سے روایت کرتے ہیں اور براء بن عازبؓ کی روایت اس طرح پر ہے، مدینہ منورہ کا خندق کھودا جارہا تھا، ایک جگہ بڑا اور سخت پتھر ظاہر ہوا، ہم نے ہر چند کوشش کی لیکن وہ نہ ٹوٹا، ہماری کدالوں کے سرے مڑ گئے، ہم نے آپ سے عرض کیا آپ اس پتھر کے پاس تشریف لائے اور آپ نے بسم اللہ کہکر ایک مرتبہ کدال ماری تو پتھر کا ایک تہائی حصہ الگ ہو گیا، دوسری مرتبہ میں دوسرا اور تیسری مرتبہ میں تیسرا تہائی حصہ الگ ہو گیا ہر مرتبہ آپ کے کدال مارنے پر نور نکلتا تھا۔ اور آپ اُس وقت اللہ اکبر فرماتے تھے، آخر میں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ یمن، فارس اور رُوم فتح ہو جائیں گے۔

۲۱۔ ابن سعد، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو نعیم بتوسط ابو مصعب مکیؒ کے انس بن مالک بن زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب غار ثور میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے دہانہ پر ببیا کا پودا اُگا، کبوتر کے جوڑے نے گھونسلہ بنایا اور انڈے دیئے مکڑی نے جالا تنا تاکہ تلاش کرنے والوں کو معلوم نہ ہو کہ غار میں کوئی ہے۔

خداوند عالم ہو جس کا محافظ | اُسے خوف کیا ہو گا اور دو محن کا
پڑی خاک عقلوں پہ سب کافروں کی | کہ جب پردہ دیکھا لعابِ دہن کا

Marfat.com

۲۲۔ بخاری، مسلم، مالک، ترمذیؒ اور اکثر ائمہ حدیث انس، جابر، ابن مسعود، قتادہ، عمران بن حصینؓ اور دوسرے صحابہ سے آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی اُبلنے کے مبارک معجزہ کو روایت کرتے ہیں، یہ واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا ہے، ترمذی، نوویؒ اور دوسرے اکابر نے لکھا ہے کہ اس معجزۂ شریفہ کا ثبوت تواتر کی حد تک پہنچ گیا ہے اس میں کسی قسم کا شک یا شبہ نہیں کیا جاسکتا، یہاں پر صرف ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

بخاریؒ جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حُدیبیہ کے دن سب لوگوں کا پیاس کی وجہ سے بُرا حال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور آپ اس سے وضو فرما رہے تھے آپ کو وضو کرتا دیکھ کر سب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا کیا بات پیش آئی ہے، سب نے عرض کیا، ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے اور نہ پینے کو، صرف یہی پانی ہے جو آپ کے پاس ہے آپ نے اپنا مبارک ہاتھ مشکیزہ میں رکھدیا فوراً پانی آپ کی مبارک انگلیوں کے مابین سے فوارہ کی طرح جوش مار کر بہنے لگا۔ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا، سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں، میں نے جابرؓ سے دریافت کیا تم سب کتنے افراد تھے جابرؓ نے کہا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم سب کو بخوبی کافی ہوتا ہم اس وقت ڈیڑھ ہزار افراد تھے، یعنی پندرہ سو لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حُدیبیہ میں آپ کے ساتھ ایک ہزار چار سو صحابہ تھے اور علماء نے لکھا ہے کہ یہ تعداد صحیح ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ وہ مبارک پانی جو آپ کی مبارک انگلیوں سے اُبل کر نکلا ہے وہ آبِ زمزم، آبِ کوثر، ماءِ سلسبیل اور ماءِ تسنیم سے مبارک اور افضل ہے۔

۲۳۔ مسلم اور مالکؒ مُعاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر ایک چشمہ پر قیام ہوا چشمہ خشک ہوگیا تھا صرف زمین میں سیل باقی تھی، لوگوں نے اس کو کھودا اور بڑی دقت سے پانچ سات چلو پانی اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں لائے، آپ نے اس پانی میں مبارک ہاتھ اور منھ کو دھویا اور پھر اس کو چشمہ میں ڈلوا دیا اس پانی کے پڑتے ہی چشمہ اُبل پڑا اور اس کا پانی جاری ہوگیا۔ سب سیراب ہوئے، مویشیوں کو بھی پانی پلایا اور وہ پانی بہتا ہی رہا۔

۲۴۔ بیہقی اور طبرانیؒ ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ ہجرت فرما کے تشریف لائے، میں نے صرف آپ کے اور ابو بکرؓ کے واسطے کھانا تیار کیا میں نے آپ دونوں سے کھانے کو عرض کیا آپ نے مجھ سے ارشاد کیا جاؤ انصار میں سے صرف تیس اشراف کو لاؤ میں حکم بجالایا آپ نے ان سب کو شکم سیر کھانا کھلایا جب سب فارغ ہوگئے آپ نے مجھ سے ساٹھ آدمیوں کو بلانے کیلئے کہا میں نے فرمان شریف کی تعمیل کی آپ نے ان سب کو بھی شکم سیر کھانا کھلایا جب سب فارغ ہوگئے آپ نے ستر آدمیوں کو حاضر کرنے کو فرمایا میں نے امتثال امر کیا

Marfat.com

اور ان ستر آدمیوں نے بھی اچھی طرح پیٹ بھر کر کھانا کھایا، ابو ایوبؓ کہتے ہیں کہ ان سب آدمیوں نے اسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور وہ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کے کھانے کو ایک سو اسی آدمیوں نے کھایا اور سب شکم سیر ہوئے۔ صاحب کتاب نے لکھا ہے ایک سو ساٹھ آدمیوں کو ابو ایوب بلا کرے گئے تھے باقی بیس میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابو بکرؓ اور ابو ایوبؓ کے گھر والے یا ان کے اپنے بلائے ہوئے آدمی ہوں گے۔

۲۵۔ بخاریؒ دو طریق سے جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم خندق کھود رہے تھے ایک جگہ سخت زمین آگئی وہ ہم سے کسی طرح بھی نہ کٹی، ہم نے آپ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا اچھا میں اترتا ہوں چنانچہ آپ تشریف لائے اور آپ نے اس سخت زمین پر کدال کی ایک ضرب ماری وہ ریت کی طرح بہنے لگی۔ جابرؓ کہتے ہیں میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ مجھ سے آپ کی یہ کیفیت دیکھی نہ گئی، میں نے آپ سے گھر تک جانے کی اجازت طلب کی اجازت ملنے پر گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کی کیفیت مجھ سے نہیں دیکھی جا سکتی اور میں صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتا اگر گھر میں کچھ ہو تو جلد بتاؤ، بیوی نے کہا ایک صاع جو رکھے ہیں یعنی ساڑھے تین سیر اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے کہا تم جو کو پیس کر گوندھو اور میں بکری کے بچے کو ذبح کر کے صاف کر کے پتیلے میں چڑھاتا ہوں میں اپنے کام سے جلدی فارغ ہوا اور آپ کی خدمت مبارکہ میں پہنچا اور موقعہ پا کر آپ سے عرض کیا کہ ایک صاع جو کا آٹا اور ایک بکری کا بچہ موجود ہے آپ چند اصحاب کو لے کر تشریف لے چلیں، میں نے آپ سے یہ عرض پوشیدہ طور پر کی، آپ نے سن کر بہ آواز بلند فرمایا، اے اہل خندق جابر نے تم سب کی دعوت کی ہے چلو ان کے گھر کھانا کھائیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں نہ پہنچوں تم پتیلے کو آگ پر سے نہ اتارو اور اپنی بیوی سے کہدو کہ میرے پہنچنے تک روٹی پکانی شروع نہ کریں یہ سن کر میں فوراً گھر آیا اور گھر والی سے کیفیت بیان کی اتنے میں آپ تمام اہل خندق کو لے کر تشریف لے آئے، آپ نے گوندھے ہوئے آٹے میں ذرا سا آب دہن ڈالا اور دعائے برکت فرمائی، پھر آپ نے پتیلے میں قدرے لعاب مبارک ڈالا اور دعائے برکت فرمائی اور ارشاد کیا اب عورتوں کو بلا کر روٹی پکانی شروع کر دو، اور پتیلے کو آگ پر سے نہ اتارو، سالن نکال نکال کر دیتے رہو، جابرؓ کہتے ہیں ایک ہزار آدمی تھے سب نے خوب پیٹ کر کھانا کھایا اور خدا کی قسم ہے کہ پتیلا اسی طرح بھرا ہوا چولھے پر رکھا تھا اور آٹا اتنا ہی گوندھا رکھا تھا۔

۲۶۔ ابن سعد، ابو یعلی، بزار، ابن مندہ، حاکم، بیہقی اور ابو نعیمؒ سفینہؓ سے روایت کرتے ہیں

Marfat.com

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کہ میں کشتی میں سوار تھا، سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختہ پر بیٹھا رہ گیا اور کنارہ پر پہنچ گیا۔ میں خشکی پر اترا، مجھ کو ایک شیر ملا، وہ میری طرف بڑھا میں نے اس سے کہا، اے اَبُوالحَارِث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، عربی میں شیر کی کنیت ابوالحارث ہے یہ سن کر شیر نے اپنی دُم ہلائی اور عاجزی سے آکر میرے پاس کھڑا ہوا، پھر وہ مجھ کو لے کر چلا اور راستہ پر مجھ کو پہنچایا، پھر تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ آواز نکالتا رہا، گویا وہ مجھ کو رخصت کر رہا تھا۔ اور پھر وہ جنگل کو لوٹ گیا۔

۲۷۔ ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ اُحُد کی لڑائی میں قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ نکل پڑی آپ نے دستِ مبارک سے اس کی جگہ پر اُس کو رکھدیا وہ اچھی ہو گئی اس کی بینائی اور صحت دوسری آنکھ سے اچھی تھی۔

۲۸۔ ابونعیمؒ روایت کرتے ہیں کہ مَلَاعِبْ اَسِنَّہ عامر بن مالک کو استسقا ہو گیا، اُس کی نازک حالت ہوئی اس نے آپ کی خدمت بابرکت میں قاصد بھیجا آپ نے خاک کی چُٹکی پر تھوک کر قاصد کو عنایت کی قاصد متحیّر ہوا اور سمجھا کہ آپ نے شاید مذاق فرمایا ہے وہ اس چٹکی کو لے کر مَلَاعِبْ اَسِنَّہ کے پاس پہنچا، اس کی حالت از حد نازک ہو گئی تھی اس نے پانی میں گھول کر وہ خاک کی چٹکی پی لی اللہ نے اُس کو شفا دی۔

۲۹۔ ابن ابی شیبہ، بیہقی اور طبرانیؒ روایت کرتے ہیں فُدَیک بن عَمرو سلامانی کو آپ کے پاس لائے اُس کی آنکھیں بے نور ہو کر بالکل سفید پڑ گئی تھیں اس سے دریافت کیا گیا کہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا اس نے کہا میں اونٹ لئے جا رہا تھا، سانپ کے انڈوں پر پیر پڑ گیا اور بینائی بالکل جاتی رہی۔ آپ نے اس کی آنکھوں میں تھوک دیا وہ بینا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے میں نے اس کو دیکھا اس کی عمر اَسّی برس کی تھی وہ بہ آسانی سوئی میں تاگا پرو تا تھا۔

۳۰۔ بخاریؒ یزید بن عبیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سَلَمَہ بن الاکوع کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا، میرے دریافت کرنے پر انھوں نے مجھکو بتایا کہ خیبر کے دن میری پنڈلی پر زخم لگا لوگوں نے کہا کہ سلمہ کے زخم لگا، آپ نے تین مرتبہ اس پر تھوک دیا۔ زخم بالکل اچھا ہو گیا اور اب تک کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی، دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ جڑ گئی اور زخم اچھا ہو گیا۔

۳۱۔ بخاری، مسلم، حاکم اور طبرانیؒ روایت کرتے ہیں کہ خیبر کے دن علی مرتضٰیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں ان کے رَمَد ہو گیا تھا۔ سلمۃ الاکوعؓ ان کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے پاس لائے آپ نے اُن کی آنکھوں میں تھوک دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اُن کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر اور اپنی

Marfat.com

ہتھیلیوں پر لعابِ دہن لگا کر اُن کے آنکھوں پر مل دیا۔ فوراً شفا پائی اور فتحِ خیبر اُن کے ہاتھ پر ہوئی اور پھر مدت العمر کبھی اُن کی آنکھ دُکھنے کو نہ آئی۔

۳۲۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمتِ اقدس میں ایک مادر زاد گونگے بڑے لڑکے کو لائے آپ نے اس سے دریافت فرمایا میں کون ہوں اللہ نے اس کی زبان کھول دی، اور اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۳۳۔ احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم اور ابنِ ابی شیبہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آپ کے پاس آئی اور اُس نے کہا اس بچہ پر کھانے کے وقت جنون کا دورہ پڑتا ہے آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر پھیر دیا۔ بچے نے قے کی ایک کالا کپڑا بلّے کی شکل کا اس کے پیٹ میں سے نکلا اور اس کا جنون جاتا رہا۔

۳۴۔ ابن ابی شیبہ اُمِ جندبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت آپ کے پاس اپنے بچے کو لائی اور عرض کیا اس پر کوئی بلا آگئی ہے اور اب یہ بولتا نہیں ہے، آپ نے پانی منگوایا اس میں دستِ مبارک اور رُوئے مبارک دھویا اور اس پانی سے بچے پر چھینٹا دلوایا اور کچھ اس کو پلوایا وہ اچھا ہو گیا اور بہت ہوشیار نکلا۔

۳۵۔ بیہقی، ابن عساکر، ابن سعد وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بدر کے دن عکاشہ بن محصنؓ کی تلوار ٹوٹ گئی، آپ کے ہاتھ میں شاخِ خرما تھی وہ آپ نے عکاشہؓ کو دیدی اور ارشاد کیا اس سے لڑو عکاشہؓ کہتے ہیں وہ شاخ میرے ہاتھ میں عمدہ تلوار ہو گئی اور میں اس سے لڑتا رہا بعض روایا سے معلوم ہوتا ہے اس تلوار کا نام عون تھا یہ عکاشہؓ کے پاس رہی اور ان کے بعد اُن کی اولاد کے پاس رہی۔

۳۶۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن خبیبؓ کے شانہ پر تلوار لگی اُن کا شانہ لٹک گیا آپ نے اس پر تھوکا اور پھر اس کو جوڑا وہ اپنی اصلی حالت پر ہو گیا۔

۳۷۔ بیہقی روایت کرتے ہیں اُحد کے دن عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آپ نے ان کو شاخِ خرما دی وہ ان کے ہاتھ میں تلوار ہو گئی وہ اس سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور اپنے مبارک ماموں سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے پہلو میں ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے، رضی اللہ عنہما۔

۳۸۔ بیہقی اور ابونعیم عمران بن حصینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آئیں، بھوک کی شدت کی وجہ سے اُن کے چہرہ کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ آپ نے اُن کے سینہ پر جہاں ہنسلی پہنی جاتی ہے اپنا دستِ مبارک رکھا اور آپ نے انگلیوں کو کھول دیا اور پھر اس طرح دعا فرمائی : اَللّٰھُمَّ مُشْبِعَ الْجَاعَةِ وَدَافِعَ

Marfat.com

الْوَضِيعَةِ اِرْفَعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ——— یعنی اے میرے اللہ اے بھوکوں کو سیر کرنے والا اور کمزوروں کو سہارا دینے والا محمد کی بیٹی فاطمہ کو سہارا دے۔ عمران کہتے ہیں آپ کی اس دعا کے بعد میں نے فاطمہ کے چہرہ پر نظر ڈالی تو زردی ہٹ گئی تھی اور بعد میں میرے دریافت کرنے پر فاطمہؓ نے مجھ سے کہا اے عمرانؓ اس دن کے بعد سے کبھی بھوک نے مجھ کو نہیں ستایا۔

۳۹۔ بیہقی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علیؓ کے واسطے دعا فرمائی : اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ یعنی بارِ مولیٰ تو اُن کو سردی اور گرمی سے بے نیاز کر دے، حضرت علی کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو نہ کبھی گرمی محسوس ہوئی اور نہ سردی چنانچہ آپ گرمیوں میں سردیوں کے اور سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔

۴۰۔ ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی عثمان بن حنیفؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا، اُس نے عرض کیا آپ دعا فرمائیں تاکہ میری آنکھیں بینا ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا پہلے وضو کر و پھر دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ دعا پڑھو :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ اَنْ يَّكْشِفَ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ——— یعنی اے میرے اللہ میں یقیناً تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کو جن کا اسم شریف محمد ہے اور جو نبی رحمت ہیں وسیلہ بنا کر تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد یقیناً میں تم کو وسیلہ بنا کر تمہارے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری بینائی کھولدے اے میرے اللہ تو اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، راوی کہتا ہے نابینا نے حسبِ ارشاد عمل کیا اور اللہ نے اس کو بینا کر دیا۔ عثمان بن حنیف اور اُن کی اولاد یہ دعا بچوں کو اور دوسرے لوگوں کو سکھاتے تھے اور جب کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مشکل آسان کر دیتا تھا جس ضرورت کے واسطے یہ دعا پڑھی جائے اس ضرورت کو بجائے اَنْ يَّكْشِفَ بَصَرِیْ کے ذکر کیا جائے مثلاً شفائے مریض کے لئے اَنْ يَّشْفِیَ الْمَرِيْضَ کہا جائے اس حدیث شریف سے معلوم ہو گیا کہ يَا مُحَمَّدُ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ کہنا درست اور صحیح ہے لہٰذا سے انکار کرنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے انکار ہے۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ ——— اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ

بہ سلام آمدم جوابم دہ ——— مرہمے بر دلِ خرابم نہ
بس بود جاہ و احترامِ مرا ——— یک جواب از تو صد سلامِ مرا
گر نہ رفتم طریقِ طاعتِ تو ——— ہستم از عاصیانِ اُمّتِ تو

Marfat.com

رحم کن بر من و فقیری من
دست بکشا بہ دست گیری من

آمدم زیر بار عصیاں پست
افتم از پائے گر نہ گیری دست

عفو فرما شہا گناہ مرا
و مبدم دور کن سیاہ مرا

جلوہ ی نما برائے خدا
رحم فرما بہ مستمندِ گدا

جائے وہ در حریم خویش مرا
مرہم بخش سینہ ریش مرا

اشعار

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمدؐ چشم بر راہ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس
محمد حامد حمد خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

محمد از تو می خواہم خدا را
الٰہی از تو عشق مصطفٰے را

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تتمہ

پتھر پر قدم شریف کے نشانِ مبارک کے بیان میں

جدّ امجد کلاں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے سعید البیان میں پتھر پر قدم شریف کے نشانِ مبارک کے معجزے کا بیان فرمایا ہے چونکہ اس معجزہ شریفہ کے بارے میں علماء اعلام رحمہم اللہ نے کچھ بحث کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس موضوع شریف کو قدرے وضاحت سے بیان کیا جائے تاکہ حقیقت امر واضح ہو جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے مختصر طور پر لکھتا ہوں، علامہ شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بوصیری مصری کا انتقال ۶۹۴ھ ہجری کو ہوا ہے اور وہ اسکندریہ میں مدفون ہوئے ہیں اُن کا قصیدہ بُردہ اور ہمزیہ اطراف واکنافِ عالم میں مشہور ہے، قصیدہ ہمزیہ میں کہتے ہیں۔

Marfat.com

أَوْ بِلَثْمِ التُّرَابِ مِنْ قَدَمٍ لَّا   نَتْ حَيَاءً مِّنْ مَّشْيِهَا الصَّفْوَاءُ

یعنی اے کاش مجھ کو اس خاکِ پاک کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہو جو آپ کے مبارک پیروں سے چھو گئی ہو وہ مبارک پیر جن سے مَس ہوتے وقت شرم اور حیا کی وجہ سے سخت پتھر بھی نرم پڑ جاتا تھا۔

علامہ شہاب الدین احمد — بن حجر ہیتمی مکی نے اس قصیدہ کی شرح میں اور علامہ علی بن برہان الدین حلبی نے انسان العیون میں اور سید احمد زینی دحلان نے سیرۃ نبویہ آثارِ محمدیہ میں اور دوسرے علماء نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے تھے تو وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے نرم پڑ جاتا تھا۔ اور جب آپ ریت پر چلتے تھے تو اس پر آپ کے قدم شریف کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ یہ خلافِ عادتِ مقررہ کے، اس شعر سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر آپ کے مبارک پاؤں سے لگ کر شرم اور حیا کی وجہ سے نرم پڑ جاتا تھا، مٹی اور ریت کا اس میں ذکر نہیں ہے اور پتھر کس طرح پر نرم پڑتا تھا آیا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جاتا تھا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان پڑ جاتا تھا یا آپ کے ہیبت اور عظمت سے اظہارِ خشوع اور مذلت کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی خاصیت کو آپ کے واسطے بدل دیتا تھا کہ اس کی سختی اور درشتی آپ کے لئے بے اثر ہو جاتی تھی اور آپ کے مبارک پاؤں کو پتھر پر چلنے سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی ان دونوں معانی کا احتمال ہے اگر روایات سے پتھر پر قدم شریف کا نشان ثابت ہوتا ہے تو دوسری صورت متعین ہے کیونکہ حضرت شیخ نے تمام صحیح واقعات کو اپنے قصیدہ میں ذکر کیا ہے، غیر صحیح واقعہ کا ذکر نہیں کیا ہے سمجھنے والے نے اگر ان کا شعر نہ سمجھا ہو اور اس کا غیر صحیح مطلب نکالا ہو تو اس میں اُن کا کیا قصور ہے جس طرح پر کہ آپ نے اس قصیدہ میں فرمایا ہے ؎

شَمَّتَتْهُ الْاَمْلَاكُ اِذْ وَضَعَتْهُ   وَشَفَتْنَا بِقَوْلِهَا الشِّفَآءُ

یعنی جب آپ کی ولادت شریف ہوئی فرشتوں نے آپ کو یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہا پس شفا والدہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہ واقعہ روایت کر کے ہمارے دلوں کو خوش کیا ہے۔

والدہ عبدالرحمٰنؓ کی روایت اس طرح پر ہے کہ جب آپ تولد ہوئے اور آپ نے آواز کی اس وقت میں نے کسی کو یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہتے سنا، یعنی فرشتہ کا یہ کہنا آپ کے آواز کرنے کے بعد تھا اس روایت میں یا کسی دوسری روایت میں قطعاً نہیں آیا ہے کہ آپ نے ولادت شریف کے بعد چھینک لی اور پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فرمایا اور اس کے جواب میں فرشتوں نے آپ کو "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" کہا ہو چونکہ لفظ شَمَّتَ تَشْمِیْتًا کا استعمال چھینک کے بعد یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہنے پر ہوتا ہے اس لئے بعض لوگ اس شعر سے یہ سمجھے کہ ولادت کے بعد آپ نے چھینک لی اور چونکہ شرعاً یرحمک اللہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ چھینکنے والا پہلے الحمد للہ کہے اس لئے بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ آپ نے ولادت

Marfat.com

شریف کے بعد چھینک لی اور سپھر الحمدللہ کہا اور اس کے جواب میں فرشتہ نے یرحمک اللہ کہا، یہ سب باتیں اسی شعر کی شرح میں بیان کی گئی ہیں۔ حالانکہ خود حضرت شیخ کہہ رہے ہیں کہ شفار نے روایت کی ہے اور شفار کی روایت دلائل النبوہ وغیرہ میں مذکور ہے چاہیئے تھا کہ مطابق روایت کے شعر کی شرح کرتے نہ یہ کہ امور زوائد ذکر کر کے شعر کو بھی متضمن امور غیر ثابتہ بنا دیا۔

پتھر پر نقش قدم ثابت کرنے کے لئے ان علما نے علامہ امام حافظ علی ابوالحسن تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کے شعر کو بھی پیش کیا ہے۔ اُن کا انتقال ۷۵۶ھ میں ہوا ہے وہ قصیدہ تائیہ در مدح خیر البریہ میں لکھتے ہیں۔

وَاَثَّرَ فِی الْاَحْجَارِ مَشْیُکَ ثُمَّ لَمْ   یُؤَثِّرْ بِرَمْلٍ اَوْ بِبَطْحَاءَ رَطْبَۃٍ

یعنی آپ کے چلنے نے پتھروں میں اثر کیا اور ریت پر یا وادی کی گیلی زمین پر اثر نہیں کیا، بطحار پہاڑوں کی وادی کو کہتے ہیں جہاں سیلاب گزرتا ہے اور اس وادی میں کنکر، بجری اور بالو ہوتا ہے۔ علامہ سبکی کی جلالتِ علم اور علو مرتبت محتاج بیان نہیں، ایسا شخص اگر کوئی بات کہے یقیناً وہ قابلِ استشہاد ہے۔ لہٰذا ایسے عالم شخص کے شعر کو بھی روایات کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے اور اس کو جامۂ صحت پہنانا چاہیئے کیونکہ جو شخص کسی تحریر یا تقریر میں غیر ثابتہ اور غیر مصدقہ امور کا ذکر نہ کرے تو وہ شعر میں کس طرح کر سکتا ہے، پتھر پر قدم شریف کے نشان کا ذکر چھٹی صدی میں قاضی ابوبکرؒ نے کیا ہے اور وہ بھی صرف صخرہ شریفہ پر اور وہ بھی ایک مشہور بات کو بیان کیا ہے اور چوتھی صدی کی ایک مشہور بات کو حافظ ابونعیمؒ نے ذکر کیا ہے کہ مکہ میں ایک پتھر پر کہنی اور کلائی کا نشان ہے اور اُحد کے پہاڑ میں نشان سر مبارک کا ہے، ریت پر قدم شریف کے نشان نہ ہونے کا ذکر تو کسی نے کیا ہی نہیں ہے، ایسی صورت میں علامہ سبکی ان امور کا بیان کس طرح کر سکتے ہیں، جائے فکر اور محل خیال ہے۔

علامہ سبکی اپنے شعر میں لفظ "اَثَّرَ تَاثِیْرًا" لائے ہیں جس کے معنی اثر کرنے یا اثر چھوڑنے کے ہیں اثر ظاہری ہو یا معنوی دونوں میں استعمال ہے اگر شعر میں ظاہری اثر مراد لیا جائے تو ترجمہ اس طرح ہوگا کہ آپ کے چلنے نے پتھروں میں نشان ڈال دیا اور ریت اور کیچڑ میں نہیں کیا لیکن یہ ترجمہ روایات سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا اور مٹی پر نشان نہ ہونے کا ذکر تک کسی نے نہیں کیا ہے لہٰذا لازمی ہے کہ معنوی اثر مراد لیا جائے اور کہا جائے کہ شعر کا ترجمہ اور مدعا اس طرح پر ہے۔

آپ کے قدم رکھنے نے پتھر پر اثر کیا وہ اپنی سختی اور کھردراپن کھو بیٹھا آپ کے مبارک پاؤں کو اس سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی جب کہ ایک پتھر آپ کا یہ احترام کرے افسوس ہے اُن لوگوں پر

Marfat.com

جو آپ کو ایذا پہنچائیں اور تکلیف دیں اور آپ کے قدم رکھنے نے ریت اور کیچڑ میں اثر نہیں کیا کہ آپ کا مبارک قدم اس میں دھنس جاتا اور آپ کو مشقت ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے لئے مٹی کی طرح کر دیا کہ آپ بہ آسانی اس پر چلتے تھے۔

تعجب ہے بعد کے علماء نے یہ بات کس طرح لکھدی کہ مٹی اور ریت پر قدم شریف کا نشان نہیں ہوتا تھا حالانکہ جب آپ غارِ ثور تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے تو کفارِ مکہ آپ دونوں کے نقشِ قدم کو لیتے ہوئے غارِ ثور تک پہنچ گئے اور قائف نے یعنی نقشِ قدم پہچاننے والے نے کافروں سے کہا اس غار سے آگے نشان قدم کا نہیں گیا ہے اس پر اُمیّہ نے کہا غار میں کون ہوسکتا ہے یہ دیکھو جھاڑی میں کبوتر کا گھونسلہ رکھا ہے اس میں انڈے ہیں اور یہ مکڑی کا جالا ہے جو محمّد کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔

حافظ ابونعیم جن کا انتقال ۴۳۰ھ ہجری کو سو سال کی عمر میں ہوا ہے دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں:

فان قيل فقد لين الله تعالى لداود الحديد حتى سرد منه الدوع السوابغ قلنا- قد لينت لمحمد صلى الله عليه وسلم الحجارة وصمّ الصخور فعادت له غارًا استتربها من المشركين يوم اُحُد مال صلى الله عليه وسلم براسه الى الجَبَل ليخفى شخصه عنهم فلين الله له الجبل حتى ادخل فيه راسه وهذا أعجب لأن الحديد تلينه النار ولم نرى النار تلين الحجر ذلك بعد ظاهر باق يراه الناس وكذالك في بعض شعاب مكة حجر من جبل اصم استروح في صلاته اليه فلان له الحجر حتى اثر فيه بذراعيه وساعديه وذلك مشهور يقصده الحجاج ويزورنه وعادت الصخرة ببيت المقدس ليلة اسرى به كهنية العجين فربط به دابته البراق يلمسه الناس الى يومنا هذا باق، انتهى.

یعنی اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہے کو اتنا نرم کر دیا تھا کہ وہ اس سے بڑی فراخ زرہیں بناتے تھے ہم کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور سخت چٹانیں نرم کر دی گئیں تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھپنے کے لئے اُحُد کے دن آپ نے اپنا مبارک سر پہاڑ کی طرف مائل کیا اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے واسطے لوہے کو اتنا نرم کر دیا تھا کہ وہ اس سے بڑی فراخ زرہیں بناتے تھے ہم کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور سخت چٹانیں نرم کر دی گئیں تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھپنے کے لئے اُحد کے دن آپ نے اپنا مبارک سر پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو آپ کے واسطے اتنا نرم کر دیا کہ آپ نے اپنے مبارک سر کو اس میں داخل کر دیا وہ نشان اب تک ظاہر اور باقی ہے اور خلقت اُس کو دیکھتی ہے، پتھر کا اس طرح نرم ہونا بہت ہی عجیب ہے لوہے کو تو آگ نرم کر دیتی ہے لیکن یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ آگ نے پتھر کو نرم کیا ہو اور اسی طرح

Marfat.com

مکہ کی بعض گھاٹیوں میں سخت پہاڑ کا ایک پتھر ہے جہاں آپ دَوران عبادت میں استراحت فرماتے تھے، یہ پتھر آپ کے لئے اتنا نرم پڑ گیا کہ آپ کی کلائی اور کہنی کا نشان اس میں ہو گیا وہ مشہور ہے اور حجاج اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور بیت المقدس میں شب معراج کو صخرہ شریفہ آپ کے واسطے گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو گیا آپ نے اپنی سواری کو اس سے باندھا یعنی براق کو، لوگ برائے برکت اس کو چھوتے ہیں اور وہ ہمارے زمانہ تک باقی ہے۔ انتہیٰ۔

مشہور ہے کہ صخرہ شریفہ کے ایک سرے میں حضرت جبریلؑ نے انگوٹھے سے چھید کیا اور اس سے براق کو باندھا اور بعض نے کہا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے دروازہ میں ایک پتھر ہے اس کو حضرت جبریلؑ نے چھید کیا ہے۔

قاضی امام ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف بہ ابن العربیؒ نے جن کا انتقال ۵۴۳ھ ہجری کو ہوا ہے موطا امام مالکؒ کی شرح میں بیت المقدس میں صخرۃ اللہ کے متعلق لکھا ہے:

صخرة بيت المقدس من عجائب الله تعالىٰ فانها صخرة قائمة شعثاء في وسط المسجد الاقصى قد انقطعت من كل جهة لا يمسكها الا الذى يمسك السماء ان تقع لى الارض الا باذنه، فى اعلاها من جهة الجنوب قدم النبى صلى الله عليه وسلم حين ركب البراق وقد مالت من تلك الجهة لهيبة صلى الله عليه وسلم وفى الجهة الاخرىٰ اصابع الملائكة التى امسكتها لما مالت... الخ

اللہ تعالیٰ کے عجائبات میں سے ہے یہ بڑا پتھر جو منفرد واقع ہے مسجد اقصیٰ میں چاروں طرف سے زمین سے منفصل قائم ہے اس کو زمین پر گرنے سے اسی ذات پاک نے روکا ہے جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہے (صخرہ شریفہ کے نیچے غار ہے) اس کے جنوب کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کا نشان ہے، یہ نشان اُس وقت کا ہے جبکہ آپ نے براق پر سوار ہونے کے لئے اس پر قدم مبارک رکھا وہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے اس طرف جھک گیا اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کے نشان ہیں کیونکہ انھوں نے اس پتھر کو گرنے سے روکا جبکہ وہ آپ کے قدم شریف رکھنے سے جھکا۔ الخ

علامہ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقیؒ نے ابن العربیؒ کے ذکر کردہ واقعہ کو مسجع معراج نامہ میں اس طرح بیان کیا ہے ثُمَّ تَوَجَّهَا اور ایک کتاب میں ہے:

ثم توجه نحو صخرة بيت المقدس وعماها – فصعد من جهة الشرق اعلاها فاضطربت تحت قدم نبينا ولانت + فامسكتها الملائكة لما تحركت ومالت... الخ

یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل بیت المقدس صخرہ شریفہ کو روانہ ہوئے، یا

Marfat.com

آپ بیت المقدس صخرہ شریفہ کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے، آپ شرقی جانب سے صخرہ پر چڑھے وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے حرکت میں آگیا اور نرم پڑ گیا۔ جب وہ حرکت میں آیا اور جھکا تو فرشتوں نے اس کو تھاما۔

حافظ ابن کثیرؒ صخرۂ شریفہ پر نقشِ قدم مبارک کے بارے میں لکھتے ہیں: ان رجله الكريمة غاصت في الصخرة فصارت على قدر قدمه حافيه لا منتعله... الخ ——— یعنی آپ کا مبارک پاؤں صخرۂ شریفہ میں گھس گیا اور اس میں ننگے پاؤں کے مقدار میں نشان پڑا، جوتی پہنے ہوئے کے مقدار میں نشان نہیں پڑا۔ الخ

حافظ ابن کثیرؒ نے اس طرح پر لکھ کر ایک اشکال کو رفع کیا ہے کیونکہ معراج شریف میں آپ کا جوتی اُتارنا کسی جگہ ثابت نہیں ہوا ہے بلکہ لکھا ہے کہ خاص حضوری کے وقت عرشِ بریں پر آپ نعلین شریفین پہنے ہوئے تھے براق پر سوار ہوتے وقت آپ نے جوتی کب اتاری ہے جو صرف برہنہ پا کا نشان پتھر پر آیا ہے۔ چاہیئے تھا کہ آپ کی نعلِ مبارک کا نشان ہوتا لیکن حافظ ابن کثیرؒ نے اس طرح پر لکھ کر یہ ثابت کیا کہ یہ بھی حق تعالیٰ کی ایک قدرت ہے۔ اور آپ کا ایک معجزہ ہے کہ باوجود جوتے پہنے ہوئے کے نشان صرف قدم شریف کا آیا ہے۔

علامہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائصِ کبریٰ کے باب فی ما اوتی داود علیہ السلام میں لکھا ہے:

قال ابو نعيم واوتى تسبيح الجبال ونظير ذالك لنبينا صلى الله عليه وسلم تسبيح الحصى والطعام كما تقدم في بابه واوتى تسخير الطير وقد تقدم تسخير سائر الحيوانات له صلى الله عليه وسلّم واوتى النّة الحديد وقد لينت الحجارة لنبينا صلى الله عليه وسلم وصم الصخور واستتر من المشركين يوم أحد مال براسه الى الجبل ليخفى شخصه عنهم فلين الله له الجبل حتى ادخل فيه راسه وذلك ظاهر باق يراه الناس وكذلك فى بعض شعاب مكة حجر اعصم استروح اليه صلى الله عليه وسلم فى صلا ته فلان له الحجر حتى اثر فيه بذراعيه وساعديه وذلك مشهور وهذا أعجب لان الحديد تلينه النار ولم تر النار تلين الحجر – هذا كله كلام ابى نعيم – انتهى ——— یعنی ابونعیمؒ نے کہا ہے کہ داوٗد علیہ السلام کو پہاڑوں کے تسبیح پڑھنے کا معجزہ عنایت ہوا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مقابلہ میں کنکریوں کا اور کھانے کا تسبیح کرنا عنایت ہوا۔ جیسا کہ اس کا بیان پہلے کیا جاچکا ہے اور داوٗد علیہ السلام کے واسطے پرندوں کو مسخر کیا ——— اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ فرمان اور مطیع تمام حیوانات تھے جس کا بیان پہلے کیا جاچکا ہے اور داود علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ عنایت ہوا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر اور بڑی سخت چٹانیں

Marfat.com

نرم ہوجاتی تھیں چنانچہ مشرکوں سے چھپنے کی وجہ سے اُحُد کے دن آپ نے اپنا سرِ مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس پہاڑ کو آپ کے واسطے اتنا ملائم کردیا کہ آپ نے اپنے مبارک سر کو اس کے اندر داخل کردیا اور وہ نشان اب تک ظاہر اور باقی ہے جس کو خلقت دیکھتی ہے اور اسی طرح مکہ کی بعض گھاٹیوں میں ایک سخت پتھر ہے آپ نے عبادت کے دوران میں اس پر استراحت فرمائی تھی یہ پتھر اتنا نرم ہوا کہ آپ کی کلائی اور کہنی کا نشان اس میں ہوگیا اور وہ پتھر مشہور ہے، پتھر کا اس طرح نرم ہونا بہت ہی عجیب ہے لوہے کو آگ نرم کردیتی ہے لیکن کہیں نہیں دیکھا گیا کہ آگ نے پتھر کو نرم کیا ہو، یہ سب ابونعیمؒ کا کلام ہے۔ انتہیٰ

یہ ہیں وہ اقوال جن کو پتھر پر نشان ثابت کرنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے، سب سے قدیم سند حافظ ابونعیمؒ کی ہے اُن کی ولادت سنہ ۳۳۰ہجری کو ہوئی ہے انھوں نے چوتھی صدی کا بڑا حصہ پایا ہے انھوں نے اپنے زمانہ کی مشہور بات کا تذکرہ کیا ہے اور صرف تین پتھروں کا ذکر کیا ہے مکہ مکرمہ میں کسی گھاٹی میں ایک سخت پتھر ہے جس پر آپ کی کہنی اور کلائی کا نشان بتایا گیا ہے اور جبلِ اُحد میں سرِ مبارک کا نشان اور صخرہٗ شریفہ میں صرف براق باندھنے کی جگہ انھوں نے صخرہٗ شریفہ پر قدم شریف یا ملائکہ کی اُنگلیوں کے نشان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے معلوم ہوتا ہے ان دونوں نشانات کے بارے میں اُن کے زمانہ تک لوگوں میں چرچا نہ تھا، ان کے بعد قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کی عبارت ہے، اُن کی ولادت سنہ ۴۶۸ہجری کو ہوئی ہے یہ اشبیلیہ سے تقریباً سنہ ۴۹۰ہجری کو بیت المقدس آئے اور انھوں نے نشانِ قدم شریف اور نشانِ انگشتانِ ملائکہ کو صخرہٗ شریفہ پر دیکھا نشان قدم شریف کے ثابت کرنے کے لئے یہ سب سے قدیم قول ہے انھوں نے بھی اپنے زمانے کی مشہور بات کا تذکرہ کیا ہے، ان کے بعد حافظ دمشقی نے قاضی صاحب کے بیان کو معراج نامہ میں مسجع کرکے لکھدیا ہے اور حافظ ابن کثیرؒ نے اتنا ہی کہا ہے کہ یہ نشان بر منہ پا کا ہے علامہ سیوطیؒ نے ابونعیم کے قول کو نقل کیا ہے اور اخیر میں پھر کہدیا ہے کہ یہ سب کچھ ابونعیمؒ کی کہی بات ہے، چار صدیاں گزرجائیں اور صخرہٗ شریفہ پر نشانِ قدم شریف کا علم لوگوں کو نہ ہو اور پانچویں صدی کے اخیر میں لوگوں کو پتہ چلے یہ نہایت ہی غریب بات ہے، معراج شریف کے وقت بیت المقدس سلطنتِ روم کی سلطنت کا ایک حصہ تھا، حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں یہ شہر فتح ہوا بلکہ آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا ہے۔ اُس وقت کسی نے بھی اس نقش مبارک کے بارے میں نہ کچھ کہا اور نہ کچھ بتایا سینکڑوں برس بعد لوگوں کو اس کا علم کیسے ہوا۔

یہاں پر بعض اشخاص کو یہ خیال ہوا ہے کہ تین آثار کو حافظ ابونعیمؒ نے اپنی کتاب میں عوام کی زبانی نقل کیا ہے اور حافظ سیوطیؒ نے ابونعیمؒ کے نقل کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور قاضی

Marfat.com

صاحب نے دو آثار کے بارے میں شہرت یافتہ بات کو ذکر کیا ہے اور دو حافظوں نے اُن کے قول کو نقل کیا ہے اگر ان شہرت یافتہ آثار میں صحت کا پہلو نمایاں نہ ہوتا تو یہ اکابر ان کا ذکر کیوں کرتے اور اگر ابونعیمؒ اور قاضی ابن العربیؒ نے لکھ بھی دیا تھا تو دوسرے حفّاظ نے ان کے کلام کو نقل کیوں کیا۔

حقیقتًا ان اشخاص کا خیال بڑی حد تک درست ہے ان حفاظ کے ذکر کرنے کی وجہ سے اور خاص کر خصائص کبریٰ میں جلال الدین سیوطیؒ کے نقل کرنے کی وجہ سے اس واقعہ کا ذکر معجزات شریف میں متاخرین میں سے ایک بڑی جماعت نے کیا ہے مع ہٰذا متاخرین کو چاہیئے تھا کہ وہ ان آثار کے بیان کرنے کے طریقہ پر توجہ دیتے ان کو دیکھنا چاہیئے تھا کہ ان کی سند بھی ذکر کی گئی ہے یا نہیں اور پھر ان کو جلال الدین سیوطیؒ کی اس عبارت پر دھیان دینا چاہیئے تھا کہ یہ سب ابونعیمؒ کا کلام ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب اَلْحَاوِی لِلْفَتَاوٰی میں ان آثار کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فتویٰ دیا ہے اور حقیقت کا اظہار کیا ہے میں اس سوال اور جواب کو نقل کرتا ہوں دیکھو اس کتاب کے دوسرے جُز کے صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸ کو لکھا ہے:

مسألة فی ماهو جار علی السنة العامة وفی المدائح النبوية ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم لان له الصخر اثرت قدمه فيه وانه كان اذا مشى على التراب لا تؤثر قدمه فيه هل له اصل فی كتب الحديث أولا وهل اذا ورد فيه شئ من خرّجه وصحيح هو او ضعيف وهل ما ذكره الحافظ شمس الدين بن ناصر الدين الدمشقی فی معراجه الذی الفه مسجعًا ولفظه ثم توجه نحو صخرة بيت المقدس وعماها فصعد من جهة الشرق اعلاها فاضطربت تحت قدم نبينا ولانت فامسكتها الملائكة، لما تحركت ومالت – ألهذا ايضًا اصل فی كتب الحديث صحيح او ضعيف أولا – وهذا الاثر الموجود الآن بصخرة بيت المقدس المعروف هناك بقدم النبی صلی اللّٰه عليه وسلم صحيح أولا وهل ورد فی كتب الحديث ان سيدنا ابراهيم علی نبينا وعليه افضل الصلاة والسلام اثرت قدماه فی الحجر الذی كان يبنی عليه البيت الذی هو الآن بالمسجد الحرام بالمكان المعروف بمقام ابراهيم هل هو صحيح أو ضعيف أو ليس له اصلٌ وهل ما قال لبعضهم أنه لم يعط نبی معجزة الاحصل لنبينا صلی اللّٰه عليه وسلم مثلها اولاحد من امته صحيح ذلك أو لا ومن هو قائل ذلك وهل صحّ ان النبیّ صلی اللّٰه عليه وسلم لما جآء الٰی بيت أبی بكر الصديق بمكة ووقف ينتظره الزق منكبه ومرفقه بالحائط فغاص الموفق فی الحجر واثر فيه وبه سمی الزقاق بمكة

Marfat.com

زقاق الموفق أو ليس لذلك اصل وهل ما ذكره الثعلبي والطوطوشي في تفسيريها انّ النبّى صلى اللّٰه عليه وسلم لما حفر الخندق وظهرت الصخرة وعجزت الصحابة عن كسرها نزل صلى اللّٰه عليه وسلم الى الخندق وضربها ثلاث ضربات وانها لانت له وتفتت صحيح ذلك او ضعيف او ليس له اصل معتمدٌ وهل اذا ثبت ان الصخر لان له صلى اللّٰه عليه وسلم واثرت قدمه فيه يكون ذلك معجزة له صلى اللّٰه عليه وسلم أولا-

الجواب: أما حديث الصخرة التى ظهرت فى الخندق وعجز الصحابة عن كسرها وضربها ثلاث ضربات فكسرها فانه صحيح ورد من طرق بالفاظ متعددة فاخرجه البيهقى وابو نعيم معًا فى دلائل النبوة من حديث عمرو بن عوف المزنى ومن حديث سلمان الفارسى ومن حديث البراء بن عازب واصله فى الصحيح من حديث جابر قال انّا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة فجاء وا الىٰ النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فقالوا هذهٖ كدية عرضت فى الخندق فاخذ المعول فضرب فعاد كثيبًا أهيل وأما قوله هل ورد فى كتب الحديث ان سيدنا ابراهيم علىٰ نبينا وعليه افضل الصلاة والسلام اثرت قدماه فى الحجر الذى كان يبنى عليه البيت وهو المقام فنعم وورد، اخرجه الارزقى فى تاريخ مكة من طريق ابى سعيد الخدرى عن عبداللّٰه بن سلام رضى اللّٰه عنهما موقوفًا عليه بسند صحيح واخرجه عبد بن حميد فى تفسيره عن قتادة واخرجه ايضًا عن عكرمة وبقية ما ذكر فى الاسئلة كم أقف له علىٰ اصلٍ ولا سندٍ ولا رأيت من خرجّه فى شئ من كتب الحديث انتهىٰ-

یعنی ان باتوں کے متعلق جو عوام کی زبان پر مدائح نبویہ میں جاری ہیں دریافت کیا گیا ہے کہ:

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پتھر نرم پڑ گیا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان ہو گیا (۲) اور جب آپ مٹی پر تشریف لے جاتے تھے تو اس پر آپ کے قدم شریف کا نشان نہیں ہوتا تھا۔ کیا احادیث کی کتابوں میں ان کی کچھ اصل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو پھر اس کو کس نے روایت کیا ہے اور پھر وہ صحیح ہے یا ضعیف ہے (۳) حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقیؒ نے اپنے مسجع معراج نامہ میں بایں لفظ ذکر کیا ہے، آپ بیت المقدس صخرۂ شریفہ کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے، آپ شرقی جانب سے صخرہ پر چڑھے وہ آپ کے مبارک قدم کے نیچے حرکت میں آ گیا اور نرم پڑ گیا جب وہ حرکت میں آیا اور جھکا تو فرشتوں نے اُس کو تھاما، کیا حدیث کی کتابوں میں اس کے متعلق کوئی صحیح یا ضعیف روایت ہے یا نہیں (۴) بیت المقدس کے صخرۂ

Marfat.com

شریفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف کا جو نشان ان دنوں موجود ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟
(۵) کیا حدیث کی کتابوں میں کہیں وارد ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اقدام شریفہ کا بیت اللہ شریف کے بناتے وقت اس پتھر پر نشان ہو گیا جس پر آپ کھڑے تھے اور جو کہ مسجد حرام میں اس جگہ پر جو مقام ابراھیمؑ کے نام سے مشہور ہے رکھا ہے اور یہ خبر صحیح ہے یا ضعیف ہے یا بالکل ہی بے بنیاد ہے (۶) بعض نے کہا ہے جو بھی کوئی معجزہ کسی نبی کو عطا ہوا ہے اس کا مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کی امت میں سے کسی فرد کو عنایت ہوا ہے کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور اس بات کا کہنے والا کون ہے (۷) کیا یہ صحیح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے اور آپ نے کھڑے رہ کر ان کا انتظار کیا اور آپ نے اپنی کلائیوں اور کہنی کو دیوار پر ٹیک دیا تو پتھر میں آپ کی کلائیاں اور کہنیاں گڑ گئیں اور اس میں نشان پڑ گیا اور اسی وجہ سے وہ گلی مکہ مکرمہ میں کلائی والی گلی کے نام سے مشہور ہو گئی یا یہ خبر بے بنیاد ہے (۸) امام ثعلبیؒ اور طرطوشیؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خندق بنایا تو کھودتے وقت ایک سخت پتھر ظاہر ہوا، صحابہ اس کو توڑنے سے عاجز رہے چنانچہ آپ خندق میں اترے اور آپ نے تین مرتبہ اس پر چوٹ ماری وہ نرم پڑ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کیا یہ خبر صحیح ہے یا ضعیف ہے یا اس کی کوئی مستند قابل اعتماد اصل نہیں ہے (۹) اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ پتھر آپ کے واسطے نرم پڑا اور آپ کے قدم شریف کا اس میں نشان ہوا تو یہ آپ کا معجزہ کہلائے گا یا نہیں۔

الجواب (آٹھوں سوال) پتھر کا واقعہ جو خندق میں ظاہر ہوا اور صحابہ اس کے توڑنے سے عاجز آگئے اور آپ نے اس کو تین مرتبہ چوٹ مار کر توڑ دیا صحیح ہے وہ چند طریقوں سے مختلف الفاظ سے وارد ہے بیہقیؒ اور ابو نعیمؒ دونوں نے دلائل النبوہ میں اس کو عمرو بن عوفؓ مزنی اور سلمان فارسیؓ اور برار بن عاذبؓ سے روایت کیا ہے اور صحیح میں اس کی اصل جابرؓ کی حدیث ہے، جابرؓ نے کہا ہے ہم خندق کے دن خندق کھود رہے تھے ایک جگہ سخت زمین آگئی صحابہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خندق میں یہ سخت حصہ آگیا ہے آپ نے کدال لے کر ایک ضرب اس پر ماری اور وہ ریت کی طرح بہنے لگا (پانچواں سوال) کیا حدیث کی کتابوں میں کہیں وارد ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اقدام شریفہ نے اس پتھر پر نشان ڈال دیا جس پر کھڑے ہو کر آپ نے بیت اللہ شریف بنایا تھا اور وہ مقام ابراھیم ہے ہاں اس کے متعلق حدیث کی کتابوں میں وارد ہے ازرقیؒ نے تاریخ مکہ میں ابو سعید خدریؓ کے طریقہ سے عبداللہ بن سلامؓ سے نقل کیا ہے جو کہ حدیث موقوف ہے یعنی صحابی پر رکی ہوئی ہے صحابی نے رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نسبت نہیں کی ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عبد بن حمیدؒ نے اپنی تفسیر میں اس کو قتادہؒ اور عکرمہؓ سے روایت کیا ہے اور سوال میں دریافت کئے گئے باقی امور کے متعلق کسی اصل کا پتہ مجھ کو نہیں چلا ہے اور نہ مجھے کوئی سند ملی ہے اور نہ میں نے کسی کو کسی حدیث کی کتاب میں ان کی تخریج کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حافظ سیوطی کا انتقال ۹۱۱ھ ہجری کو ہوا ہے اُن کے زمانہ تک مکہ مکرمہ کے شہر میں ایک دوسرے پتھر کا بھی چرچا ہو گیا تھا اور اس پر بھی آپ کی کہنی اور کلائیوں کے نشان بتائے جاتے تھے، حافظ سیوطی کا جواب بالکل واضح ہے۔ انھوں نے ان تمام اشتہار یافتہ آثار کو بے بنیاد اور بلا سند کے بتلایا ہے چاہے ان کو ابونعیم نے ذکر کیا ہو چاہے قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے اور چاہے علامہ سبکیؒ کے شعر سے سمجھے گئے ہوں کہ پتھر پر نشان پڑ جاتا تھا اور ریت پر نشان نہیں ہوتا تھا اور چاہے بعد میں کسی دوسرے نقش کا ذکر کسی نے کر دیا ہو ان سب کے بارے میں ان کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب بے اصل ہیں، بعض اشخاص نے علامہ سیوطیؒ پر اعتراض کیا ہے کہ وہ اپنے فتویٰ میں ان سب امور کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں لیکن خود انھوں نے خصائص کبریٰ میں ابونعیمؒ سے نقل کیا ہے۔

بعض اشخاص نے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے خصائص کبریٰ کی تالیف اس فتویٰ کے بعد ہوئی ہو اور جس وقت انھوں نے فتویٰ دیا ہو اُن کو ابونعیم کے لکھنے کا علم نہ ہو یا حافظ سیوطی فتویٰ لکھتے وقت ابونعیمؒ کے لکھنے کو اور اپنے نقل کرنے کو بھول گئے ہوں۔ ممکن ہے اس اعتراض اور جواب کی تائید اور تحسین بھی کسی نے کی ہو لیکن ان لوگوں نے اگر ذرا بھی فکر سے کام لیا ہوتا اور اصطلاحی الفاظ پر دھیان دیا ہوتا تو اعتراض اور اس کے جواب کے چکر میں نہ پھنستے۔

علامہ سیوطیؒ نے خرّج کا لفظ استعمال کیا ہے یہ فعل ماضی کا صیغہ ہے اور اس کا مصدر تخریج ہے باب افعال سے بھی اس مادہ کا استعمال ہے ماضی اَخرَجَ ہوگا اور مصدر اخراج استعمال میں دونوں یکساں ہیں معانی بھی ایک ہیں لغت میں اس لفظ کے معنی نکالنے کے ہیں اسی مناسبت سے اصطلاح میں تین طرح پر اس کا استعمال ہوا ہے۔

۱۔ جو حدیث سند کے ساتھ بیان کی جائے چاہے وہ حدیث صحیح ہو چاہے ضعیف، اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اَخرَجَهٗ فُلَانٌ یا خَرَّجَهٗ فُلَانٌ ـــــ یعنی فلاں امام نے اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے یہاں پر یہ لفظ روایت کرنے کے ہم معنی ہے اسی لئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ تعلیقات بخاری کے بیان میں یعنی ان احادیث کے بارے میں جن کو بخاری نے

Marfat.com

بے سند کے ذکر کیا ہے نہ کہا جائے کہ اس کی تخریج یا اخراج یا روایت بخاری نے کی ہے بلکہ ذَکَرَ یا اَوْرَدَ کا لفظ استعمال کیا جائے یعنی بخاریؒ نے اس کو ذکر کیا ہے یا اپنی کتاب میں اس کو لائے ہیں۔

۲۔ بعض علماء نے اپنی کتابوں میں صرف احادیث کو لکھا ہے ان کے اسناد کو ذکر نہیں کیا ہے ان کے بعد بڑے بڑے علماء نے ان احادیث کے مصادر اور اسناد کا پتہ لگالا ہے اس کو تخریج کہتے ہیں جیسے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج حافظ عراقیؒ نے کی ہے۔

۳۔ ایک اصل کی وجہ سے دوسری پیدا شدہ امر کا اثبات کیا جائے اس کو بھی تخریج کہتے ہیں جیسے محفلِ مبارک میلاد شریف کی خوشی خاص یوم ولادت شریف کو کرنے کی تخریج حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حدیثِ یومِ عاشوراء سے کی ہے اور حافظ سیوطیؒ نے حدیثِ عقیقہ سے کی ہے اور دوسرے علماء نے حدیثِ نزولِ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ــــ سے کی ہے۔

یہ ہیں تخریج کے اصطلاحی معانی، حافظ سیوطیؒ نے ان آثار کے بارے میں کہا ہے کہ میں نے کسی کو کسی حدیث کی کتاب میں ان کی تخریج کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور نہ مجھ کو ان کے اصل کا پتہ چلا ہے اور نہ مجھ کو ان کی سند دستیاب ہوئی ہے۔

حافظ سیوطیؒ صرف ذکر کرنے کے بارے میں یہ نہیں لکھ رہے ہیں جو ان پر اعتراض کیا جارہا ہے اور پھر جوابات کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے وہ تو اس ذکر کے بارے میں لکھ رہے ہیں جو کہ خود مستند اور بادلیل ہو یا دوسرے ائمہ نے اس کے سند اور مآخذ کا پتہ لگالیا ہو اور جس کو تخریج کہتے ہیں۔

حافظ ابونعیمؒ یا ابن العربیؒ یا کسی اور نے اگر عوام کے بعض اقوال لکھدئے ہیں اور اس کی سند کا نہ خود اُن کو علم تھا اور نہ ان کے بعد دوسرے علماء کو علم ہوا ہے اور پھر ان کی عبارت کو برسبیل حکایت اگر سیوطیؒ نے نقل کردی ہے اس سے قطعاً کوئی شئے ثابت نہیں ہوتی اور نہ کوئی حکم شرعی ایسے بلا اصل اور بلا سند اقوال سے ثابت ہوسکتا ہے اور نہ کوئی معجزہ اس طریقہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

ممکن ہے یہاں پر یہ خیال پیدا ہو جبکہ یہ آثار بلا اصل اور بے سند تھے تو ایسے جلیل القدر حفاظ نے ان کو کس طرح ذکر کیا ہے کیا اُن آثار کا شمار موضوعات کے زمرہ میں نہیں ہوتا جن کا بیان کرنا اور روایت کرنا ممنوع اور محظور ہے یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ موضوع تو بالکل جھوٹی حدیث ہے جس کی نسبت بالکل غلط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی ہے، جب علم ہو جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے تو اس کا بیان کرنا اور روایت کرنا ناجائز ہے اور وہ حدیث جس کی نسبت

Marfat.com

آپ کی طرف کی گئی ہو لیکن اس کی سند کو ذکر نہ کیا ہو یا اس کی سند میں کوئی راوی مطعون ہو یا سند میں سے کسی راوی کو ذکر نہ کیا ہو تو اس حدیث کو اصطلاح میں مردود کہتے ہیں یعنی یہ حدیث غیر مقبول ہے اور ناقابلِ عمل ہے، ان آثار کی بھی یہی کیفیت ہے ان کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے ان کے اسناد کا علم نہیں ہے لہٰذا یہ غیر مقبول ہیں ائمہ نے جس طریقہ سے ان کو لکھا ہے بالکل درست ہے۔

ابو نعیمؒ اور ابن العربیؒ نے ایک مشہور بات نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ نشان اب تک موجود ہیں۔ سیوطیؒ نے ابو نعیمؒ کی عبارت نقل کر کے لکھدیا کہ یہ ابو نعیمؒ کا کلام ہے اب اگر کسی کو ان آثار کے اسناد کا پتہ چل جائے اور سند بھی درست ہو تو اُن کا شمار معجزات میں ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا جیسا کہ سیوطیؒ نے اپنے فتوے میں ان کا شمار معجزات میں نہیں کیا اور اگر ان آثار کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ کسی نے ان کو بنایا ہے اور آپ کی طرف ان کی نسبت بالکل غلط طریقہ پر کی ہے تو پھر یہ موضوعات میں سے ہیں اور اس صورت میں ان کا بیان کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے لیکن موجودہ صورت میں جبکہ نہ تو اُن کی صحت کا پتہ ہے اور نہ موضوعیت کا ثبوت ملتا ہے بلکہ عوام میں شہرت یافتہ بات ہے لہٰذا اس کا ذکر بھی اسی طرح پر کر دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

اس کا خیال رہے یہ مبارک آثار جو صدہا سال سے مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں اور جن کو شاہانِ اسلام نے عزت کے ساتھ محفوظ کر رکھا ہے ہرگز شایانِ استخفاف و توہین نہیں ہیں کیونکہ ان کی نسبت بارگاہِ نبوت کی طرف کی گئی ہے، اس سلسلہ میں ہمارے سامنے علامہ اجل علاء الدین علی مشہور بہ مُتّقی فرزند حسام الدینؒ مہاجرِ مکہ مکرمہ متوفی شب سہ شنبہ ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ کی کتاب "منتخب کنز العُمّال" ہے جو مسند امام احمد حنبلؒ کے حاشیہ پر مصر کے مطبع یمنیہ میں ۱۳۱۳ھ کو پانچ جلدوں میں چھپی ہے، چوتھی جلد کے صفحہ ۱۵۴ میں یہ روایت ہے:

"عن جابر قال دخلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة وفى البيت وحول البيت ثلاثمائة وستون صنمًا تعبد من دون الله. فامربها رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبت كلها لوجوهها. ثم قال جاء الحقُّ وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ثم دخل رسول الله صلى اللّٰهُ عليه وسلم البيت فصلّى فيه ركعتين، فراى فيه تمثال ابراهيم واسماعيل واسحاق، قد جعلوا فى يد ابراهيم الازلام يستقسم بها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قاتلهم الله ما كان ابراهيم يستقسم بالازلام ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بزعفران فلطخه بذلك التماثيل"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ (فتح مکہ کے دن) ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوئے اور بیت اللہ میں اور اُس کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بُت تھے جن کی

Marfat.com

اللہ کے سوا پرستش کی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف اشارہ کیا، وہ سب کے سب منہ کے بل اوندھے گرے آپ نے فرمایا "آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ، بے شک جھوٹ نکل بھاگنے والا ہے" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز وہاں پڑھی آپ نے وہاں (حضرات) ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے نقوش دیکھے (حضرت) ابراہیمؑ کے ہاتھ میں تیر تھے جس سے فال دیکھی جاتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک کرے اُن کو اللہ، ابراہیمؑ تو تیروں سے فال نہیں دیکھا کرتے تھے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران منگائی اور اس سے نقوش کو لتھیڑ دیا۔

اس روایت سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرضی اور نقلی تصاویر کی توہین نہیں کی، آپ نے ان پر کیچڑ یا گوبر نہیں تھپوائی بلکہ حضرات انبیاء سے نسبت کی وجہ سے آپ نے زعفران سے ان شکلوں کو مٹایا۔

یہ آثارِ مبارکہ جن کی نسبت صدہا سال سے بارگاہِ نبوت کی طرف کی جاتی رہی ہے اگرچہ وہ فی الواقع مصنوعی ہوں۔ لیکن اس نسبتِ مبارکہ کی وجہ سے محترم ہیں ان کی بے ادبی کرنی بڑی گستاخی ہے۔ هٰذَا مَا ظَهَرَ لِي وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

دگر لب وا مکن منظر فضولی است
سخن از حاجت افزوں تر فضولی است

زتحریرم غرض عرضِ ہنر نیست
وما غم را ازیں بو ہا خبر نیست

طپیدن واری از دل می نگارم
اصولِ رقصِ بسمل می نگارم

ہمیں خوں گریم در بزم ساقی است
دگر از ہرچہ گویم اتفاقی است

خیالِ لن ترانی هم نہ دارم
دماغِ قصہ خوانی ہم نہ دارم

دلے دارم حسنِ نیے داد خواہے
کنوں سر می کنم حرفے و آہے

Marfat.com

رسالہ

رحلتِ حبیب

صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (26) وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (27)

(الرحمٰن: ۲۶-۲۷)

"جو کچھ بھی زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور رہے گی تمہارے پروردگار کی ذات جو بزرگی اور تعظیم والی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کام کے واسطے بھیجا تھا اور وہ کام خوبی کے ساتھ انجام کو پہنچا کہ اسلام کو عظیم فتح حاصل ہوئی اور دینِ مبین کامل ہوا جو کہ ابتدائے دور سے ناتمام چلا آرہا تھا اور لوگ فوج در فوج دینِ مبین میں داخل ہوئے، اللہ تعالیٰ کا گھر کعبہ معظمہ کفر و شرک کی نجاست سے پاک ہوا، حضرت بلال ؓ نے بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر توحید کا نعرہ بلند کیا، کہ

"اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے پیغمبر ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے پیغمبر ہیں، آؤ نماز کے لئے، آؤ نماز کے لئے، آؤ فلاح پانے کو، آؤ فلاح پانے کو، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی معبود۔"

آپ پر سورۂ نصر نازل ہوئی، اس مبارک سورت کو سورۂ تودیع بھی کہتے ہیں۔ یعنی رخصت کرنے والی سورت، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے اس سورت میں فرماتا ہے

Marfat.com

جب اللہ کی مدد پہنچ گئی اور فتح و کامیابی حاصل ہوگئی اور تم نے اللہ کے دین میں فوج در فوج لوگوں کو داخل ہوتے دیکھ لیا، تو اب اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہوئے اُس سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

مُقاتل بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ سورت سُنائی اُس وقت ابوبکر، عمر، سعد بن وقاصؓ بھی تھے سب خوش ہوئے لیکن عباسؓ روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا، اے چچا، کس بات نے تم کو رُلایا، انھوں نے کہا، آپ کو آپ کے انتقال کرنے کی خبر دی گئی ہے، آپ نے فرمایا، بات یہی ہے جو تم کہتے ہو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ دن بہ حیات رہے اور اس عرصہ میں ہنستے ہوئے یا تبسّم فرماتے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں اپنے حبیب سے فرماتا ہے اِسۡتَغۡفِرۡهُ یعنی اللہ سے مغفرت طلب کرو، اس کا بیان نہیں ہے کہ اپنے واسطے مغفرت طلب کرو یا اپنی امّت کے واسطے مغفرت طلب کرو، بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ مغفرت کی طلب آپ کی اپنے واسطے ہے یہ استغفار عاجزی اور بندگی کے اظہار کا ذریعہ ہے اور یہ تَعَبُّدٌ ہے یعنی عبادت ہے اور درجات کے بلند ہونے کا ذریعہ ہے۔

اور بعض بلند مراتب علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمّت کو آگاہ کیا ہے کہ وہ استغفار کرنے میں کوتاہی اور غفلت نہ کرے وہ دیکھے کہ اللہ اپنے حبیب سے استغفار کرنے کو کہہ رہا ہے اور بعض علمائے اعلام نے فرمایا ہے کہ اللہ سے مغفرت اپنی امت کے واسطے طلب کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوۡبُ اِلَيۡهِ ـــ بہ کثرت پڑھتے دیکھا، میں نے آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک آیت اور نشانی دیکھوں گا اور جب وہ آیت دیکھ لوں تو سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوۡبُ اِلَيۡهِ ـــ بہ کثرت پڑھوں، چونکہ میں نے وہ آیت دیکھ لی کہ اللہ کی مدد پہنچی اور مکہ فتح ہوا اور لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے تو اب میں اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اسی سے مغفرت کا طالب ہوتا ہوں، بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

اب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتمام نعمت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بُلانے کا ارادہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اَبُو مُوَیۡهِبَہؓ سے روایت ہے کہ ماہ صفر ۱۱ھ ہجری کی آخری تاریخوں میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا اے اَبُو مُوَیۡهِبَہ مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں اَہۡلِ بَقِیۡع کے واسطے دعا کروں تم میرے ساتھ چلو، چنانچہ میں آپ کے ساتھ گیا

Marfat.com

بقیع پہنچ کر آپ نے اہلِ قبور پر سلام پڑھا اور اُن کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی، پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ مجھ پر دو باتیں پیش کی گئیں اور مجھ کو اختیار دیا گیا کہ ان دو باتوں میں سے جس کو چاہوں پسند کر لوں، ایک دنیا کا قیام اور اُس کے خزانوں کی کُنجیاں، دوسرے جنت اور اللہ کا لقاء، اَبُو مُوَیہبہؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فِدا ہوں پہلے آپ دُنیا کا قیام اور اس کے خزانوں کی کنجیاں پسند فرمالیں اور پھر جنت کا قیام اور لقائے الٰہی کو اختیار کریں، آپ نے ارشاد کیا، نہیں اے ابو مویہبہ میں نے اللہ کا لقا اور اُس کی جنت کو پسند کرلیا ہے، پھر آپ نے اہلِ بقیع کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی اور گھر تشریف لے آئے اور اس کے بعد آپ کو وہ مرض لاحق ہوا جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

ان ہی ایام میں آپ نے اُسامہ فرزندِ زید بن حارثہؓ کو ایک نیزے پر کپڑا باندھکر بیرق بنا کر عنایت کیا اور ارشاد کیا جاؤ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور دوسرے اکابرِ صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اُسامہؓ کے ساتھ اُن کی فوج میں جائیں۔

ماہِ ربیع الاوّل کی دس تاریخ تھی آپ کے بخار اور دردِ سر میں غلبہ ہوا، گیارہ کو اُسامہؓ رخصت لینے حاضر ہوئے مرض کی شدّت کی وجہ سے آپ کو کلام فرمانے کی طاقت نہ تھی آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاکر دعا فرمائی اُسامہؓ رات کو جاکر لشکر میں مقیم ہوئے۔ پھر بارہ تاریخ کی صبح کو آستانۂ علیا پر حاضر ہوئے اس وقت آپ کے مرض میں فی الجملہ تخفیف تھی آپ نے اُسامہؓ کو دُعا دے کر رخصت فرمایا کہ جاؤ اللہ کی برکت کے ساتھ جہاد کرو، اسامہؓ رخصت ہو کر لشکر گاہ گئے اور کوچ کی تیاری میں مصروف ہوئے، ابھی وہ تیاری کر رہے تھے اور کوچ کرنے کو تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ اپنی فوج کو لے کر روانہ ہو چکے تھے کہ اُن کی والدہ اُمِّ اَیمن نے اُن کو خبر بھیجی کہ مزاجِ اشرف علیل ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر اُسامہ کی بیوی فاطمہ بنت قیسؓ نے بھیجی تھی، اس خبر کے پہنچتے ہی اسامہؓ اپنی فوج کو لے کر لوٹ آئے، اور جلیل القدر اصحاب نے مراجعت فرمائی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اپنے انتقال کی خبر فرمادی تھی، آپنے فرمایا تھا ہر سال رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک دَور جبرئیلؑ میرے ساتھ کیا کرتے تھے لیکن اب کے سال دو مرتبہ دَور کیا ہے معلوم ہوتا ہے اس جہاں سے عنقریب انتقال کروں گا اور آپ نے علیؓ سے فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھ کو دُنیوی اور اُخروی حیات میں مُخیَّر کیا، میں نے لقاءِ الٰہی اور اُخروی حیات کو اختیار کرلیا۔

ایک روایت میں ہے بدھ کے دن آپ عباسؓ اور علیؓ پر تکیہ فرماکے مسجد شریف تشریف لیگئے

Marfat.com

آپ نے اللہ کی ثنا اور صفت بیان فرمائی اور ارشاد کیا، اے لوگو، میں عنقریب اس دُنیا سے سفر کرنے والا ہوں اگر کسی کا کوئی حق میرے ذمہ ہے وہ کہدے۔ ایک شخص نے عرض کیا آپ نے تین اُوقیہ مجھ کو دینے کا وعدہ فرمایا تھا، آپ نے اس شخص کو تین اُوقیہ دلوائے، پھر آپ جمعہ کو مسجد شریف میں رونق افروز ہوئے، آپ نے خطبہ پڑھا، احکام شریفہ کی تبلیغ فرمائی اس دن آپ بی بی میمونہؓ کے گھر تشریف لے گئے وہاں مرض نے شدت اختیار کی، آپ نے دریافت فرمایا میں کل کہاں ہوں گا، ازواجِ مطہرات نے آپ کی مرضی ملاحظہ کرکے عرض کیا کہ آپ بی بی عائشہؓ کے گھر قیام فرمائیں چنانچہ آپ نے بی بی عائشہؓ کے گھر تشریف لے جاکر بسترِ ناتوانی پر استراحت فرمائی ۔

گرے بس فرشِ رنجوری پہ اک بار
طبیبِ جاں ہوئے ہائے یوں بیمار

ابوبکرؓ نے تیمار داری کا شرف حاصل کرنے کے لئے عرض کیا، ارشاد ہوا یہ امر ازواج پر شاق ہو گا آپ مرض کی شدت کی وجہ سے بے قرار تھے، بی بی عائشہؓ نے عرض کیا، اگر یہ حالت ہم میں سے کسی کی ہو تو اس کا کیا حال ہو، آپ نے فرمایا اَے حَبِیبَہ یہ سخت مرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں پر سخت بَلا نازل فرماتا ہے اور اس کے عوض میں بڑے بڑے مراتب عنایت کرتا ہے

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایامِ مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ نے ارشاد کیا اللہ نے اپنے ایک بندے کو دُنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے جس کو چاہے اختیار کرلے، اس بندے نے اللہ کے لقا کو اختیار کرلیا ہے، یہ سُن کر ابوبکرؓ رونے لگے اور کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ابوبکرؓ پر ہم سب کو تعجب ہوا کہ آپ تو اللہ کے کسی بندے کا ذکر فرمارہے ہیں اور یہ رو رہے ہیں اور بیقرار ہورہے ہیں لیکن بعد میں ہم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور ہم کو معلوم ہوگیا کہ ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ سمجھدار اور فہیم تھے کیونکہ اللہ کے جس بندے کا آپ نے ذکر فرمایا تھا وہ آپ ہی کی ذاتِ بابرکات تھی۔

دورانِ مرض میں آپ نے ایک دن اُمّ الدرداءؓ سے دریافت فرمایا میرے مرض کو لوگ کیا تشخیص کرتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا، ذَاتُ الجَنب بتاتے ہیں آپ نے فرمایا اُن کی تشخیص درست نہیں، یہ مرض اس زہر کا اثر ہے جو گوشت میں ملا کر خیبر میں ایک یہودیہ نے مجھ کو کھلایا تھا، آپ پر اس زہر کا اثر مرضِ وفات میں ظاہر ہوا تاکہ آپ کو درجۂ شہادت بھی حاصل ہوجائے۔

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں علالت کے دوران میں آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ چادر اوڑھے لیٹے تھے حرارت معلوم کرنے کی غرض سے میں نے چادر کے اوپر سے آپ کے جسم شریف پر ہاتھ رکھا، تپ کی گرمی اس قدر تھی کہ میرا ہاتھ جل گیا۔

Marfat.com

ایامِ مرض میں آپ نے ایک دن حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور اُن کے کان میں کچھ فرمایا وہ رونے لگیں پھر آپ نے کچھ فرمایا جس کو سن کر وہ خوش ہوئیں، آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا کہ عنقریب تم سے رخصت ہونے والا ہوں اور دوسری مرتبہ فرمایا تھا کہ تم بہت جلد مجھ سے آکر ملوگی چنانچہ آپ کی رحلت فرمانے کے چھ ماہ بعد بی بی فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔

انسؓ کہتے ہیں جب آپ کا مرض شدید ہوا اور آپ بے ہوش ہونے لگے تو بی بی فاطمہؓ نے کہا افسوس میرے باپ پر کیسی سختی ہے، آپ نے فرمایا اس دن کے بعد تیرے باپ پر سختی نہ ہوگی۔

بیماری میں بلالؓ آپ کو نماز کی اطلاع دیا کرتے تھے اور آپ تشریف لے جاکر نماز پڑھاتے تھے، جب آپ کا مرض شدید ہوا، آخر کے تین دن آپ مسجد شریف نہ جاسکے، آپ نے بلالؓ سے جبکہ وہ عشا کی نماز کی اطلاع دینے آئے فرمایا۔ اب آنے کی طاقت نہیں ہے، ابو بکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں، بی بی عائشہؓ نے عرض کیا ابو بکرؓ دل کے نرم ہیں آپ کی جگہ پر کھڑے نہ ہوسکیں گے ارشاد ہو تاکہ عمرؓ نماز پڑھائیں آپ نے ناراض ہوکر فرمایا، ابو بکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں، بلالؓ روتے ہوئے گئے اور ابو بکرؓ کو آپ کا حکم سنایا، ابو بکرؓ نے سترہ نمازیں آپ کے مرض میں پڑھائیں اِمَامتِ صُغریٰ اِمَامتِ کُبریٰ پر دلیل ہے آپ نے اپنی حیات میں ابو بکرؓ کو نماز میں اپنا قائمقام کیا یہ ابو بکرؓ کی خلافت پر کھلی دلیل ہے۔

ایک حدیث میں بھی صاف طور پر ابو بکرؓ کی خلافت کا ذکر آیا ہے اس حدیث کو ابو نعیمؒ نے فضائلِ صحابہ میں خطیب نے تلخیص کے تتمہ میں اور ابنِ مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، یہ حدیث سعید البیان اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے، اس کا ترجمہ اس طرح پر ہے:

جب سورہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ نازل ہوئی تو عباسؓ نے علیؓ سے کہا میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو تاکہ آپ سے خلافت کے بارے میں دریافت کرلیں اگر خلافت ہمارا حق ہو تو معلوم ہوجائے اور آپ کے بعد قریش ہم سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کریں اور اگر کسی دوسرے کا حق ہو تو پھر ہم آپ سے عرض کریں تاکہ آپ اس شخص کو ہمارے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرمادیں۔ عباسؓ کہتے ہیں علیؓ نے جانے سے انکار کیا اور میں پوشیدہ طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور خلافت کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالےٰ نے ابو بکرؓ کو میرا خلیفہ اور اپنے دین کا وصی مقرر کیا ہے وہ میرے خلیفہ ہوں گے تم اُن کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا ہدایت اور فلاح پاؤگے۔ اور ان کی پیروی اور اتباع کرنا صراطِ مستقیم اور نہج قوم پر ثابت رہوگے۔

اس حدیث کو روایت کرکے عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں جب آپ کی وفات کے بعد

Marfat.com

عرب میں اِرتداد کی وبا پھیلی تو اُس وقت سوائے عباسؓ کے کسی نے بھی ابوبکرؓ کی رائے کی تائید نہ کی اور نہ عباسؓ کی طرح کسی دوسرے نے اُن کی مدد کی نہ اس حال میں عباسؓ کی طرح کسی نے ان کی معاونت کی ، اللہ کی قسم ہے کہ تمام اہلِ زمین کی عقل اور دُور اندیشی ان دونوں کی عقل اور دور اندیشی کے برابر نہ تھی بلکہ ان دونوں کی عقل اور دور اندیشی سب سے زائد تھی ۔ انتہٰی ۔

مرض کی شدت کے ایام میں جبریلؑ نے آکر عرض کیا کہ جناب الٰہی نے مزاجِ اقدس پوچھا ہے فرمایا نہایت علیل ہے اسی طرح دوسرے دن جبریلؑ مزاج پُرسی کرنے آئے تیسرے دن ان کے ساتھ اسماعیل اور عزرائیل بھی حاضر ہوئے ، جبریلؑ نے مزاج پرسی کے بعد عرض کیا ، عزرائیل درِ اقدس پر حاضر ہے آنے کی اجازت طلب کرتا ہے اس نے آج سے پہلے کسی سے بھی اجازت طلب نہیں کی ہے اور نہ آج کے بعد وہ کسی سے اجازت طلب کرے گا ، آپ نے اجازت عطا فرمائی ، ملک الموت نے حاضر ہوکر تحیۂ سلام کا ادا کر کے عرض کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرمانبردار کیا ہے ، اگر آپ کی رائے عالی ہو تو آپ کی روحِ مبارک کو قبض کر کے عالمِ بالا کو پہنچا دوں اور اگر آپ فرمائیں تو مراجعت کروں ، آپ نے جبریلؑ کی طرف دیکھا جبریلؑ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کی لقائے عالم آرائے کا مشتاق ہے یہ سن کر آپ نے عزرائیل سے فرمایا جس کام کا تم کو حکم ملا ہے اس کو بجا لاؤ ۔ ملک الموت روح قبض کرنے میں مشغول ہوئے سکراتِ موت کی وجہ سے چہرۂ نازنین کا رنگ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا اور جبینِ مُبین پر پسینہ آتا تھا ۔

بی بی عائشہؓ کہتی ہیں وفات شریف کے قریب میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ حاضر ہوئے ، اُن کے ہاتھ میں مُسواک تھی اور میں آپ کو سہارا دیئے بیٹھی تھی میں نے دیکھا کہ آپ مُسواک کو دیکھ رہے ہیں میں نے عرض کیا ، کیا آپ کو مسواک دوں ، آپ نے اشارہ سے ہاں فرمایا ۔ میں نے بھائی سے مسواک لے کر آپ کو دی وہ سخت تھی ، آپ کو اس کے استعمال کرنے میں دشواری ہوئی میں نے آپ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور پھر آپ کو پیش کی آپ نے اس کو استعمال فرمایا ، پھر آپ نے لگن میں جو پانی سے بھرا آپ کے پاس رکھا تھا اپنے دونوں ہاتھ ڈال کر ارشاد کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ موت کی تکلیفیں ہیں پھر آپ نے مبارک ہاتھ اٹھا کر فرمایا میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا اس کے بعد آپ کا دستِ مبارک جُھک گیا اور آپ نے انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

فَاِنْ قَالَ لِی مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّطَاعَةً

وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَهْلًا وَّمَرْحَبًا

یعنی اگر وہ مجھ سے فرمائے مرجا میں فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرتے ہوئے مرجاؤں گا

Marfat.com

اور میں ملک الموت کو اُن کے آنے پر اچھے آئے اور خوش آمدید کہوں گا۔

جنازہ دوش پر اپنے وہ رکھ کر لے چلا میرا
گماں ہے تختۂ تابوت پر تختِ سلیمانؑ کا

اس وقت بی بی فاطمہؓ نے کہا، اے میرے باپ جنتِ بریں تمہاری جگہ ہوئی اے میرے باپ اللہ تعالیٰ نے تم کو بُلایا اور تم اللہ کے پاس چلے گئے۔

منگر کہ دل ابن یمین پُر خوں شد	بنگر کہ ازیں سرائے فانی چوں شد
مُصحف بہ کف و پا بہ رہ و دیدہ بدوست	با پیکِ اَجل خندہ زناں بیروں شد

صحابہ اس حادثۂ جاں گداز سے مسلوب الحواس ہو گئے۔ عمرؓ نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہنا شروع کیا جو کوئی کہے گا کہ حضرت نے رحلت فرمائی میں اُس کا سر قلم کر دوں گا۔

قسطلانیؒ ابن مُنیرؒ سے لکھتے ہیں کہ آپ کے انتقال سے صحابہ کی عقلوں میں خلل آگیا۔ بعض پر جنوں کی کیفیت طاری ہو گئی اُنھی میں سے ایک عمرؓ تھے اور بعض بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے وہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے اُن ہی میں سے ایک علیؓ تھے۔ بعض کی قوت گویائی سلب ہو گئی تھی وہ چلتے پھرتے تھے لیکن بات نہ کر سکتے تھے، اُن ہی میں سے ایک عثمانؓ تھے بعض بیمار پڑ گئے۔ اُن ہی میں سے ایک عبداللہ بن انیسؓ تھے جو ایسے بیمار پڑے کہ شدّتِ رنج و غم سے جاں بر نہ ہو سکے اور انتقال کر گئے سب سے مُستقیم ابو بکرؓ تھے اُن کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں وہ آہوں پر آہیں بھر رہے تھے وہ حُزن وملال کے گھونٹ پر گھونٹ پی رہے تھے وہ حجرۂ شریفۂ نبوی میں داخل ہوئے وہ آپ کے جسدِ اطہر پر جھکے اور انھوں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر سے کپڑا ہٹا کر کہا۔ آپ حیات اور ممات میں پاکیزہ رہے، آپ کی وفات ہونے سے وہ شئے منقطع ہو گئی۔ جو آپ کے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کی وفات پر منقطع نہیں ہوئی تھی۔ یعنی آپ کی وفات سے نبوّت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، آپ ہر تعریف سے بالاتر ہیں اور ہر رونے سے بلند تر ہیں اگر آپ کی موت اختیاری ہوتی ہم اپنی جانوں کو آپ کی وفات پر قربان کر دیتے یا محمدا اپنے پروردگار کے پاس ہم کو یاد رکھو اور ہمارا خیال آپ کو رہے۔

چو محفل بستہ با عزمِ سفر جاناں بروں آمد
بہ ہمراہِ او صد کاروانِ جاں بروں آمد

پھر ابو بکرؓ حجرۂ شریفہ سے باہر آئے انھوں نے عمرؓ کو نصیحت کی اور کہا اے عمرؓ کیا تم اس آیت شریفہ کو بھول گئے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ 30 یعنی اے پیغمبر یقیناً تم کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

بخاری کی روایت اس طرح پر ہے کہ ابو بکرؓ نے عمرؓ سے بیٹھنے کو کہا وہ نہ بیٹھے لوگ عمرؓ کو چھوڑ کر

Marfat.com

ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے، ابو بکرؓ نے حمد و ثنا اور سلام و درود کے بعد کہا تم میں سے جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد یقیناً انتقال فرما گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ اور نہ مرنے والا ہے اور پھر آپ نے یہ آیت شریفہ پڑھی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْــٴًـا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ۱۴۴ (آل عمران) یعنی محمد تو اللہ کے رسول ہیں۔ یقیناً ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے ہیں اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو کیا تم اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھرے گا یعنی اپنے پہلے دین کو اختیار کرے گا وہ اللہ جل شانہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اور قریب ہے اللہ شکر کرنے والوں کو اجر عنایت کرے گا، ابو بکرؓ سے اس آیت کو سن کر سب کو ہوش آیا اور ان کو اس آیت کا دھیان ہوا۔

عمرؓ کہتے ہیں اس آیت کو سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی شک اور شبہ کے رحلت کر گئے ہیں اس کے بعد میں اہلِ بیت کے پاس تعزیت کے واسطے گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ غسل کا سامان کرو۔

اہلِ بیت نے غسل کی تیاری کی اس وقت غیب سے آواز آئی (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یعنی اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور پورا پورا اجر تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا یہ سن کر علیؓ نے کہا خضر علیہ السلام تعزیت دے رہے ہیں۔

اس کے بعد عباسؓ اور اُن کے دو فرزند قُثم، فضل اور علی اور اُسامہ اُمِّ ایمن اور زید بن حارثہؓ کے فرزند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران نے آپ کو غسل دیا، کفن پہنایا، اور کفن کو خوشبودار کیا، پھر آپ کو حجرہ شریفہ میں رکھ کر سب باہر چلے گئے کیونکہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو تجہیز و تکفین کے بعد حجرہ میں اکیلا چھوڑ دینا پہلے پروردگار میرے جنازہ کی نماز پڑھے گا پھر جبرائیل باقی ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور پھر تم نماز پڑھنا۔

من مُردہ و دوست در نمازم
سُبحان اللہ بخود بنازم

ایک گھڑی کے بعد غیب سے آواز آئی، اندر آؤ، اور نماز پڑھو چنانچہ ایک ایک شخص اندر جاتا تھا اور نماز پڑھ کر باہر آتا تھا دو دن تک صحابہ نماز پڑھتے رہے سب نے الگ الگ نماز پڑھی جماعت

Marfat.com

سے نماز نہیں ہوئی۔

شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کسی نے علی مرتضیٰؓ سے اُن کے حافظہ کا سبب دریافت کیا آپ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل شریف دینے کے بعد جو پانی آپ کی پلکوں میں جمع ہو گیا تھا میں نے اس کو پی لیا یہ برکت اسی کی ہے۔

چاشت کے وقت، پیر کے دن، بارہ ماہِ ربیع الاوّل سن گیارہ ہجری کو پورے تریسٹھ سال کی عمر میں سرورِ کائنات افضلِ مخلوقات حبیبِ خدا رسولِ کبریا حضرت احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارِ پُرملال سے انتقال فرمایا اور بدھ کے دن تیرہ ماہِ ربیع الاول کو عائشہ صدیقہؓ کے حجرۂ شریفہ میں آپ کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاکِ پاک کیا، آپ کی قبر مبارک بغلی تھی، ابو طلحہ زید بن سہل انصاریؓ نے قبرِ مبارک کھودی تھی اور لحد شریف بنائی تھی قبر شریف میں آپ کو عباسؓ اور اُن کے ہر دو فرزند قثم اور فضل اور علیؓ نے اتارا سب سے آخر میں لحد شریف میں تو کچی اینٹیں لگا کر قثم باہر آئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

رفتی کہ چو آفتاب یکتا باشی | در پرتوِ خورشیش عالم آرا باشی
ناشاد گردے کز نور آنجا بروی | آبا دویائے کہ تو آں جا باشی

سیوطیؒ نے طبرانیؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اے لوگو، اگر میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے وہ میری جُدائی کی مصیبت کو یاد کر کے اپنی پیش آمدہ مصیبت سے تسلی حاصل کرے کیونکہ میری امت کے لئے میری جدائی کی مصیبت سے بڑھکر کوئی مصیبت نہیں ہے اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے بھی روایت کیا ہے۔

ابو الجوزار اَوس بن عبداللہ ربعی بصری تابعی کہتے ہیں، آپ کی رحلت کے بعد مدینہ منورہ میں اگر کسی کو کوئی صدمہ پہنچتا تھا تو اس کے عزیز اور اقربا مصافحہ کرنے کے بعد اُس سے کہتے تھے اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈرو اور صبر کرو یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اچھا نمونہ اور بہتر مثال ہیں ٥

اِصْبِرْ لِکُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَّتَجَلَّدِ | وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَیْرُ مُخَلَّدِ
وَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ الْکِرَامُ فَاِنَّھَا | نُوَبٌ تَنُوْبُ الْیَوْمَ تَکْشِفُ فِیْ غَدِ
وَاِذَا اَتَتْکَ مُصِیْبَۃٌ تُشْجٰی بِھَا | فَاذْکُرْ مُصَابَکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدِ

یعنی مصیبت واقع ہونے پر صبر سے کام لو، اپنے میں قوتِ برداشت پیدا کرو اور خوب سمجھ لو کہ آدمی پائدار نہیں ہے، مصیبت پڑنے پر گرامی قدر اشخاص کی طرح صبر اور ضبط سے کام لو کیونکہ نوبت بہ نوبت مصیبت ہر ایک پر آتی ہے آج آئی اور کل گئی، جس وقت تم پر کوئی مصیبت واقع ہو

Marfat.com

جس سے تم کو رنج اور ملال پہنچے تو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحۂ الیمہ کو یاد کرلو۔
جب تک آپ کے جسد شریف کو خاکِ پاک کے سپرد نہیں کیا تھا حضرت بلال بن رباح مؤذنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اذان دیتے رہے جس وقت وہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے تھے صحابہ بے اختیار ہو جاتے تھے اُن کے رونے سے مسجد شریف گونج اٹھتی تھی لیکن جب آپ کا جسد شریف حضرت بلالؓ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور ان کا جام صبر لبریز ہو گیا اور اُن کو اذان دینے کی تاب نہ رہی پھر انھوں نے اذان نہ دی۔ یقیناً احباب کی جدائی سے حیات تلخ ہو جاتی ہے پھر ایسے حبیب کے فراق کا کیا کہنا جس کی رُوئیت حیاتِ اُولی الالباب تھی صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ۔

حضرت عمرؓ کو جب ہوش آیا اور اُن کو یقین ہو گیا کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں تو انھوں نے رو کر کہنا شروع کیا، یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کھجور کا وہ تنہ جس کا سہارا لے کر آپ خطبہ پڑھتے تھے اور جب لوگ زیادہ ہونے لگے اور آپ نے منبر بنوایا تاکہ سب آپ کا خطبہ سُن سکیں اور کھجور کے اس تنہ سے آپ کی دُوری واقع ہوئی وہ آپ کے فراق کی تاب نہ لا سکا اور رو دیا یہاں تک کہ آپ کے دستِ مبارک نے اس کو خاموش کیا، آپ کی اُمت بہ نسبت اس کھجور کے تنہ کے زیادہ حقدار ہے کہ آپ کے فراق میں روئے یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا عالی قدر ہے کہ باوجود سب انبیاء کے بعد آپ کو بھیجنے کے آپ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے وہ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (الاحزاب۔۷) یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ اہلِ نارِ دوزخ کے اطباق میں تمنا کریں گے کہ انھوں نے آپ کی اطاعت کی ہوتی وہ عذاب کی حالت میں کہیں گے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کی رحلت فرمانے پر کہا:

وَدَعْنَا الْوَحْيَ اِذْ وَلَّيْتَ عَنَّا ... فَوَدَّ عَنَا مِنَ اللّٰهِ الْكَلَامُ
سِوَىٰ مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا رَهِيْنًا ... تَضَمَّنَهُ الْقَرَاطِيْسُ الْكِرَامُ

یعنی جب آپ ہم کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہم نے اللہ کے وحی کو الوداع کہی اور اللہ کے کلام نے ہم کو الوداع کہی بجز اس کلام پاک کے جس کو آپ ہمارے پاس چھوڑ گئے ہیں اور وہ مبارک کاغذوں پر جو لکھا ہوا ہے۔

آپ کو سپردِ خاک کرنے کے بعد قبر شریف میں مٹی ڈالی، قبر شریف زمین سے ایک بالشت بلند

Marfat.com

رکھی گئی، حضرت بلالؓ نے مشکیزہ سے پانی چھڑکا، ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سرہانے کی طرف سے ابتدا کی اور سرخ و سفید کنکریاں قبر شریف پر پھیلا دیں۔

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرَابِ اَعْظُمُہٗ	وَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ	فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

یعنی اے بہتر اُن سب سے جن کے اجسادِ شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور اُن کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں میری جان اس پاک قبر پر فدا ہو جس میں آپ سکونت فرما ہیں اسی قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جُود و کرم ہے۔ جب صحابہ آپ کو دفن کر چکے تو بی بی فاطمہؓ مزارِ شریف پر تشریف لائیں انھوں نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا، تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی، آپ کے رنج والم کا اندازہ لگاتے ہوئے اور آپ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہ بالکل خاموش رہے لیکن لسانِ حال سے عرض کر رہے تھے کس بدبخت کو گوارا تھا کہ آپ پر خاک ڈالے لیکن اللہ کے حکم سے کسی کو چارہ نہیں، مجبوراً وہ کرنا پڑا جو کسی کو گوارا نہ تھا۔ پھر بی بی فاطمہؓ نے ذرا سی خاک پاک اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور اُس وقت آپ نے یہ دو شعر پڑھے:

مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدٍ	اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَآئِبُ لَوْ اَنَّھَا	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

یعنی جو شخص حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ اطہر کی پاک مٹی کو سونگھ لے اُس کو پھر عمر بھر کسی اعلیٰ خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ پر ایسے آلام اور مصائب توڑے گئے ہیں اگر ایسے آلام اور مصائب روز ہائے روشن پر توڑے جاتے تو وہ اندھیری راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

حضرت بی بی فاطمہؓ آپ کے بعد صرف چھ ماہ حیات رہیں اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی وہ نہ ہنسیں، عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے کے بعد سے حضرت ابوبکرؓ کا جسم گھلتا رہا یہاں تک کہ آپ ہی کے حُزن وغم میں اُن کا انتقال ہوا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کی اونٹنی جس کا نام عضبار تھا اور جو آپ سے کلام کیا کرتی تھی دردِ مفارقت کی تاب نہ لا سکی اس نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا یہاں تک کہ مر گئی۔

در ہجرِ تو صبر ناشکیبا شدہ است	بے روئے تو شہر رو بصحرا شدہ است
تنہا نہ منم کہ بے تو تنہا شدہ ام	یک شہر ز رفتنِ تو تنہا شدہ است

انسؓ کہتے ہیں مدینہ منورہ میں کوئی دن روشن تر اُس دن سے نہ تھا جس دن آپ مدینہ میں داخل ہوئے اور کوئی دن اُس دن سے زیادہ بے نور نہ تھا جس دن کہ آپ نے اس جہاں سے انتقال فرمایا ہے۔

Marfat.com

معارج النبوہ میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر آپ کی رائے عالی ہو تو آپ کے مدفنِ فیض مخزن کو روضۂ رضواں میں ترتیب دیا جائے اور اگر آپ چاہیں تو زادیۂ خاک میں استراحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، دل نہیں چاہتا کہ اُمت کو چھوڑ کر باغِ رضواں کو چلا جاؤں جب تک میں اپنی امت میں رہوں گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (الاحزاب: ۸) یعنی جب تک آپ اُن میں رہیں گے یہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

خیال اُمت کی راحت کا دمِ رحلت بھی ان کو ہے
یہ ہے الطافِ بے پایاں عنایت اس کو کہتے ہیں

خصائص کبریٰ میں سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وہ خاکِ پاک جو آپ کے جسدِ اشرف سے لگی ہوئی ہے وہ کعبہ معظمہ اور عرشِ بریں سے بھی افضل ہے۔

امامِ اہلِ دینی یا محمد — سراج المرسلینی یا محمد
بہ درگاہت نیازِ اہلِ عالم — تو بے شک نازنینی یا محمد
طوافت می کنند اہلِ سماوات — تو بر روئے زمینی یا محمد

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

Marfat.com

تعالی اللہ زہے شانِ محمد ﷺ خدا خود ہے ثنا خوانِ محمد ﷺ

یا قدوس

نظمِ شمائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محفلِ میلادِ شریف کے آداب

ادب سے ذرا بیٹھو اب سر جھکا کے — فضائل سنو دل سے خیر الوریٰ کے
یہ محفل ہے میلاد کی تم یہاں سے — خدا کی رضا لے کے جاؤ کما کے
محبت کا جذبہ کرو دل میں پیدا — رہے چشم تر ذکر میں مصطفٰے کے
سنو نامِ نامی کرو نذر تحفے — مزے خوب لے لے کے صلّ علیٰ کے
یہ آداب اُس مجلسِ پاک کے ہیں — سنو دل سے غفلت کے پردے ہٹا کے

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض فضائل کا بیان

سمجھتے ہو کچھ مرتبہ اُن کا کیا ہے — رسولِ مکرم ہیں وہ کبریا کے
وہ بے مثل ہیں عالمِ کن فکاں[1] میں — ہیں مرکز وہی دائرے[2] میں قضا کے
فلک پر رسالت کے وہ مہرِ تاباں — درخشندہ کوکب وہی اصطفا کے
اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا — خدائی عیاں دم سے ہے حق نما کے
خدائی کو اپنی کیا اُس نے ظاہر — کہ انوار ظاہر ہوں بدرُ الدُّجےٰ کے
تمنا رہی ہے سدا انبیا کو — کہ ہم ہوتے پیرو نبیّ الہدیٰ کے
یہ ہم پر خدا کی عنایت ہے کیسی — غلاموں کی صف میں کیا مصطفٰے کے
کریں جتنا بھی شکر مولیٰ کا کم ہے — کرم بے بہا[3] ہے بغیر امترا[4] کے

[1] عالم کن فکان یعنی عالم آفرینش [2] دائرے میں یعنی قضا و قدر کے دائرے میں محور ہیں۔
[3] بے بہا یعنی انمول جس کی کوئی قیمت نہ لگا سکے [4] بغیر امترا یعنی بلا شک۔

Marfat.com

آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے از سرِ نو جنّت کو سجایا۔ ہم کو چاہیے کہ ہم آپ کے یوم ولادت شریف کو عید کا دن سمجھیں۔ مولود شریف کی محفل کو بتّیوں اور پھولوں سے آراستہ اور پیراستہ کریں اور آپ کا ذکرِ شریف کرکے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں اور آپ کے احترام اور محبّت میں قیام کریں۔

فرشتے بھی جنّت کو اعزاز میں جب
ہماری زبان پر ہو پھر کیوں نہ جاری
کریں منعقد کیوں نہ ہم بھی محافل
سجاوٹ کریں کیوں نہ گلہائے تر سے
کھڑے کیوں نہ ہوں آپ کا ذکر سُن کر

سجائیں شہ[1] بزم قالوا بلیٰ کے
ترانے مسرّت سے یا مرحبا[2] کے
پڑھیں کیوں نہ مولود خوشیاں منا کے
جلائیں نہ کیوں قمقمے[3] کہربا کے
محبت سے کچھ اپنے آنسو گرا کے

نصیحت

نصیحت سنو کان کھولو خدارا
محمد کی اُلفت ہے سرمایہ دیں کا
نصیبے کا اچھا وہی ہے عزیزو
زیاں کار[4] عقبیٰ ہیں جانو اسی کو
تقرّب کرو اپنے مولیٰ سے حاصل

نہ تم آؤ کہنے میں ماوشما کے
حفاظت سے رکھو دلوں میں دبا کے
جو ایماں کی دولت کو رکھے بڑھا کے
گیا جو بھی دنیا سے دولت گنوا کے
نبی کی محبت کے گُن زید گا کے

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں کس محبت سے آپ کو یاد کرتا ہے اور آپ کے اوصافِ علی بیان کرتا ہے اور تمام انبیاء سے عہد لیتا ہے کہ ان میں جو آپ کے زمانہ کو پائے وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ اپنی اُمّت کے واسطے براق کا انتظام فرماکے بہشت بریں پہنچانے کا بندوبست فرماتے ہیں۔

[1] شہ بزم الخ میثاقِ ازل کی طرف اشارہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کی ارواح کو جمع کرکے اپنی خدائی کا اقرار لیا، سورہ اعراف آیت ۱۷۲ میں کہتا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ آپ اس محفل کے سردار تھے [2] یا مرحبا کلمہ تحسین ہے جو خوشی کے وقت کہا جاتا ہے [3] قمقمہ معنی بتی اور کہربا معنی بجلی یعنی بجلی کی کپیاں [4] زیاں کار یعنی نقصان والا۔

ذرا چشمِ حق بیں سے مصحف اٹھا کے
فضائل تو دیکھو شہِ دوسرا کے
خدا ان کی تعریف کرتا ہے کیا کیا
وہ الفاظ لاتا ہے کیسے ثنا کے
تلاوت کرو فتح و نجم و قمر کی
معانی کو سمجھو ذرا والضحیٰ کے
پڑھو سورۂ نون و اسریٰ و نشرح
لعمرک[1] بھی اشکِ محبت لٹا کے
نرالی قسم ہے یہ اللہ اکبر
مری جاں ہو قربان اس دلربا کے
لیا عہد[2] سب انبیا سے کہ تم میں
جو پائے زمانے کو اس مرتضیٰ کے
وہ ایمان لائے پڑھے ان کا کلمہ
وہ رہبر ہیں بیشک ہر اک مقتدا کے
رؤفٌ رحیمٌ[3] کا پہنا کے خلعت
زمانے میں بھیجا ہے رحمت بنا کے
یہ رحمت خدا کی وہ رحمت نبی کی
مٹے سارے افکار روزِ جزا کے
یہ رحمت کے دریا شفاعت کی موجیں
نہ لے جائیں عصیاں کو کیونکر بہا کے
براق اپنی امت کو محشر میں دے کر
سوئے خلد بھیجیں گے اس پر بٹھا کے

معراج شریف کا بیان

وہ معراج کی شب وہ سیرِ عجائب
وہ اک ساتھ جانا شدید القویٰ[4] کے
وہ اسریٰ بعبدہٖ سے اسرارِ پنہاں
افق پر نمایاں ہوئے فاستویٰ[5] کے
براق ان کو تھا سواری میں شہ کی
سفر لامکاں کا ہوا بے عنا[6] کے
چلا لے کے جس دم تو رفتار جیسے
اڑے دوش پر کوئی برق و ہوا کے
ہوا برق کیا ہے وہ اک آن ہی میں
قریب ہوگیا سدرۃ المنتہیٰ کے
ادب سے کیا عرض روح الامیں نے
کریں آپ نظارے اب ماوریٰ[7] کے

[1] لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ سورہ حجر آیت ۷۲ [2] وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ آل عمران آیت ۸۱ [3] لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ سورہ توبہ آیت ۱۲۹ [4] شدید القویٰ یعنی حضرت جبریلؑ [5] فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ سورہ نجم آیت ۷ یعنی جبریلؑ امین اصلی صورت میں افقِ اعلیٰ پر ظاہر ہوئے [6] بے عنا یعنی بلا مشقت [7] ماوریٰ یعنی مابعد

Marfat.com

اگر ایک بھی قدم آگے رکھدوں
پروں کو جلا دیں شرارے ضیا کے

نگہباں ہو مولیٰ مبارک سفر ہو
منازل کریں آپ طے ارتقا کے

وہاں سے چلے دیکھتے سب مناظر
مزے خوب جا کر لئے مُستوٰی کے

وہاں سے وہ پھر عالمِ نور[1] پہنچے
جہاں سے چلا لے کے رَفرَف اُڑا کے

بہت سے مقامات گزرے نظر سے
ذرا میں ہوئے طے مدارج دنیٰ[2] کے

تدلّیٰ[3] کو پھر اور پھر قاب قوسین[4]
تقرّب[5] میں تھے پھر وہ ربّ العُلا کے

وہاں کیا سُنا اور دیکھا وہاں کیا
زباں بند ہے وصف میں مدّعا کے

عنایت ہُوا وصل کا جامِ شیریں
کُھلے راز سارے فنا و بقا کے

ہُوا حکم جو کچھ یہاں راز دیکھے
یہ اسرار ہیں ان کو رکھو چھپا کے

بیاں میں تم احکام لے آؤ سارے
بتادو مسائل رَوا نا رَوا کے

بتادو حقیقت سبھی نعمتوں کی
سُنادو سب احوال پورے لِقا[6] کے

یہ سن کر کیا عرض شاہِ زَمن نے
سُنے گا اسے کون سانچہ اعتنا کے

ہُوا اُن کو ارشاد ربّ العُلا کا
پڑو تم نہ چکّر میں ہاں اور نا کے

کریں گے ابوبکرؓ تصدیق ان سے
سنو گے نہ الفاظ چون و چرا کے

ہوئے پھر مرخّص وہاں سے مکرّم
وہ تھے پُشت پر پھر اسی بادپا[7] کے

صبح کو آپ کا کافروں سے معراج شریف کا واقعہ بیان فرمانا اور اُن کا حضرت ابوبکرؓ کے پاس جا کر بطور استہزا ذکر کرنا اور حضرت ابوبکرؓ کا اُن کو جواب دینا اور نصیحت کرنی اور اُس دن سے آپ کو صدیق کا مبارک خطاب ملنا۔

بیاں صبح کو آپ نے کافروں[8] سے
کئے شب کے احوال سارے جتا کے

وہ سُن کر ابوبکرؓ سے جا کے بولے
بڑے ٹھاٹ سے اپنی بغلیں[9] بجا کے

[1] سیر کی کتابوں میں ان مقامات کا ذکر ہے دیکھو سعید البیان [2] و [3] و [4] ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى سورہ نجم آیت ۸ و ۹۔ [6] لقا یعنی ملاقات [7] بادپا یعنی تیز رفتار، اکثر اس کا استعمال گھوڑے کے وصف میں ہوتا ہے [8] کافروں سے یعنی ابوجہل اور دوسرے کافروں سے [9] بغلیں بجانا یعنی خوشی منانا، اترانا۔

Marfat.com

یہ لو ایک ہی رات میں دیکھ آئے ۔۔۔ تمہارے پیمبر عجائب سما[1] کے
بہت اُن کی تعریف کرتے تھے تم بھی ۔۔۔ بڑے صدق دل سے بڑے چہچہا کے
ابوبکرؓ جب سُن چکے اُن کی باتیں ۔۔۔ جواب ان کو فوراً دیا مسکرا کے
خدارا کرو فکر کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سنو سر اُٹھا کے
یہ جو کچھ بھی تم سے کہا تھا وہ سچ ہے ۔۔۔ میں اب پھر یہ کہتا ہوں تم کو سنا کے
تمہاری بھلائی کو کہتا ہوں تم سے ۔۔۔ نہ ٹالو مری بات کو ہنس ہنسا کے
کرو بس رسالت کی تصدیق دل سے ۔۔۔ نہ ہرگز بنو مستحق تم سزا کے
عداوت میں اُن کی سراسر ضرر ہے ۔۔۔ بھلا ہے نہ کوئی نبی کو ستا کے
کہاں کی خوشی اور کیسی مسرت ۔۔۔ دُکھی ہو گئے تم اُن کے دل کو دُکھا کے
ذرا دیکھ لو حال تم بولہب کا ۔۔۔ بنو تم نہ مصداق تبّت یدا کے
نصیحت جو کرتا ہوں تم کو وہ سُن لو ۔۔۔ یہی کام دے گی تمہیں آگے جا کے
وہ حق کے مکرّم پیمبر ہیں بے شک ۔۔۔ خدا اُن کا شیدا وہ شیدا خدا کے
امین[2] اور صادق ہیں سب جانتے ہیں ۔۔۔ نہیں آتے اُن کو طریقے دغا کے
خبر جو بھی دی ہے بلا ریب سچ ہے ۔۔۔ نوازا ہے اُن کو خدا نے بُلا کے
تمہیں خاک آئے نظر آنکھ پر جب ۔۔۔ پڑے ہوں عداوت کے پردے بلا کے
تماشائے وحدت نظر آئے فوراً ۔۔۔ اگر چھوڑ دو تم طریقے جفا کے
یہ سُن کر اُڑے ہوش سب کافروں کے ۔۔۔ کھڑے ہو گئے یک بیک بوکھلا کے
پھرا اُن کی ساری اُمیدوں پہ پانی ۔۔۔ وہ بھاگے وہاں سے بہت سٹپٹا کے
تماشا تو دیکھو ذرا دیر پہلے ۔۔۔ وہ آئے تھے ہنستے ہوئے کھلکھلا کے
مگر قسمتِ بد کا کہنا ہی کیا ہے ۔۔۔ کہ پلٹے وہ اندوہ[3] سے منہ پھلا کے
جنابِ ابوبکرؓ نے کافروں کے ۔۔۔ مٹا ڈالے جتنے بنائے تھے خاکے[4]
وہ تائید کرتے تھے ہردم نبی کی ۔۔۔ بہت دل لگا کے بہت جی کھپا کے

[1] سما یعنی آسمان [2] نبوت سے پہلے آپ کی امانت داری کی وجہ سے امین اور راست گفتاری کی وجہ سے صادق کے خطاب سے سب آپؐ کو یاد کرتے تھے [3] اندوہ بمعنی رنج [4] خاکے بمعنی منصوبے۔

Marfat.com

یہ سچا ہے اخلاص دیکھو قدم کو　　محبت میں رکھتا ہے کیسا جما کے
خدا اُن سے راضی ہوا وہ خدا سے　　نبی کی محبت سے دل کو بسا کے
اُسی دن سے صدیق پایا لقب ہے　　ہوئے وہ مکرّم یہ اعزاز پا کے
بشر میں وہ افضل ہیں بعد انبیا کے　　وہ افسر ہیں بے شک تمام اولیا کے
یہ اخلاص کا پھل ملا اُن کو رب سے　　نہ پھٹکے کوئی پاس کبر و ریا کے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی طفیلِ نبیِ مکرّم　　مجھے مست کر جام اُلفت پلا کے
طُفیلِ ابوبکر صدّیق اکبرؓ　　رہوں گامزن رہ پہ صدق و صفا کے
طُفیلِ عمر شاہِ فاروقِ اعظم　　مزے لے اڑوں میں بھی زہد و وفا کے
طُفیلِ قتیلِ ستم شاہِ عثمانؓ　　عنایت کر اوصاف صبر و غنا کے
طُفیلِ علی کرّم اللہ وجہہٗ　　کھلیں راز سربستہ علم و ذکا[1] کے
طُفیلِ کُل اصحاب و آلِ پیمبر　　مجھے نفس و شیطاں سے رکھ لے بچا کے
طُفیلِ کُل اتباع و رے استقامت　　گرفتِ ہوا و ہوس سے چھڑا کے
طُفیلِ مشائخ جو اعلامِ دین تھے　　نہ لے جا مجھے پاس جُرم و خطا کے
طُفیلِ صفا کیش پیرانِ والا　　طریقے پہ چلتا رہوں اصفیا کے
طُفیلِ ابوالخیر پیرِ طریقت　　جو سردار ٹھہرے تمام اتقیا کے
ق
کیا وَلَولہ تیری اُلفت کا پیدا　　نئی راہ پر لے گئے وہ چلا کے

طریقہ شریفہ نقشبندیہ کا بیان

وہ مشکل کشا[2] کا مبارک طریقہ　　جو افضل طریقوں میں اہلِ تقا[3] کے

[1] ذکا ۔ ذال کے فتحہ سے بمعنی سرعتِ فہم و تیزی فکر [2] مشکل کشا حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہیں [3] اہلِ تقا یعنی اصحابِ تقویٰ و پرہیزگاری۔

Marfat.com

شریعت کا خادم حقیقت کا حامل ۔۔۔ نرالے معالم[1] سب اس ملتقی[2] کے
جناب ابوبکر کو منتہی[3] ہے ۔۔۔ محاسن ہیں سارے اسی انتما[4] کے
سدا ہوش در دم[5] نظر بر قدم[6] ہو ۔۔۔ طریقے ہیں کتنے بھلے ابتدا کے
عمل بازگشت[7] و نگہداشت[8] پر ہو ۔۔۔ تصور[9] میں ڈوبا رہے آشنا کے
مزے[10] پھر تو لیتی چشم بصیرت ۔۔۔ محافل میں رہتے ہوئے انزوا[11] کے
مبارک قواعد مبارک ضوابط[12] ۔۔۔ مبارک معالم سبھی اہتدا[13] کے
مبارک طریقہ یہ ایسا بتایا ۔۔۔ لیے ابتدا[14] میں مزے انتہا کے

حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

سنو اب کچھ احوال اس پارسا کے ۔۔۔ گیا نفس امارہ کو جو سدھا کے
مے بیخودی سے وہ دی جس نے کھوئی ۔۔۔ کیا زندہ دل نوش دارو[15] کھلا کے
ابھی تک ہے دل میں مزا اور گئے وہ ۔۔۔ نئی چاشنی معرفت کی چٹا کے
کھڑا کر دیا لا کے راہ ھدیٰ پر ۔۔۔ شریعت روی کی ریاضت کرا کے
محبت سے گرویدہ اپنا بنایا ۔۔۔ پڑھا کے لکھا کے سدھا کے سکھا کے
اثر دل سے زائل کیا ماسویٰ کا ۔۔۔ بس اللہ کا اک نقش رکھا لگا کے
کئے چاک غفلت کے پردے ہزاروں ۔۔۔ گئے یاد اپنے خدا کی دلا کے
کیا قلب عاجز کو خانہ خدا کا ۔۔۔ سپر انوار سے اس کو رکھا سجا کے
ہوا نور وحدت سے معمور سینہ ۔۔۔ گئے جو سبق معرفت کا پڑھا کے
نرالی الف با کی تختی پڑھائی ۔۔۔ کرشمے دکھائے نئی کیمیا کے

[1] معالم یعنی علامات ونشانات [2] ملتقی یعنی مقام اتصال جہاں پر راستہ آکر ملے [3] منتہی یعنی منسوب [4] انتما یعنی نسبت یعنی یہ طریقہ شریفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاکر ملا ہے اور آپ سے منسوب ہے یہ ساری خوبیاں اسی نسبت شریفہ کی ہیں [5] [6] [7] [8] طریقہ نقشبندیہ کے آٹھ اصول میں سے چار اصول ہیں [9] تصور یعنی مرشد کا رابطہ [10] مزے پھر الخ اشارہ ہے خلوت در انجمن کی طرف جو آٹھ اصول میں سے ایک ہے [11] انزوا یعنی خلوت محفل میں رہتے ہوئے سالک خلوت کا لطف اٹھائے گا [12] ضوابط یعنی قواعد [13] اہتدا یعنی ہدایت پانا [14] لیے ابتدا میں اشارہ ہے البدایۃ فی النہایۃ کی طرف [15] نوشدارو یعنی تریاق واکسیر

Marfat.com

توجہ سے روشن کئے سب لطائف — مِس دل کو کندن بنایا گلا کے
بہت کچھ پڑھایا عنایات کر کے — بہت کچھ سکھایا دلوں کو لبھا کے
بہت کچھ سنایا مگر ہائے قسمت — گئے اپنی فرقت میں آخر رُلا کے
ق
اندھیرا نہ کیونکر زمانے میں چھائے — گئے وہ ہدایت کی مشعل بجھا کے
تصور میں اُن کے مزاجِ جہاں کا — طریقوں سے اب کون واقف خفا کے
محبت نے اُن کی اثر یہ دکھایا — رہی یادِ مولیٰ کی دل میں سما کے
عزیزو وہ کیا تھے بیاں کیا کروں میں — خدا[1] یاد آتا ہے وہ یاد آ کے
یہی اولیا کی نشانی ہے سُن لو — گئے ہیں ہمیں جو ہم کو بتا کے
گدائی میں اُن کی سعادت تھی مخفی — فدا تھے سلاطین اُن کے گدا کے
ملی جس کو اُن کی غلامی وہ شہ تھا — وہ پھر خواب کیوں دیکھے ظلِ ہما کے
درِ فیضِ انور کا وہ خاک ریزہ — دیئے کام جس نے ہزاروں دوا کے
ق
نہ سمجھو اُسے خاک اکسیر ہے وہ — ہے اکسیر قرباں اُس خاکِ پا کے
وہ کیسے سدھائے خدا اُن پہ جاں ہو — وہ تڑپا گئے دل کو اہلِ ولا[2] کے
کہاں سے ملے اب وہ صہبائے عرفاں — ہوا خاک جب میکدہ جل جلا کے
نہ اب دورِ مے ہے نہ مینا[3] نہ ساقی — نہ اب مست رندوں کے نعرے بکا[4] کے
نہ وہ رقصِ بسمل نہ شورِ حریفاں[5] — نہ شیریں کرشمے وہ ناز و ادا کے
نہ وہ نعرۂ ھُو کہ جس کے اثر سے — کھلے راز سب عرش و تحت الثریٰ کے
گزرتا تھا اک دم میں عرشِ بریں سے — درِ فیضِ اقدس کی کنڈی ہلا کے

حضرتِ مرشد کی یاد اور اُن کے واسطے دعائے خیر

مجھے یاد آتی ہے جس دم وہ صحبت — بہاتا ہوں آنسو بہت تلملا کے

[1] خدا یاد آتا ہے الخ یہ حدیث شریف کا مضمون ہے اس حدیث شریف کو ائمہ نے چند طریقوں سے روایت کیا ہے طبرانی کی روایت میں ہے هم الذين اذا رأوا ذكر الله ابن ماجہ کی روایت میں ہے خياركم الذين اذا رأوا ذكر الله بغوی کی روایت میں ہے اوليائي من عبادي الذين يذكرون بذكري واذكر بذكرهم اور امام احمد کی روایت میں ہے ان اوليائي من عبادي واحبائي من خلقي الذين يذكرون بذكري واذكر بذكرهم
[2] ولا بمعنی محبت [3] مینا بمعنی صراحی و بوتل [4] بکا رونا [5] حریف بمعنی ہم پیشہ و ہم مشرب و دمساز و رفیق ۱۲

Marfat.com

سِسکتا ہوں رہ رہ کے قلبِ حزیں کو … اٹھاتا ہوں پھر ہاتھ اپنے دُعا کے
یہ کرتا ہوں پھر عرض اُس بارگہ میں … بصد شوق و اخلاص بعد التجا کے
کہ یارب مراتب کو اُن کے بڑھا تو … دُرِ[1] خُلد میں اپنے جلوے دکھا کے
رہے روح فردوس میں اُن کی شاداں … رہیں[2] ساتھ وہ انبیا اَصدِقا کے

عاجز کی دُعا بارگاہِ بے نیاز میں

الٰہی جو تو نے نظر اُن پہ کی ہے … مُقدّر میں آجائے مجھ بے نوا کے
صفاتِ رَذِیلہ نہ پاس آئیں میرے … ملیں مجھ کو اَوصافِ حِلم و حَیا کے
نہیں دُور کچھ بھی یہ تیرے کرم سے … مزے میں بھی لے لوں بقا و فنا کے
تری یاد باقی رہے دل میں ہر دَم … بھلا دوں میں قصّے سبھی ماسِوٰی کے
عبادت میں رکھ اپنی مشغول یارب … شرابِ محبّت کی لذّت چکھا کے
تو راضی رہے مجھ سے میں تجھ سے راضی … کھلیں مجھ پہ اَبواب تیری رِضا کے
نہیں تابِ آتش کہ میں ناتواں ہوں … گناہوں کو رکھ دے کرم سے مِٹا کے

حرمین شریفین کا مُبارک سفر
مکّے کا سفر اور حج کا بیان

الٰہی حرم کا سفر ہو میسّر … ہوں اسباب خود اس رَہِ جانفزا کے

[1] دُر کے معنی بیچ۔
[2] "رہیں ساتھ وہ انبیا اصدقا کے" اشارہ ہے اُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ الآیۃ کی طرف۔

Marfat.com

وہاں جاکے ارماں نکالوں میں دل کے
ترے گھر کے چاروں[1] طرف پھر پھرا کے

کبھی سنگِ اسود[2] کو جاکر میں چوموں
کھڑا ہوں کبھی رکن[3] سے دل ملا کے

گھسوں[4] تیری چوکھٹ پر اپنی جبیں کو
کروں[5] عرض احوال سب ماتقی[6] کے

کھڑا ہو کے میزاب[7] رحمت کے نیچے
بہادوں گناہوں کو اپنے نہا کے

کروں آب[8] زمزم سے سیراب خود کو
بنوں مست اک[9] ڈول اس کا چڑھا کے

محبت میں مروہ[10] کے چکر لگاؤں
پھروں سر کے بل جاکے سرِ صفا[11] کے

کبھی کوہِ رحمت[12] کی چوٹی پہ جاؤں
کبھی میں مزے لوٹوں غارِ حرا[13] کے

کبھی شوق میں مشعر[14] و خیف[15] پہنچوں
کبھی جاکے گلیوں میں لوٹوں منیٰ[16] کے

دیارِ حبیب کا سفر

چلوں چشم سے جانبِ طیبہ[17] گاہے
رہِ شوق میں اپنی پلکیں بچھا کے

بہ اخلاص و شوق و بہ صد شادمانی
منازل ہوں طے اس رہِ دلکشا کے

[1] چاروں طرف الخ یعنی طواف بیت اللہ کروں [2] سنگِ اسود یعنی حجرِ اسود جو بیت اللہ شریف کے مشرقی کونے میں لگا ہوا ہے اس کو چھونا اور بوسہ دینا سنت ہے [3] رکن سے مراد رکنِ یمنی ہے جو بیت اللہ کا جنوبی کونہ ہے اس کو چھونا مستحب ہے [4] گھسوں الخ یعنی طواف کے بعد دو رکعت پڑھوں جن کا پڑھنا واجب ہے [5] کروں عرض یعنی دو رکعت کے بعد دعا مانگوں یہ دعا کرنی مستحب ہے [6] ماضی یعنی گزرا ہوا [7] میزابِ رحمت یعنی پرنالہ، بیت اللہ شریف کے پرنالہ کو میزابِ رحمت کہتے ہیں جو شمال غربی جانب حطیم میں گرتا ہے [8] دعا کے بعد چاہِ زمزم پر جانا اور اس کے پانی سے اپنے کو سیراب کرنا سنت ہے [9] بہتر ہے کہ ڈول سے پانی پیئے اور خود پانی نکالے اور جو بچے اس کو اپنے اوپر ڈال لے [10] [11] مروہ اور صفا دو پہاڑیاں ہیں طواف کے بعد ان دو پہاڑیوں کے مابین سعی کرنی واجب ہے، ابتدا صفا سے کی جاتی ہے [12] کوہِ رحمت میدانِ عرفات کی پہاڑی ہے نویں ذی الحجہ کو اس پہاڑی کے پاس وقوف کرنا حج کا رکن ہے وہاں دعا کرنی چاہیئے [13] غارِ حرا مکہ کے پاس وہ مبارک غار ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے جاکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے اور آپ پر پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی اس مبارک غار کی زیارت کا تعلق حج سے نہیں ہے بلکہ محبتِ نبوی سے ہے اور یہ زیارت مستحب ہے [14] مشعر سے مراد مشعرِ حرام ہے جو مزدلفہ کی پہاڑی کا نام ہے اس کا نام قزح ہے عرفات سے واپسی پر دسویں ذی الحجہ کی شب یہاں گزارنی سنت ہے اور تھوڑی دیر قیام کرنا واجب ہے [15] خیف سے مراد مسجدِ خیف ہے جو اس جگہ بنائی گئی ہے جہاں رسول اللہ نے نماز پڑھی تھی [16] منیٰ میں دو رات قیام کرنا سنت ہے یعنی گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کی شب کو اور تیرھویں شب کا قیام کرنا بہتر ہے [17] مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام طیبہ اور طابہ رکھا جو طیب اور طاب کی تانیث یعنی طیب اور اچھے کے ہے شہرت مدینۃ الرسول کے نام سے ہوئی اور پھر صرف مدینہ ہی نام پڑ گیا۔

Marfat.com

پہنچ کر مدینے اُحُد[1] جا کے دیکھوں
کبھی دیکھ آؤں مناظر قُبا[2] کے

کبھی دُور سے قُبّۂ نور دیکھوں
کبھی جا پڑوں در پہ دارُالشّفا کے

پڑھوں گاہ مسجد میں جا کر دوگانہ
پھر اُس در پہ مانگوں دعا گڑگڑا کے

حضوری میں جاؤں پھر اُس بادشہ کے
اٹھائے ہوئے ہاتھ اپنے رجا[3] کے

فرشتے زیارت کریں جس کی آ کے
پھریں گرد اُس روضۂ ذُوالّلوٰی[4] کے

کروں نذر بے حد درودِ مبارک
بہ صد شوق واخلاص اُس مجتبیٰ کے

مری جان واولاد ومال باپ سب کچھ
فدا ہوں الٰہی اسی پیشوا کے

جبیں جس نے اے زید اُس در پہ گھس لی
تماشے وہ پھر دیکھے دل کی جلا کے

کہاں تو کہاں یہ شرف حاضری کا
ہیں سارے کرشمے یہ آہِ رسا کے

مری التجاؤں کو سُن لے الٰہی!
اُمیدوں کے غنچے کِھلیں لہلہا کے

کرم پر ہی تیرے نظر زید کی ہے
دکھائے کرشمے تو اپنی سخا کے

اِسلام اور مُسلمانوں کی ترقی کے واسطے دُعا

ترے نام لیوا پریشاں ہیں بے حد
وہ اب جا لگے ہیں کنارے ردیٰ[5] کے

عمل گرچہ ناکارہ ان کے رہے ہیں
ہیں آخر ترے نام لیوا سدا[6] کے

نہیں اہل یارب وہ ظلم وستم کے
بنیں تختۂ مشق اہلِ عدا[7] کے

کرم کر مصائب سے ان کو بچالے
نہ دیکھیں شدائد کو پھر انجلا[8] کے

اٹھایا ہے سر کافروں نے بہت کچھ
ستم ہو گئے بے حساب اشقیا کے

غرور اُن کا ٹوٹے نکل جائے کس بل[9]
گریں مُنہ کے بل ٹھوکریں خوب کھا کے

یہ ظلم وستم کی فلک بوس تعمیر
بہت جلد یارب گرے لڑکھڑا کے

[1] اُحُد مدینہ سے شمال کی جانب ڈھائی میل کے فاصلہ پر واقع ہے، اس پہاڑ کی زیارت کرنی مستحب ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے احد جبل یحبنا ونحبہ یعنی احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس پہاڑ کی تلیٹی میں حضرت حمزہؓ کا مزار پُرانوار ہے جس کی زیارت کو ہر سال کے شروع میں آپ جاتے تھے [2] قبا مدینہ سے جانب غرب تین میل ہے اس مسجد کی زیارت مستحب ہے [3] رجا بمعنی امید [4] ذُوالّلوٰی یعنی صاحب علَم وخداوند بیرق چونکہ قیامت کے دن حمد کا بیرق آپ کے ہاتھ میں ہوگا اس لئے آپ کا لقبِ مبارک ذُوالّلوٰی ہے [5] بفتح را بمعنی ہلاکت [6] سدا بمعنی ہمیشہ [7] اہلِ عدا یعنی اہلِ عداوت [8] اِنجلا خالی ہونا یعنی جلاوطنی [9] کس بل بمعنی دم خم۔

Marfat.com

سلامت روی حاصلِ زندگی ہو
نکل جائیں سب دور سے ابتلاءؔ کے
رہِ راستی پر ہر اک گامزن ہو
نہ بھٹکائے شیطان پھر وزغلا کے
یہ جور وجفا کی بھیانک گھٹائیں
زمانے سے نابود ہوں گھٹ گھٹا کے
تروتازہ ہو باغ پھر آشتی کا
مٹیں سب جراثیم ہر اک وبا کے
صبا پھر پیامِ امن کا لے کے آئے
شگوفے کھلیں دوستی کی فضا کے
ہو اسلام سرسبز و شاداب پھر سے
پھلے اور پھولے نیا رنگ لا کے
صدا گونجے اللہ اکبر کی ایسی
کہ قربان ہو جائیں سب اس صدا کے
ہو اسلام کا بول بالا جہاں میں
ہو گرویدہ عالم تمام اس ندا کے

تمنائیں بر آئیں زیدؔ حزیں کی
بہا دے الٰہی خزانے عطا کے

لہ ابتلا یعنی آزمائش، یعنی فتنہ و فساد کا دور

میر اوحدی کرمانی گفتہ

خوش آں کہ بندم در رہت بر ناقہ محمل از وطن
خیزم چو گرد، افتم چو اشک، آیم بہ سر، غلطم بہ تن
چوں پا نہم در راہِ تو، باشد پئے قطع رہم
پا راحلہ، کف آبلہ، چشم قدم، غم زادِ من
آیم بریں دار الشفا، گویم بہ زاری دم بہ دم
کائے شمعِ دیں، ختمِ رسل، مطلوبِ حق، فخرِ زمن
شاہِ سریرِ سلطنت، سلطانِ اَوْ اَدْنیٰ لقب
مکی نسب، امی حسب، بطحیٰ مکاں، یثرب وطن
از گفتنِ نعتت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر
باغِ اَمل، شاخِ طرب، گل زارِ جاں، نخلِ بدن
بعدِ وفاتم بس بود، گردے ز راہِ مقدمت
زادِ سفر، زیبِ عمل، شمعِ لحد، عطرِ کفن
دارم امیدِ مغفرت از دولتِ نعتِ شما
با ایں عمل، با ایں گنہ، با ایں جفا، اے ذوالمنن

Marfat.com

جب کسی کے یہاں کھانا کھائے تو یہ دُعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ

نیکوں نے تمہارا کھانا کھایا

وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ

اور فرشتوں نے تمہارے واسطے دُعا کی،

وَنَزَلَتْ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ

اور نازل ہوئی تم پر رحمت،

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا رَزَقَكُمْ

اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں وہ برکت عنایت کرے

Marfat.com

Marfat.com

شاہ ابوالخیر اکادمی کی شائع کردہ کچھ مایہ ناز کتب

- مقاماتِ خیر
- سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مجدد اور ان کے ناقدین
- تاریخ القرآن
- حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی
- علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء
- مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان
- معمولاتِ خیر
- زیارت خیر الانام ترجمہ شفاء السقام
- القول الجلی کا مقدمہ اور اختتامیہ
- اثبات استحسان برائے محفل میلاد ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم
- معارف مکتوبات امام ربانی
- مقاماتِ مظہری
- تقویم خیری

Marfat.com